

حاصل کرنے کے لیے

ٹیلیگرام چینل لنک

<https://t.me/tehqiqat>

آرکائیو لنک

<https://archive.org/details>

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

بلوگسپوٹ لنک

[https://ataunnabi.blogspot](https://ataunnabi.blogspot.com/?m=1)

[.com/?m=1](https://ataunnabi.blogspot.com/?m=1)

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَا
بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ (الحديث)

فوائد محمودیہ علی شرح اربعین نوویہ

بنام

نور الاحادیث

مصنف:

ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم و شارح:

علامہ مولانا خالد محمود قادری المدنی

ناشر

المدینہ فاؤنڈیشن پاکستان (گوجرانوالہ)

﴿.....جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں.....﴾

کتاب کا نام	:	فوائد محمودیہ علی شرح اربعین نوویہ بنام نور الاحادیث
مصنف	:	ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی
مترجم و شارح	:	حضرت علامہ مولانا ابو عکاشہ خالد محمود قادری عطاری المدنی
کمپوزنگ و پرنٹنگ	:	القمرائیڈورٹائزرز (گوجرانوالہ) 0301-6484029
ناشر	:	مدینة المؤلفین: المدینة فاؤنڈیشن پاکستان (گوجرانوالہ)
اشاعت	:	اوّل
سن طباعت	:	2015
ہدیہ	:

﴿..... مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں.....﴾

﴿..... انتساب﴾

میں اپنی اس سعی کو محسن انسانیت سید انس و جان صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کی بدولت انسان کو کھویا ہوا وقار ملا اور

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اور اپنے والدین غفر لہما کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی نگاہ کرم اور تربیت کے باعث میں اس قابل ہوا کہ شرح اربعین نوویہ لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

﴿.....تقریظ.....﴾

خلیفہ مجاز شہزادہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیبا و مسلما

کسی موضوع پر قلم اٹھانا بالخصوص ایسے موضوعات کہ جن کا تعلق وحی متلو سے ہو یا غیر متلو سے کتنا دشوار اور کنٹھن کام و سفر ہے وہی جانتے ہیں جو کبھی ایسی وادیوں سے گزرے ہوں۔

زیر نظر کتاب ”نور الاحادیث علی شرح اربعین نوویہ“ چونکہ اسی سفر سے متعلق ہے اس کی تکمیل تک شارح کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور کس طرح ان کی کشتی ساحل تک پہنچی یہ جانیں یا خداوند تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ۔

بہر حال انتہائی مختصر وقت میں اس شرح کے بعض مقامات کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ احادیث مبارکہ کی خدمت شرح میں فاضل مکرم مولانا ابو عکاشہ خالد محمود قادری عطاری سلمہ الباری نے جس عرق ریزی سے مواد مہیا فرمایا اور قارئین کے علم و معلومات میں اضافہ فرمایا ہے، یہ وہ احسان ہے کہ جس کی جتنی قدر دانی کی جائے کم ہے۔ ان چند سطور کے بعد فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ کریم جل و علا اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے موصوف کے علم و عمل اور ذوق خدمت دین میں مزید برکتیں پیدا فرماتے ہوئے اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین!

اس دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

(مہتمم جامعہ قادریہ و خلیفہ مجاز شہزادہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ گوجرانوالہ)

۱۵ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ

﴿..... کلمات ابتدائیہ.....﴾

﴿..... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.....﴾

﴿..... الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین اما بعد.....﴾

﴿..... فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم.....﴾

اللہ عزوجل نے اپنی مخلوقات اور بالخصوص انسان اشرف المخلوقات کی ہدایت کیلئے آخر میں سید انس و جان لالہ رخاں سر نشین مہوشاں رازدار ماوحی سرکار مدینہ تاجدار انبیاء ختم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے تمام مخلوق بالخصوص انسان کی شریعت کے سنہری اصولوں میں تربیت فرمائی جس کی بدولت انسانیت کو کھویا ہوا وقار دوبارہ ملا اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال ظاہری فرمایا تو اپنے بعد وہ سنہری اصول چھوڑے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں تک پہنچانے کا حکم ارشاد فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً“ میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو، اور ان پر عمل کرنے والا معاشرے میں نمایاں فخر و سکون محسوس کرتا ہوا اپنے رب کی بے پناہ رحمت کی آغوش میں آنے کی امید کرتا ہے۔ ان سنہری اقوال کا عامل (عمل کرنے والا) مبلغ (تبلیغ کرنے والا) کاتب (لکھ کر دوسروں تک پہنچانے والا) ہمیشہ با مراد تروتازہ رہتا ہے کیونکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”يُبَلِّغُ الشَّاهِدُ مِنْكُمْ الْغَائِبَ“ چاہیے کہ تم میں سے جو موجود ہے وہ غائب کو میری بات پہنچائے۔ ”نَضَرَ اللّٰهُ اَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاها فَاَدَاها كَمَا سَمِعَهَا“ اللہ عزوجل اسے تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا پھر یاد کیا پھر دوسرے تک ویسے ہی پہنچایا جیسے اس نے سنا۔

”مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِنْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ“

”وَفِيْ رَوَايَةِ اَبِيْ ذَرْدَاةٍ“ وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا“۔ جس نے میری ایسی چالیس احادیث یاد کیں جو دینی معاملہ سے ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن فقہاء اور علماء کے گروہ میں اٹھائے اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیق و گواہ ہوں گا۔

ان احادیث مبارکہ میں وارد ہونے والے فضائل کے حصول کیلئے شرح اربعین نووی کا ترجمہ کرنے کی سعی کی۔ میرے دل میں زمانہ طالب علمی سے تدریس، تحریر و تخریج اور افتاء کا شوق تھا درس نظامی وغیرہ سے فراغت کے بعد یہ خواہش ہوئی کہ تحریر کی ابتداء قرآن و احادیث (یعنی اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کے متعلق مثلاً قرآن میں بیان ہونے والے موضوعات یا حدیث مبارکہ) سے کروں۔ لہذا قیامت کے دن شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کیلئے شرح اربعین نووی کا ترجمہ اور اسکی تشریح کی۔ اللہ تعالیٰ مجھ حقیر محتاج کی مختصر سعی کو قبول فرما کر اپنی شان کے لائق انعام، شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلا حساب و کتاب جنت میں داخلہ نصیب فرمائے۔

آج سے تقریباً دو سال قبل شرح اربعین نووی کا ترجمہ اور شرح لکھی مگر منظر عام پر نہ آسکی۔ پھر مسبب الاسباب کے اسباب پیدا کرنے پر اس کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔

اس کی تحریر پر اس کا کوئی خاص نام ذہن میں نہ آیا تو ایک دن میرے بڑے بھائی محمد بوٹا اطال اللہ عمرہ نے فرمایا حضرت پیر علاء الدین صدیقی صاحب سے اس کا نام رکھوائیں تو اس نسخہ کو خواجہ خواجگان پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا علاء الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں نام رکھنے کیلئے پیش کیا گیا، جس پر آپ دامت برکاتہم العالیہ نے عاجزی فرماتے ہوئے علماء کی موجودگی میں فرمایا یہ عظیم کام ہے تو اس کا نام بھی عظیم ہونا چاہیے آپ سب علماء مشورے سے اس کا نام تجویز فرمائیں۔ تو میں نے اصرار کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمائیں پھر آپ نے نہایت عاجزی فرمائی اور فرمایا کہ اس عظیم (بابرکت) کام کا نام فی الوقت میرے ذہن میں نہیں۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ سے گفتگو ہو رہی تھی (کہ پہلے میرے ذہن میں اس کا خاص نام نہ تھا مگر) آپ دامت برکاتہم العالیہ کی برکت سے میرے ذہن میں دو نام آئے جو آپ دامت برکاتہم العالیہ سے عرض کیے جن میں ایک نام ”نور الاحادیث“ تھا تو آپ دامت برکاتہم العالیہ نے اس کا نام ”نور الاحادیث“ رکھا۔

اس ترجمہ و شرح (نور الاحادیث) میں درج ذیل خصوصیات کا لحاظ رکھا گیا ہے

(۱): عربی متن (شرح اربعین نووی) میں تمام آیات جو نامکمل تھیں انہیں شرح میں مکمل مقصود تک لکھا گیا۔

(۲): تمام آیات کا ترجمہ شرح میں ترجمہ کنز الایمان سے لیا گیا۔

(۳): عبارت، ترجمہ و شرح نہایت سادہ۔

(۴): شرح کو بحوالہ تخریج کے ساتھ اور تعریفات کو لکھا گیا۔

(۵): جو عبارت نقشہ میں آسکتی تھی حتی الامکان اُسے نقشہ میں بیان کیا گیا۔

(۶): ہر متن حدیث کا مختصر خلاصہ بیان کیا گیا۔

(۷): احادیث کے راویوں کے حالات زندگی بیان کیے گئے۔

(۸): ہر حدیث و شرح کے مشکل الفاظ کے معانی شرح کے آخر میں بیان کیے گئے۔

میں حضرت علامہ مولانا قاری محمد اسماعیل دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت علامہ مولانا محمد اشرف دامت برکاتہم العالیہ کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس سعی میں میری رہنمائی فرمائی اور حضرت علامہ مولانا محمد صابر قادری عطاری المدنی (مدرس جامعہ المدینہ گوجرانوالہ)، المدینہ فاؤنڈیشن پاکستان (گوجرانوالہ) کا جن کے تعاون سے اس کی اشاعت ہو پائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔ آمین!

﴿ابوعکاشہ مدنی عفی عنہ﴾

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
27	مہاجر کون ہے؟	1	حدیث کی تعریف
34	حج کی تعریف	=	تقریر کا مطلب
=	جہاد کی شرعی تعریف اور اقسام	=	حجیت حدیث
35	حضرت داؤد علیہ السلام کا انداز محاسبہ	2	اصطلاحات حدیث
41	ہجرت کی اقسام کا نقشہ	=	مراتب ارباب حدیث
=	مشکل الفاظ کے معانی	3	امام نووی علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی
45	الحدیث الشانی	5	مقدمۃ المؤلف
47	اسلام کا لغوی معنی	8	اللہ عزوجل کو جی کہنا ممنوع ہے
48	طالب العلم کو استاد کے پاس کس حالت میں جانا چاہیے	10	الحدیث الاول
49	ایمان اور اسلام مترادف ہیں یا نہیں	11	اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے
53	تقدیر کی چار اقسام	11	عمل کے تین درجے
56	حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقدیر کی کون سی	12	امید کے ساتھ عبادت کرنا خوف کے ساتھ عبادت
=	قسم کو بدلتے ہیں؟	=	کرنے سے زیادہ افضل ہے
58	قدریہ کا تقدیر کے بارے میں عقیدہ	13	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
60	امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدیر کا انکار کرنے	16	کامل نمازی
=	والوں کو اس امت کا مجوسی فرمانے کی وجہ	17	عالم کا لوگوں کو تحدیث نعت کیلئے اپنا عمل بتانا
61	ما المسئول عنها باعلم من السائل کی وضاحت	=	جائز ہے
64	لفظ رب کا نقشہ	20	إِنَّمَا کلمہ حصر کیلئے آتا ہے اور ان، ما سے مرکب ہے
67	دنیا کی پچیس اقسام	22	الاعمال کا نقشہ
69	نفس کے دھوکے میں مت آؤ	23	عزم، قصد اور نیت کی تعریف

94	الحديث السادس	70	تقسیم دنیا کا نقشہ، مشکل الفاظ کے معانی
95	امام اعظم اور امام شافعی علیہما الرحمۃ کے نزدیک حلال کی تعریف	72	الحديث الثالث
96	حضرت ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی	73	اسلامی کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے
99	بدن انسانی ایک مملکت ہے	75	حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
101	حمی کا معنی	=	رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات زندگی
102	دل کو دل کہنے کی وجہ	76	لفظ صلوة کا نقشہ
=	حواس خمسہ کی تعریفات	77	ارکان خمسہ کی تعریف
103	چند امراض قلب کی تعریفات	78	ارکان خمسہ کا نقشہ
104	مشکل الفاظ کے معانی	78	روزہ اور حج کس ہجری میں فرض ہوئے
106	الحديث السابع	79	مشکل الفاظ کے معانی
108	اللہ عزوجل اور قرآن کیلئے نصیحت کا مطلب	80	الحديث الرابع
109	رسول علیہ السلام کیلئے نصیحت کا مطلب	81	انسان کی تخلیق
=	ائمہ مسلمین کیلئے نصیحت کا مطلب	83	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
110	حضرت ابو رقیہ تمیم بن اوس رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی	=	کے حالات زندگی
=	مسجد میں پہلے کس نے چراغ روشن کیا؟	=	صادق الصدوق کے کہتے ہیں؟
113	مشکل الفاظ کے معانی	87	عمل کو کتنی چیزوں سے محفوظ رکھنا چاہیے؟
114	الحديث الثامن	88	مشکل الفاظ کے معانی
116	امر کس چیز کیلئے آتا ہے؟	89	الحديث الخامس
117	مطلق کا حکم	90	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی
=	مشکل الفاظ کے معانی	91	ملک خبیث کا حکم
118	الحديث التاسع	92	بدعت کی اقسام مع تعریفات
119	انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف باعث ہلاکت ہے	93	بدعت کی اقسام کا نقشہ

143	الحديث الثالث عشر	122	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
144	حسد کی اقسام	=	نبی کی تعریف مع اقسام
145	حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی	123	نبی کی اقسام کا نقشہ
146	کافر کیلئے ہدایت کی دعا کرنا جائز ہے	=	غسل و تیمم کو جمع کرنا ممنوع ہے
147	مشکل الفاظ کے معانی	124	اسباب نفقہ تین ہیں
148	الحديث الرابع عشر	126	لا ادری نصف العلم
149	محسن رہنے کیلئے نکاح کا باقی رہنا ضروری نہیں	128	صالحین سلف و خلف کسے کہتے ہیں؟
=	محسن ہونے کی سات شرائط ہیں	=	مشکل الفاظ کے معانی
150	مشکل الفاظ کے معانی	129	الحديث العاشر
151	الحديث الخامس عشر	130	طیب کا معنی
152	گوٹکا شیطان کون ہے؟	131	غذی، الغداء کسے کہتے ہیں؟
155	پڑوسیوں کی اقسام	133	تقویٰ کے معنی
157	مہمان کے حقوق	134	مشکل الفاظ کے معانی
=	مہمان کی تعریف	135	الحديث الحادی عشر
158	لفظ جار کا نقشہ	=	حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما
=	مشکل الفاظ کے معانی	=	کے حالات زندگی
159	الحديث السادس عشر	136	مشکل الفاظ کے معانی
160	غصہ آئے تو کیا کرنا چاہیے؟	137	الحديث الثانی عشر
161	بے جا زیادہ غصہ میں عقل قائم نہیں رہتی	138	اسلام کی خوبی کس کام میں ہے؟
=	مشکل الفاظ کے معانی	140	مظلوم کی مدد کرنے کی فضیلت
162	الحديث السابع عشر	141	زندگی کی اقسام کا نقشہ
=	جانور کو ذبح کرتے وقت آرام پہنچانا چاہیے	142	مشکل الفاظ کے معانی

184	حضرت ابو عمرو یا ابو عمرۃ بن سفیان رضی اللہ عنہ	=	جانور کا دودھ نکالتے وقت ناخن کاٹ لینے چاہیے
=	کے حالات زندگی	=	حضرت ابو یعلیٰ شہاد بن ابن رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
=	استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے	163	مشکل الفاظ کے معانی
=	استقامت کے بارے میں علامہ جو زجانی کا قول	164	الحديث الثامن عشر
=	مشکل الفاظ کے معانی	166	حضرت ابو ذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
186	الحديث الثانی والعشرون	=	حضرت ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
187	حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	=	کے حالات زندگی
=	کے حالات زندگی	170	بہتر و افضل شخص کون ہے؟
=	مشکل الفاظ کے معانی	=	مشکل الفاظ کے معانی
188	الحديث الثالث والعشرون	172	الحديث التاسع عشر
190	حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ	175	حضرت ابو عباس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
=	کے حالات زندگی	=	کے حالات زندگی
192	صدقہ برہان اور صبر ضیاء ہے	=	کون سا عمل عمر میں اضافہ اور کمی کا باعث بنتا ہے؟
195	بیع، مشتری، بائع، بیع اور شمن کی تعریف	176	فرعون نے بحر قلزم میں ڈوبنے کی سزا خود تجویز کی تھی
196	مشکل الفاظ کے معانی	178	ایک تنگی کے بعد دو آسانیاں
197	الحديث الرابع والعشرون	179	مشکل الفاظ کے معانی
199	خطا، عمد و سہو میں مستعمل ہوتی ہے	180	الحديث العشرون
=	خطا کا تلفظ	181	حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری البدری
201	دلائل سمعیہ و عقلیہ کے کہتے ہیں؟	=	رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
202	حدیث، قرآن، حدیث قدسی کی تعریفات اور ان میں فرق	=	امر کی معنی میں استعمال ہوتا ہے
203	مشکل الفاظ کے معانی	182	مشکل الفاظ کے معانی
204	الحديث الخامس والعشرون	183	الحديث الحادی والعشرون

=	کفر، جادو کی تعریفات	205	چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی فطرت ہیں
222	وعدہ خلافی کی تعریف	206	جوش شہوت بدن و قلب کو بیمار کر دیتا ہے
=	مشکل الفاظ کے معانی	=	مشکل الفاظ کے معانی
224	الحدیث الثلاثون	207	الحدیث السادس والعشرون
=	حضرت ابو ثعلبہ حسنی جرثوم بن ناسر رضی اللہ عنہ	=	انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے
=	کے حالات زندگی	=	انسان کے تین سوساٹھ جوڑ ہیں
225	مشکل الفاظ کے معانی	208	سلامی کے معنی
226	الحدیث الحادی والثلاثون	209	مشکل الفاظ کے معانی
228	زائد علی الکفایہ کا طلب کرنا	210	الحدیث السابع والعشرون
229	حضرت ابو العباس سعد بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ	213	حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
=	کے حالات زندگی	=	حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
230	دنیا دار اور دین دار کون؟	214	مشورہ کی تعریف
231	اسراف کی تعریف	=	مدت رضاعت مع اختلاف ائمہ
232	مشکل الفاظ کے معانی	215	مشکل الفاظ کے معانی
233	الحدیث الثانی والثلاثون	216	الحدیث الثامن والعشرون
234	حضرت ابو سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی	217	حضرت ابو جحجیح العریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ
=	نقصان ہونے پر بدلہ لینے کے طریقہ	=	کے حالات زندگی
=	مشکل الفاظ کے معانی	218	دانتوں کی اقسام
235	الحدیث الثالث والثلاثون	219	مشکل الفاظ کے معانی
237	بیمین صبر کو صبر کہنے کی وجہ	220	الحدیث التاسع والعشرون
238	ایلاء کی تعریف	222	زبان کی جنایات کی تعریفات

263	حصول علم ذکر اللہ کی ایک قسم ہے	=	بیمین کی اقسام
264	مشکل الفاظ کے معانی	239	مشکل الفاظ کے معانی
265	الحديث السابع والثلاثون	240	الحديث الرابع والثلاثون
266	اعمال سات قسم کے ہیں	241	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
268	روزے کی فضیلت	242	موسیقی کی آواز کانوں میں پڑنے پر انگلیوں کا
269	مشکل الفاظ کے معانی	=	کانوں میں داخل کرنا
270	الحديث الثامن والثلاثون	243	مشکل الفاظ کے معانی
271	اللہ عزوجل کا لڑائی کا کن لوگوں کو چیلنج ہوا؟	244	الحديث الخامس والثلاثون
=	نوافل پڑھنے والا اللہ عزوجل کا محبوب بندہ ہے	245	نجش کا معنی
272	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ میں ہر شے	246	شراء علی الشراء حرام ہے
=	سے پہلے اللہ عزوجل کو دیکھتا ہوں	247	سلام میں پہل کرنے کی فضیلت
274	مشکل الفاظ کے معانی	248	تقویٰ کے تین درجات
275	الحديث التاسع والثلاثون	250	مشکل الفاظ کے معانی
=	خطا، نسیان، مکرہ علیہ کا گناہ معاف مگر حکم باقی ہے	251	الحديث السادس والثلاثون
276	خطا، نسیان، اکراہ کی تعریفات	252	مسلمان کی تکلیف دور کرنے اور پردہ پوشی کی فضیلت
=	مشکل الفاظ کے معانی	=	حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ سے نکلنے وقت
277	الحديث الاربعون	=	اس کے دروازے پر لکھنا
278	دنیا میں رہنے کا سنہری اصول	256	حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کا عصا لوہے کی نعلین
=	دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں منقول اشعار	=	کے ساتھ علم کی تلاش کا حکم
=	امام غزالی علیہ الرحمۃ کا فرمان کہ ابن آدم کا بدن	257	چار باتوں کیلئے علم حاصل کرنے والا جنہی
=	جال کی طرح ہے	260	امام مالک علیہ الرحمۃ کا 48 سوالات میں سے 16
282	مشکل الفاظ کے معانی	=	کے جوابات ارشاد فرمانا

﴿.....التقديم.....﴾

﴿.....بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.....﴾

حدیث کی تعریف:

حدیث کا لغوی معنی کلام ہے جبکہ جمہور محدثین کی اصطلاح میں امام الانبیاء ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

تقریر کا مطلب:

تقریر کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا (نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین رحمہم اللہ) نفوس قدسیہ کے سامنے کوئی عمل یا بات کہی گئی اور انہوں نے منع نہ فرمایا بلکہ ان نفوس قدسیہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

حجیت حدیث:

حجیت کا معنی کسی چیز کا دلیل ہونا ہے اس لیے حجیت حدیث کا مطلب یہ ہے کہ احکام شرع کو حدیث سے ثابت کیا جائے اور حدیث مبارکہ کو قانونی حیثیت حاصل ہو۔ حدیث کا حجت ہونا قرآن پاک کی متعدد آیات مبارکہ اور احادیث طیبہ سے ثابت ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

(۱) "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ"۔ [ال عمران ۳۱]

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔

(۲) "اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ"۔ [ال عمران ۳۲]

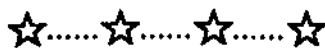
ترجمہ کنزالایمان: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔

(۳) "وَمَا اَنْتُمْ بِالرُّسُوْلِ فَخُذُوْهُ وَاٰمَنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مِنْ سَمٰوٰتِنَا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ"۔ [الحشر ۷]

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(۴) "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"۔ [ال عمران ۱۶۴]

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔



﴿.....اصطلاحات واقسام حدیث.....﴾

- (۱) مرفوع: جس حدیث کی سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہو۔
- (۲) موقوف: جس حدیث کی سند کسی صحابی تک پہنچتی ہو۔
- (۳) مقطوع: جس حدیث کی سند کسی تابعی تک پہنچتی ہو۔
- (۴) مسند حدیث: سند یا اسناد ان افراد کو کہتے ہیں جن سے حدیث مروی ہو۔
- (۵) متن حدیث: وہ کلام جس پر سند ختم ہو جائے۔
- (۶) حدیث صحیح: وہ حدیث جو عادل، تام الضبط اور متصل السند راویوں سے مروی اور منقول ہو۔

﴿.....مراتب ارباب حدیث.....﴾

- (۱) طالب: حدیث کے معلم کو کہتے ہیں۔ (۲) شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔
- (۳) حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناو سند اور اس کے روات کے احوال جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔
- (۴) حجة: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناو سند اور جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔
- (۵) حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناو سند اور جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

﴿.....کتب احادیث.....﴾

- (۱) صحیح (۲) جامع (۳) مسند (۴) سنن (۵) اربعین

﴿.....صحاب ستہ.....﴾

- (۱) صحیح بخاری۔
مصنف کا نام: ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری التونی ۲۵۶ھ۔
- (۲) صحیح مسلم۔
مصنف کا نام: ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری التونی ۲۶۱ھ۔
- (۳) جامع ترمذی۔

مصنف کا نام: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک بن سکن سلمیٰ التونی ۲۷۹ھ۔

(۴) سنن ابی داؤد۔

مصنف کا نام: ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی التونی ۳۰۳ھ۔

(۵) سنن نسائی۔

ابو داؤد سلیمان بن اصفحتانی التونی ۲۷۵ھ۔

(۶) سنن ابن ماجہ۔

مصنف کا نام: ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ التونی ۲۷۳ھ۔

﴿.....امام نووی کے حالات زندگی.....﴾

شیخ الاسلام امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ ماہ محرم کے پہلے عشرہ ۶۳۱ھ میں دمشق کے ایک گاؤں نووی میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی سے حصول علم کا اس قدر ذوق عطا فرمایا تھا کہ ہم عمر بچوں کے مجبور کرنے پر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کھیل کود کی طرف نہ جاتے بلکہ قرآن پاک یاد کرنے اور علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ رہتے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دوکان پر بٹھایا تاکہ خرید و فروخت کا تجربہ حاصل ہو لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر توجہ علم حاصل کرنے کی طرف مبذول تھی چنانچہ بعض اوقات گاہک سے فرماتے لے جائیے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو برکت عطا فرمائے۔

۶۳۹ھ میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اٹھارہ سال تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو والد ماجد دمشق کے مدرسہ روادح میں لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شافعی مذہب کی کتاب ”التنبیہ“ تقریباً چار ماہ میں یاد کر لی اور چھ مہینوں میں ”المہذب“ کا حصہ عبادات یاد کیا۔

﴿.....امام نووی علیہ الرحمۃ کے اساتذہ.....﴾

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ابو ابراہیم اسحاق بن احمد مغربی۔ (۲) ابو محمد بن عبد الرحمن بن نوح مقدسی۔

(۳) ابو حفص عمر بن سعد رابعی اربلی۔ (۴) ابو الحسن سلار بن حسن اربلی۔

(۵) ابو البقاء خالد بن یوسف۔ (۶) ضیاء بن تمام حنفی۔

﴿.....امام نووی علیہ الرحمۃ کے تلامذہ.....﴾

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور تلامذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

- (۱) ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن معصب۔
(۲) ابوالعباس احمد بن مرح۔
(۳) ابوالعباس احمد جمال الدین۔
(۴) البدر محمد ابراہیم۔
(۵) اشتمس محمد بن ابی بکر۔

﴿.....تصانیف.....﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک قابل ترین مدرس، عابد و زاہد تھے وہاں صاحب قلم بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی شاہکار ہر دور میں مقبول رہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

- (۱) شرح مسلم (۲) ریاض الصالحین (۳) الاذکار (۴) الاربعین (۵) التبیان
(۶) مختصر التبیان (۷) المنہاج (۸) الفتاوی (۹) الايضاح (۱۰) الایجاز
(۱۱) مختصر اسد الغابہ (۱۲) مناقب الشافعی

﴿.....اخلاق.....﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی اور پیکر عمل شخصیت تھے۔ زندگی کی آسائشوں سے کنارہ کش رہتے تھے۔ راتوں کو جاگنا اور عبادت و تصنیف میں مشغول رہنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔ شاہان وقت اور امراء کو بر ملا نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو مرتبہ حج بیت اللہ کا شرف پایا اور امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری کی سعادت پائی۔

﴿.....وصال.....﴾

۱۳ رجب المرجب ۶۷۶ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا لله وانا اليه راجعون.

﴿.....مقدمة المؤلف.....﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا اَتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَاْخُذُوْهُ (الحشر: ٤)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قِيَوْمِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ، مُدَبِّرِ الْخَلٰقِ اَجْمَعِيْنَ، بَاعَثِ الرَّسُلَ صَلَوٰتُهُ
وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ اِلَى الْمَكْلُوْفِيْنَ لِهِدَايَتِهِمْ وَبَيَانِ شَرَائِعِ الدِّيْنِ، بِالذَّلٰلِلِ الْقَطْعِيَّةِ، وَوٰضِحَاتِ الْبَرَاهِيْنِ،
اُحْمَدُهُ عَلٰى جَمِيْعِ نِعَمِهِ، وَاَسْأَلُهُ الْمَزِيْدَ مِنْ فَضْلِهِ وَكَرَمِهِ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
الْوٰحِدُ الْقَهَّارُ، الْكَرِيْمُ الْغَفَّارُ، وَاَشْهَدُ اَنْ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَحَبِيْبُهُ وَخَلِيْلُهُ الْفَضْلُ الْمَخْلُوْقِيْنَ،
الْمُسْكِرُ بِالْقُرْآنِ الْعَزِيْزِ الْمُعْجَزَةِ الْمُسْتَمْرَةِ عَلٰى تَعَالُبِ السِّنِّيْنَ، وَبِالسَّنَنِ الْمُسْتَبْرَةِ لِلْمُسْتَرْشِدِيْنَ سَيِّدَنَا
مُحَمَّدَ الْمَخْصُوْصُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَسَمَآحَةِ الدِّيْنِ صَلَوٰتِ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَآلِ كُلِّ وَسَائِرِ الصّٰلِحِيْنَ.

أَمَّا بَعْدُ:

فَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَآبِي الدَّرْدَاءِ، وَابْنِ عُمَرَ،
وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، وَابْنِ هُرَيْرَةَ، وَابْنِ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَاتٍ
بِرِوَايَاتٍ مُّتَنَوِّعَاتٍ اَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِنْ اَمْرِ دِيْنِيْهَا
بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ) وَفِي رِوَايَةٍ (بَعَثَهُ اللّٰهُ فِقِيْهَا عَالِمًا) وَفِي رِوَايَةِ اَبِي الدَّرْدَاءِ:
(وَكَنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: (قِيْلَ لَهٗ: اَدْخُلْ مِنْ اَيِّ ابْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ)
وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ (كُتِبَ فِيْ زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِيْ زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ).

وَاتَّفَقَ الْحَفَاطُ عَلٰى اَنَّهُ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ كَثُرَتْ طُرُقُهُ. وَقَدْ صَنَّفَ الْعُلَمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِيْ هَذَا
الْبَابِ مَا لَا يُحْصٰى مِنَ الْمَصْنُفَاتِ فَاَوَّلُ مَنْ عَلِمْتَهُ صَنَّفَ فِيْهِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ اَسْلَمَ
الطُّوْسِيُّ الْعَالِمُ الرَّبَاعِيُّ، ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ سَفِيَّانِ النَّسَائِيُّ، وَابُوْبَكْرٍ الْاَجْرِيُّ، وَابُو مُحَمَّدٍ بِنِ اِبْرَاهِيْمَ
الاصْفَهَانِيُّ، وَالدَّارُ قَطْنِيُّ، وَالْحَاكِمُ، وَابُو نَعِيْمٍ، وَابُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ، وَابُو سَعِيْدِ الْمَالِيْنِيُّ، وَابُو عُثْمَانَ
الصَّابُوْنِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْاَنْصَارِيِّ، وَابُو بَكْرٍ الْبِيْهَقِيُّ، وَخَلَاتِقُ لَا يُحْصَوْنَ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ

وَالْمَتَأَخِّرِينَ، وَقَدْ اسْتَعْرَثَ اللَّهُ تَعَالَى فِي جَمْعِ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا اقْتَدَاءً بِهَوْلَاءِ الْأُمَّةِ الْأَغْلَامِ وَحِفَاطِ الْإِسْلَامِ. وَقَدْ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ، وَمَعَ هَذَا فَلَيْسَ إِعْتِمَادِي عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ، بَلْ عَلَى قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ: (لِيُبْلَغَ الشَّاهِدُ مِنْكُمْ الْغَائِبَ). وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (تَضَرَّ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَذَاهَا كَمَا سَمِعَهَا).

ثُمَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ جَمَعَ الْأَرْبَعِينَ فِي أَصُولِ الدِّينِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْفُرُوعِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْجِهَادِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الزُّهْدِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْأَدَابِ، وَبَعْضُهُمْ فِي الْخُطْبِ، وَكُلُّهَا مَقَاصِدُ صَالِحَةٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ قَاصِدِيهَا.

وَقَدْ رَأَيْتُ جَمْعَ أَرْبَعِينَ أَهَمُّ مِنْ هَذَا كُلِّهِ، وَهِيَ أَرْبَعُونَ حَدِيثًا مُشْتَمِلَةً عَلَى جَمِيعِ ذَلِكَ، وَكُلُّ حَدِيثٍ مِنْهَا قَاعِدَةٌ عَظِيمَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ الدِّينِ قَدْ وَصَفَهُ الْعُلَمَاءُ بِأَنَّ مَدَارَ الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ، أَوْ هُوَ نِصْفُ الْإِسْلَامِ أَوْ ثُلُثُهُ أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ. ثُمَّ أَلْتَزِمُ فِي هَذِهِ الْأَرْبَعِينَ أَنْ تَكُونَ صَحِيحَةً، وَمَعْظَمُهَا فِي صَحِيحِي الْبُخَارِيِّ وَاسْلِمَ، وَأَذْكُرُهَا مَحْدُوفَةً الْإِسَانِيْدِ لَيْسَ يَسْهَلُ حِفْظُهَا، وَيَعْمُ الْإِنْتِفَاعُ بِهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، ثُمَّ اتَّبَعْتُهَا بِبَابِ فِي ضَبْطِ خَفِيِّ الْفَاطِمَا.

وَيَنْبَغِي لِكُلِّ رَاغِبٍ فِي الْآخِرَةِ أَنْ يَعْرِفَ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ، لِمَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْمِهْمَاتِ، وَاحْتَوَتْ عَلَيْهِ مِنَ التَّنْبِيهِ عَلَى جَمِيعِ الطَّاعَاتِ وَذَلِكَ ظَاهِرٌ لِمَنْ تَدَبَّرَهُ، وَعَلَى اللَّهِ اعْتِمَادِي، وَالِيهِ تَقْوِيضِي وَاسْتِنَادِي وَلَهُ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ، وَبِهِ التَّوْفِيقُ وَالْعِصْمَةُ.

ترجمہ:

تمام تعریفیں عالمین کے رب عزوجل کیلئے ہیں جو تمام آسمانوں وزمینوں کو قائم رکھنے والا ہے، ساری مخلوق کا انتظام فرمانے والا ہے۔ رسولوں کو بھیجنے والا ہے ان لوگوں کی طرف جو احکام شریعت کے مکلف ہیں ان کی رہنمائی اور دینی احکام کو بیان کرنے کیلئے قطعی دلائل اور واضح براہین کے ساتھ۔

میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتا ہوں اس کی تمام نعمتوں پر اور اسی سے مزید فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، سب پر اکیلا ہی غالب ہے، فضل و کرم (جواد) کرنے اور

خشنے والا مہربان ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ اس کے بندے، اس کے رسول، اس کے پیارے خلیل ہیں جنہیں اس قرآن عزیز کے ذریعے مکرم فرمایا گیا جو کئی سالوں کے گزرنے کے باوجود مستقل دائمی معجزہ ہے اور ان احادیث مبارکہ کے ذریعے مکرم فرمایا گیا جو ہدایت طلب کرنے والوں کیلئے روشن چراغ ہیں۔ جوامع الکلم اور ساحة الدین ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی خصوصیت ہیں ان پر اللہ عزوجل کا درود و سلام ہو اور دیگر تمام انبیاء و رسل علیہم السلام پر اور ان تمام کی آل اور تمام صالحین پر۔

حمد و صلوة کے بعد تحقیق روایت کیا، ہم نے حضرات علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، ابن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے اسانید کثیرہ کے ساتھ مختلف روایات میں نقل کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے میری امت پر ایسی چالیس احادیث یاد کیں جو دینی معاملہ سے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن فقہاء اور علماء کے گروہ میں اٹھائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل اسے فقیہ عالم اٹھائے گا اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں اس کیلئے قیامت کے دن شفیع اور گواہ ہوں گا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اسے فرمایا جائے گا کہ تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اسے علماء کرام رحمہم اللہ کے گروہ میں لکھا جائے گا اور اس کا شہداء کے ساتھ معاملہ ہوگا۔

اور حفاظ حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اسے روایت کرنے والے کثیر ہیں اور تحقیق اس باب (40 احادیث جمع کرنے) میں علماء کرام رحمہم اللہ السہم نے بے شمار کتب تصنیف کی ہیں۔ بہر حال میرے علم کے مطابق سب سے پہلے اس باب (چالیس احادیث کو جمع کرنے) میں جس نے کتاب تصنیف کی وہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ پھر عالم ربانی محمد بن اسلم الطوسی، پھر حسن بن سفیان النسائی، ابوبکر الاجری، ابو محمد بن ابراہیم الاصفہانی، دارقطنی، الحاکم، ابو نعیم، ابو عبد الرحمن السلمی۔ ابوسعید الماسینی، ابو عثمان الصابونی، عبداللہ بن محمد الانصاری، ابوبکر البیہقی اور بہت سے متقدمین اور متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ السہم نے بھی اس باب میں کتب تصنیف کیں۔ اور تحقیق میں بھی ان ائمہ اعلام حفاظ اسلام کی پیروی کرتے ہوئے چالیس احادیث کو جمع کرنے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ (یعنی خیر کو طلب) کیا اور علمائے کرام رحمہم اللہ السہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے (۲) اور اس بات کے باوجود میرا اعتماد مذکورہ حدیث پر ہی نہیں بلکہ امام الانبیاء ﷺ کے اس فرمان عالی شان پر بھی ہے جو احادیث صحیحہ میں ملتا ہے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یُبَلِّغُ الشَّاهِدُ مِنْكُمْ الْغَائِبَ۔

چاہیے کہ تم میں سے جو شاہد (موجود) ہے وہ غائب کو میری بات پہنچائے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ لِقَائِي فَوَعَاهَا فَأَذَاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔"

اللہ جل مجدہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا، اسے یاد (محفوظ) کیا پھر دوسرے تک ویسے ہی پہنچائی جیسے اس نے اسے سنا۔ پھر علماء کرام رحمہم اللہ العلیین میں سے بعض نے اصول دین کے موضوع پر، بعض نے فروع دین پر، بعض نے جہاد، بعض نے زہد، بعض نے آداب اور بعض نے خطبات کے موضوع پر چالیس احادیث کو جمع فرمایا۔ اور ان سب کی نیک نیت ہی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کا قصد کرنے والوں (مصنفین) سے راضی ہو۔

لہذا (ان نفوس قدسیہ کی پیروی کرتے ہوئے) میں نے ایک ایسی اربعین لکھنے کا ارادہ کیا جو مذکورہ تمام موضوعات سے اہم ہو اور وہ چالیس حدیثیں مذکورہ تمام موضوعات پر مشتمل بھی ہوں اور اس میں سے ہر حدیث دین کے قواعد میں سے ایک عظیم قاعدے کی حیثیت رکھتی ہو کہ علماء کرام رحمہم اللہ العلیین نے اس حدیث مبارکہ کے بارے میں فرمایا ہو کہ اس حدیث پر اسلام کا مدار ہے یا یہ کہ یہ حدیث نصف اسلام ہے یا یہ حدیث اسلام کا تہائی حصہ ہے یا اس جیسے دیگر الفاظ ارشاد فرمائیں ہوں۔ نیز میں اس اربعین میں اس بات کا التزام کروں گا کہ وہ صحیح ہوں اور اکثر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے ہوں اور ان احادیث کو بغیر سندوں کے ذکر کروں تاکہ اس کا یاد کرنا آسان اور اس سے نفع عام ہو (ان شاء اللہ عزوجل)۔

پھر آخر میں ایک ایسے باب کا بیان کروں جس میں مشکل الفاظ کا بیان ہو لہذا آخرت کی طرف راغب ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ان احادیث کو سیکھے جو کئی اہم امور پر مشتمل ہیں اور کثیر عبادات کی طرف متوجہ کرنے والی اشیاء کو شامل ہیں کیونکہ یہ احادیث مبارکہ اہم ترین مسائل پر مشتمل ہیں اور طاعات (عبادات) کی تمام تنبیہ کو شامل ہیں اور اس میں غور و فکر کرنے والے ہر شخص کیلئے یہ بات واضح بھی ہے۔ بس اللہ عزوجل پر ہی میرا اعتماد (بھروسہ) ہے اور میرے تمام (اچھے) کام اسی کے سپرد اور اسی کی طرف منسوب ہیں اور تمام تعریفات اور سب نعمتیں اللہ عزوجل ہی کی ہیں اور خیر کی توفیق دینے اور شر سے بچانے والا وہی ہے۔

خلاصہ حدیث

شرح

(۱) اللہ عزوجل کو سخی کہنا ممنوع ہے۔ محارہ عرب میں عموماً سخی اسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔

جو ادوہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے اسی لیے اللہ تعالیٰ کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔ سخی کے مقابلہ میں خلیل ہے جو خود کھائے اوروں کو نہ

کھلائے، جو اودکا مقابل مسک ہے جو نہ کھائے نہ کھانے دے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام دنیوی اخروی نعمتیں دنیا کیلئے ہیں اس کیلئے نہیں۔

(مرآة المناجیح، ج اول ص ۲۱۴)

(۲) یعنی فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

(مرآة المناجیح کتاب العلم ج اول ص ۲۱۴)

”إِنَّ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ مُعْتَبَرٌ لِيُ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ“

(مقدمة الشيخ مكيوة المصانع ص ۷)

بے شک فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہے۔

﴿.....الْحَدِيثُ الْاَوَّلُ.....﴾

عَنْ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ اَبِي حَفْصِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ:
(اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ اِلَى اللهِ
وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، اَوْ اِمْرَاةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِيَ هِجْرَتُهُ اِلَى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ).

رَوَاهُ اِمَامَا الْمُحَدِّثِينَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمَغِيرَةَ بْنِ بَرْدُذْبَةَ الْبُخَارِيُّ،
وَأَبُو الْحَسَنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمِ الْقَشِيرِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ، فِي صَحِيحَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا أَصْحَحُ الْكُتُبِ
الْمُصَنَّفَةِ.

ذَلَّ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّ النِّيَّةَ مَعْيَارٌ لِتَصْحِيحِ الْاَعْمَالِ، فَحَيْثُ صَلَحَتِ النِّيَّةُ صَلَحَ الْعَمَلُ، وَحَيْثُ
فَسَدَتْ فَسَدَ الْعَمَلُ، وَاِذَا وُجِدَ الْعَمَلُ وَقَارَنَتْهُ النِّيَّةُ فَلَهُ ثَلَاثَةُ اَحْوَالٍ:

الْاَوَّلُ: اَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ خَوْفًا مِّنَ اللهِ تَعَالَى وَهَذِهِ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ.

الثَّانِي: اَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ لِطَلْبِ الْجَنَّةِ وَالْقَوَابِ وَهَذِهِ عِبَادَةُ التُّجَّارِ.

الثَّلَاثُ: اِنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ حَيَاءً مِّنَ اللهِ تَعَالَى وَتَادِيَةً لِحَقِّ الْعِبْرِيَّةِ وَتَادِيَةً لِلشُّكْرِ، وَيَرَى نَفْسَهُ مَعَ

ذَلِكَ مُقْصِرًا، وَيَكُونُ مَعَ ذَلِكَ قَلْبُهُ خَائِفًا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي هَلْ قَبِلَ عَمَلُهُ مَعَ ذَلِكَ أَمْ لَا، وَهَذِهِ عِبَادَةُ
الْاِحْرَارِ، وَآيَتُهَا اَشَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حِينَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى
تَوَرَّعَتْ قَدَمَاهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! اَتَتَكَلَّفُ هَذَا وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: (اَفَلَا اَكُونُ
عَبْدًا شَكُورًا؟). اِنْ قِيلَ: هَلِ الْاَفْضَلُ الْعِبَادَةُ مَعَ الْخَوْفِ اَوْ مَعَ الرَّجَاءِ؟ قِيلَ: قَالَ الْفَرَزْدِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى:
الْعِبَادَةُ مَعَ الرَّجَاءِ اَفْضَلُ، لِأَنَّ الرَّجَاءَ يُورِثُ الْمَحَبَّةَ، وَالْخَوْفَ يورِثُ الْقَنُوطَ.

وهذه الالفات الثلاثة في حَقِّ الْمُخْلِصِينَ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْاِخْلَاصَ قَدْ يَعْرُضُ لَهُ آفَةُ الْعُجْبِ، فَمَنْ
أَعْجَبَ بِعَمَلِهِ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَكَذَلِكَ مَنْ اسْتَكْبَرَ حَبِطَ عَمَلُهُ.

الْحَالُ الثَّانِي: اَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ لِطَلْبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ جَمِيعَهُمَا، فَذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِلَى اَنَّ
عَمَلَهُ مُرْدُودٌ وَاسْتَدَلَّ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَبَرِ الرَّبَّانِيِّ: يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: (اَنَا اَغْنِي الشَّرَكَاءَ فَمَنْ
عَمِلَ عَمَلًا اشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي فَاَنَا بِرِيءٌ مِنْهُ).

والی هذا ذهب الحارث المحاسبی فی کتاب "الرعاية" فقال: الإخلاص أن تُريدَهُ بِطَاعَتِهِ وَلَا تُريدُ سِوَاهُ. وَالرِّيَاءُ نَوْعَانِ: أَحَدُهُمَا: لَا يُرِيدُ بِطَاعَتِهِ إِلَّا النَّاسَ وَالثَّانِي: أَنْ يُرِيدَ النَّاسَ وَرَبَّ النَّاسِ، وَكِلَاهُمَا مُحِيطٌ لِلْعَمَلِ، وَنَقَلَ هَذَا الْقَوْلَ الْحَافِظُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي "الْحِلْيَةِ" عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ، وَاسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [الحشر: ٢٣]، فَكَمَا أَنَّهُ تَكَبَّرَ عَنِ الزَّوْجَةِ وَالْوَلَدِ وَالشَّرِيكِ، تَكَبَّرَ أَنْ يَقْبَلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرَهُ، فَهُوَ تَعَالَى أَكْبَرُ، وَكَبِيرٌ، وَمُتَكَبِّرٌ.

ترجمہ:

حضرت امیر المومنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے اور جس نے دنیا کیلئے ہجرت کی تو وہ اسے پائے گا یا کسی عورت کی طرف ہجرت کی تو وہ اس سے نکاح کرے گا پس انسان کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

روایت کیا اسے محدثین کے دو اماموں حضرت عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ البخاری اور حضرت ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری نے اپنی صحیحین میں جو حدیث کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں سب سے زیادہ معتبر ہیں۔

حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نیت اعمال کی درستی کیلئے معیار (کسوٹی) ہے اس حیثیت سے کہ جب نیت درست ہوگی تو عمل بھی درست ہوگا اور جب نیت فاسد ہوگی تو عمل بھی فاسد ہوگا اور جب کوئی عمل صالح کیا گیا اور اس کے ساتھ نیت بھی گئی تو اس عمل کا تین درجوں میں سے ایک درجہ ہوگا۔

اول: وہ عمل اللہ عزوجل کے خوف کی وجہ سے کیا جائے، ایسا کرنا غلاموں کی عبادت کہلاتا ہے۔

ثانی: وہ عمل حصول ثواب و حصول جنت کی خاطر کیا جائے، یہ تاجروں کی عبادت کہلائے گی۔

ثالث: اس عمل صالح میں نیت اللہ عزوجل سے حیا، حق بندگی ادا اور نعمتوں پر شکر بجالانے کی ہو اور پھر بھی یہ جانے کہ میرا

عمل نامکمل ہے۔

اور اس کا دل خوف زدہ ہو کہ نہ جانے اس کا عمل قبول کیا جائے گا بھی یا نہیں اور یہ آزاد بندوں کی عبادت ہے۔ اور اسی تیسری قسم کی طرف امام الانبیاء علیہ السلام نے اشارہ فرمایا، جب حضور ﷺ رات میں قیام کرتے اور آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سوج جاتے (تو ایک مرتبہ) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ سے عرض کرتی ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس قدر تکلف فرماتے ہیں حالانکہ (آپ ﷺ کی یہ شان ہے کہ آپ ﷺ معصوم ہیں) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سبب اگلوں اور پچھلوں کی لغزشیں معاف فرمادی ہیں اس بات کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کیا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اللہ عزوجل کا شکر گزار بندہ بنوں“۔

عبادت کی پہلی قسم کے بارے میں سوال ہے کہ عبادت خوف کے ساتھ کرنا افضل ہے یا رجاء کے ساتھ۔ (جواب) اس کے بارے میں امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے فرمایا، امید کے ساتھ عبادت کرنا خوف کے ساتھ عبادت کرنے سے افضل ہے کیونکہ رجاء محبت پیدا کرتی ہے جس کی وجہ سے بندہ عبادت زیادہ کرتا ہے اور خوف مایوسی پیدا کرتا ہے (جس کی وجہ سے بندہ ناامید ہو کر عبادت کرنا چھوڑ دیتا ہے)۔

عبادت کی مذکورہ اقسام اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے والوں کے اعتبار سے ہیں۔ ذہن نشین رہے کہ اخلاص کو کبھی خود پسندی کی آفت بھی لاحق ہوتی ہے لہذا جس نے اپنے عمل کے ساتھ خود پسندی کو یا تکبر کو شامل کیا اس کا عمل ضائع ہو گیا۔

دوسرا حال کہ عمل (عبادت) کو حصول دنیا و آخرت دونوں کیلئے کیا جائے (۲) تو اس کے بارے میں بعض علماء کرام رحمہم اللہ اس بات کی طرف گئے کہ اس کا عمل مردود ہے اور ان علماء کرام رحمہم اللہ نے حدیث قدسی سے استدلال کیا ہے۔ پہلی دلیل اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”میں شرکاء سے بے نیاز ہوں لہذا جس نے کوئی بھی ایسا عمل کیا جس میں میرے سوا کسی کو شریک کیا تو میں اس عمل سے بری ہوں“۔ (۳) اور یہی نظریہ حارث محاسبی کا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الموعایة“ میں فرمایا کہ ”اخلاص یہ ہے کہ تو اس عمل سے اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کا ارادہ کرے اس کے سوا کسی اور کا ارادہ نہ کرے“۔

جان لو کہ ریا کی دو قسمیں ہیں: (۴)

(۱): عامل اپنے عمل میں محض لوگوں کا ارادہ کرے۔

(۲): عامل اپنے عمل میں لوگوں اور اللہ عزوجل دونوں کا ارادہ کرے۔

اور یہ ہر دو قسم کا ریا عمل کو باطل کرنے والا ہے، اس قول کو حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب ”المحلیۃ“ میں بعض بزرگوں سے نقل کیا۔ (دوسری دلیل) اور بعض نے عمل کے برباد ہونے پر اللہ عزوجل کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے، ”أَلْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ“ (۵) جیسے اللہ عزوجل متکبر (بڑائی چاہنے والا) ہے، بیوی، اولاد اور شرک سے ایسے ہی وہ اس عمل سے بھی متکبر (بے پرواہ) ہے جس میں اس کے غیر کو شریک ٹھہرایا گیا ہو پس اللہ عزوجل اکبر، کبیر اور متکبر (بڑائی چاہنے والا) ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث کا موضوع اخلاص ہے اور یہ حدیث ام الاحادیث میں سے ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے حالات زندگی مختصر آپیش خدمت ہیں۔

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام الفیل کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ اسی تیس مردوں کے بعد حضور اقدس ﷺ کی دعا سے ۶ سن نبوی میں ایمان لائے۔ ابو حفص کنیت، فاروق اعظم لقب ہے۔ ۱۳ھ ۲۳ جمادی الاخرہ بروز سہ شنبہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے نماز فجر میں زخمی کیا، دن کے بعد ۲۸ ذوالحجہ بروز دو شنبہ شہید ہوئے۔ روضہ پاک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ عمر مبارک ۶۳ سال ہوئی، دس سال چھ مہینے پانچ دن بڑی شان و شوکت کے ساتھ نیابت رسول کا حق ادا کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۵۳۷ حدیثیں مروی ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں عمر بن خطاب نام کے اور کوئی صاحب نہیں، محض عمر نام کے ۲۳ حضرات ہیں اور راویان حدیث میں اس نام کے چھ حضرات ہیں اور عمر و نام کے دو سو سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ عمر اور عمر و لکھنے میں یکساں ہی ہے اس لیے امتیاز کیلئے عمر و واؤ کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور عمر بغیر واؤ کے۔ اہلسنت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ تمام امت سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری باب بدء الوحی صفحہ ۲۲۲ تا شرفرید یک سٹال)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کو بیس (۲۰) باتوں کی نصیحت فرمائی جن میں انیسویں یہ تھی کہ میں نے ۵ لاکھ حدیثوں میں سے پانچ حدیثیں منتخب کیں ہیں ان پر اعتماد کرنا پھر ان پانچ حدیثوں کو

ذکر فرمایا جن میں ایک یہ حدیث مبارکہ بھی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مکہ میں ایک شخص نے ام قیس نامی عورت کو نکاح کا پیغام دیا، ام قیس نے یہ شرط رکھی کہ اگر تم مدینہ ہجرت کرو تو تم سے نکاح کر لوں گی، انہوں نے ہجرت کی اور ان دونوں کا نکاح ہو گیا ان لوگوں کو ہم لوگ مہاجرام قیس کہتے تھے۔

عموماً کتب میں یہ واقعہ حدیث کا سبب قرار دیا جاتا ہے اس سبب ارشاد پر روایتاً ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ اسے محض قیاس قرار دیتے ہیں مگر عموماً اس حدیث کا سبب اس واقعہ کو ہی ٹھہرایا جاتا ہے۔

مذکورہ حدیث مبارکہ (جس کا موضوع نیت و اخلاص ہے) کے مطالعہ کے بعد یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ ہر انسان کا عمل اچھی نیت کے ذریعے اخلاص پر مبنی ہونا چاہیے کیونکہ نیت اخلاص کے بغیر عمل مردود ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں بھی فرمایا، علماء کرام رحمہم اللہ اس حدیث کے پیش نظر اپنی کتاب کے شروع میں بیان کرتے ہیں تاکہ کتاب رضا الہی عزوجل کیلئے لکھی جائے اور لکھنے کے دوران بھی یہ حدیث مبارکہ پیش نظر رہے۔

(۲) یہاں سے مصنف امام نووی علیہ الرحمۃ حال ثانی کی وضاحت کر رہے ہیں۔ ایک حال مذکورہ تین اقسام کا ہے کہ اللہ عزوجل سے خوف حصول جنت و ثواب اور اللہ عزوجل سے چیلے کرتے ہوئے صرف آخرت (کی تیاری) کیلئے عبادت کرنا اور دوسرا حال اس کے مقابل حصول آخرت کے ساتھ ساتھ حصول دنیا (طلب دنیا و آخرت) کیلئے عبادت کرنا ہے۔ جس کی وضاحت مصنف علیہ الرحمۃ الحال الثانی سے کر رہے ہیں۔

(۳) جن کے نزدیک عمل مقبول نہیں ان کی پہلی دلیل ذکر کی۔

(۴) یہاں سے ضمناً ریا کاری کی دو اقسام کو ذکر کیا۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: عظمت والا تکبر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شر سے۔

یہاں سے عمل کے قبول نہ ہونے پر دوسری دلیل ذکر کی۔

وقَالَ السَّمْرَقَنْدِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: مَا فَعَلَهُ لِلَّهِ تَعَالَى قَبْلَ وَمَا فَعَلَهُ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ رُدًّا. وَمِثَالُ ذَلِكَ مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ مَثَلًا وَقَصَدَ آدَاءَ مَا فَرَضَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَلَكِنَّهُ طَوَّلَ أَرْكَانَهَا وَقَرَأَهَا تَهَا وَحَسَنَ هَيْئَتَهَا مِنْ أَجْلِ النَّاسِ، فَأَصْلُ الصَّلَاةِ مَقْبُولٌ، وَأَمَّا طَوْلُهُ وَحُسْنُهُ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ فَغَيْرُ مَقْبُولٍ لِأَنَّهُ قَصَدَ بِهِ النَّاسَ. وَسُئِلَ الشَّيْخُ عَزَّ الدِّينُ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: عَمَّنْ صَلَّى لَطَوَّلَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ؟

فَقَالَ: أَرَجُو أَنْ لَا يُحِبُّ عَمَلَهُ، هَذَا كُلُّهُ إِذَا حَصَلَ التَّشْرِيكَ فِي صِفَةِ الْعَمَلِ، فَإِنَّ حَصَلَ فِي أَصْلِ الْعَمَلِ بِأَنْ صَلَّى الْفَرِيضَةَ مِنْ أَجْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَالنَّاسِ، فَلَا تُقْبَلُ صَلَاتُهُ لِأَجْلِ التَّشْرِيكِ فِي أَصْلِ الْعَمَلِ، وَكَمَا أَنَّ الرِّيَاءَ فِي الْعَمَلِ يَكُونُ فِي تَرْكِ الْعَمَلِ. قَالَ الْفَضِيلُ بْنُ عِيَّاضٍ: تَرْكُ الْعَمَلِ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ رِيَاءٌ وَالْعَمَلُ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ شُرْكَ، وَالْإِخْلَاصُ أَنْ يُعَالِيكَ اللَّهُ مِنْهُمَا.

وَمَعْنَى كَلَامِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ مَنْ عَزَمَ عَلَى عِبَادَةِ اللَّهِ وَتَرَكَهَا مُخَالَفَةً أَنْ يَرَاهَا النَّاسُ، فَهُوَ مُرَاءٍ لِأَنَّهُ تَرَكَ الْعَمَلَ لِأَجْلِ النَّاسِ، أَمَا لَوْ تَرَكَهَا لِيُصَلِّيَهَا فِي الْخَلْوَةِ فَهَذَا مُسْتَحَبٌّ أَلَّا أَنْ تَكُونَ فَرِيضَةً، أَوْ زَكَاةً وَاجِبَةً، أَوْ يَكُونُ عَالِمًا يُقْتَدَى بِهِ، فَالْجَهْرُ بِالْعِبَادَةِ فِي ذَلِكَ الْفَضْلُ، وَكَمَا أَنَّ الرِّيَاءَ مُحِبٌّ لِلْعَمَلِ كَذَلِكَ التَّسْمِيعُ، وَهُوَ أَنْ يَعْمَلَ لِلَّهِ فِي الْخَلْوَةِ ثُمَّ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِمَا عَمِلَ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ رَأَى رَأَى اللَّهُ بِهِ).

قال العلماء: فإن كان عالماً يُقْتَدَى بِهِ وَذَكَرَ ذَلِكَ تَنْشِيطاً لِلْسَّامِعِينَ لِيَعْمَلُوا بِهِ فَلَا بَأْسَ. قَالَ امْرُؤُ بِنَائِي رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: يَحْتَاجُ الْمُصَلِّي إِلَى أَرْبَعِ خِصَالٍ حَتَّى تَرْفَعَ صَلَاتُهُ: حُضُورُ الْقَلْبِ، وَشُهُودُ الْعَقْلِ، وَخُضُوعُ الْأَرْكَانِ، وَخُشُوعُ الْجَوَارِحِ، فَمَنْ صَلَّى بِهَا حُضُورَ قَلْبٍ فَهُوَ مُصَلٍّ لَاهٍ، وَمَنْ صَلَّى بِهَا شُهُودَ عَقْلٍ فَهُوَ مُصَلٍّ سَاهٍ، وَمَنْ صَلَّى بِهَا خُضُوعَ الْأَرْكَانِ فَهُوَ مُصَلٍّ جَافٍ، وَمَنْ صَلَّى بِهَا خُشُوعَ الْجَوَارِحِ فَهُوَ مُصَلٍّ خَاطِئٌ وَمَنْ صَلَّى بِهَذِهِ الْأَرْكَانِ فَهُوَ مُصَلٍّ وَافٍ.

علامہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (۶) نے اس بارے میں فرمایا جس نے کوئی کام خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کیا وہ قبول کیا جائے گا اور جو لوگوں کیلئے کیا وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے کسی نے نماز ظہر ادا کی اور نیت یہ تھی کہ اللہ عزوجل کا فرض ادا کر رہا ہوں مگر اس نماز کے ارکان وقرات کو خوب طول دیا، ظاہری ہیئت کو خوب سجایا اور نیت یہ سب لوگوں کو دکھانے کی تھی تو ایسے میں اس کی نماز کو مقبول ہے مگر نماز کو طول دینا مقبول نہیں کیونکہ اس کا یہ عمل لوگوں کیلئے ہے۔

شیخ عزیز الدین ابن عبدالسلام علیہ الرحمۃ (۷) سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو لوگوں کو دکھانے کی خاطر لمبی لمبی نمازیں ادا کرتا ہے تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں اللہ عزوجل سے عمل برباد نہ ہونے کی امید کرتا ہوں مگر یہ اس وقت ہے جب غیر اللہ کو عمل کی صفت میں شریک کیا ہو اور اگر اصل عمل میں شریک کیا مثلاً اس نے فرض نماز اللہ عزوجل اور لوگوں کیلئے پڑھی تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی کیونکہ اس نے اس عمل میں غیر اللہ کو شریک کیا ہے جس طرح ریا کاری عمل میں واقع ہو سکتی ہے

اس طرح ترک عمل میں بھی یہ واقع ہو سکتی ہے۔

علامہ فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ النفر نے فرمایا، عمل کو لوگوں کی وجہ سے ترک کرنا یا کاری ہے۔ لوگوں کیلئے عمل کرنا شرک اور اللہ عزوجل کا اپنے کرم سے تجھ کو ان دونوں سے بچانا اخلاص ہے۔

علامہ فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ النفر کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے کوئی عبادت کرنے کا ارادہ کیا اور پھر اسے اس وجہ سے ترک کر دے کہ لوگ اسے عبادت کرتا دیکھیں گے تو ایسا شخص ریاکار ہے کیونکہ اس نے نیک عمل کو لوگوں کی وجہ سے ترک کر دیا۔

بہر حال اگر اس نے اس وجہ سے ترک کیا کہ تنہائی میں نفلی عمل کروں گا تا کہ خشوع و خضوع حاصل ہو تو یہ مستحب ہے۔ مگر فرض، واجب نماز، صدقات واجبہ (مثلاً زکوٰۃ) اور ایسا پرہیزگار عالم جس کی لوگ پیروی کرتے ہوں تو اس کا اعلانیہ عبادت کرنا افضل ترین ہے۔ (۸)

جس طرح ریا عمل کو ضائع کر دیتا ہے اسی طرح تسمیع بھی عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ تسمیع کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عمل خیر خلوت میں کرنا اور جلوت میں لوگوں کے سامنے بیان کرنا۔ (۹)

نیز اس کے بارے میں امام الانبیاء ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے ”مَنْ سَمِعَ سَمْعَ اللَّهِ وَ مَنْ رَأَى رَأَى رَأَى اللَّهِ بِهِ“ (۱۰)۔

اور علماء کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں اگر ایسا عالم ہو کہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں اور وہ اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو ترغیب کیلئے بتائے تاکہ لوگ بھی نیک عمل کریں تو اس میں حرج نہیں۔

لہذا علامہ مرزبانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جس نمازی میں چار خصلتیں ہو اس کی نماز بلند (قبول) ہوتی ہے۔

(۱): حضور قلب (۱۱)

(۲): شہود عقل (۱۲)

(۳): خضوع ارکان (۱۳)

(۴): خشوع ارکان (۱۴)

لہذا جس نے بغیر توجہ نماز پڑھی تو وہ کھینے والا نمازی ہے اور جس نے بغیر یکسوئی نماز پڑھی وہ بھولنے والا نمازی ہے، جس نے بغیر خضوع ارکان نماز پڑھی وہ بدسلوکی کرنے والا نمازی ہے اور جس نے بغیر خشوع جوارح نماز پڑھی وہ خطا کرنے والا نمازی ہے اور جس نے ان ارکان کے ساتھ نماز پڑھی وہ کامل نماز پڑھنے والا ہے۔

شرح:

- (۶) علامہ سمرقندی علیہ الرحمۃ کا نظریہ۔
(۷) شیخ عزیز الدین علیہ الرحمۃ کا نظریہ۔
(۸) اگر اصل نماز اللہ عزوجل کیلئے پڑھے مگر نماز کی ہیئت کو لوگوں کی وجہ سے مزین کرے تو اصل نماز قبول ہونے کی امید ہے۔

- (۹) البتہ ترغیب کیلئے اعلانیہ نماز اور صدقہ ادا کرنا اور عالم کا عوام وغیرہ کو تحریثِ نعمت کیلئے عمل بتانا جائز ہے۔
(۱۰) جو شخص کوئی عمل لوگوں کو سنانے کیلئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ذلت لوگوں کو سنانے کا اور جو شخص کوئی عمل لوگوں کو دکھانے کیلئے کرے گا اللہ عزوجل اس کے عیب لوگوں کو دکھائے گا۔
(۱۱) دل کا حاضر ہونا نماز میں دل بھٹکتا نہ پھرے۔
(۱۲) عقل کا شاہد ہونا یعنی دل کے ساتھ ساتھ دماغ بھی حاضر ہو، وسوسوں میں مبتلا نہ رہے۔
(۱۳) نماز کے ارکان میں نہایت بندگی کا ہونا۔
(۱۴) جوارح میں خشوع یعنی اعضاء ظاہری کی انکساری۔

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) أَرَادَ بِهَا أَعْمَالَ الطَّاعَاتِ دُونَ أَعْمَالِ الْمُبَاحَاتِ، قَالَ الْحَارِثُ الْمَحَاسِنِيُّ: الْإِخْلَاصُ لَا يَدْخُلُ فِي مُبَاحٍ، لِأَنَّهُ لَا يَشْتَمِلُ عَلَى قُرْبَةٍ وَلَا يُوَدِّي إِلَى قُرْبَةٍ، كَرَفَعِ الْبُنْيَانِ لَا لِفَرْضٍ بَلْ لِفَرْضِ الرَّعُونَةِ، أَمَا إِذَا كَانَ لِفَرْضٍ كَالْمَسَاجِدِ وَالْقَنَاطِرِ وَالْأَرْبَطَةِ فَيَكُونُ مُسْتَحَبًّا. قَالَ: وَلَا إِخْلَاصَ فِي مُحَرَّمٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، كَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى مَا لَا يَحِلُّ لَهُ النَّظَرُ إِلَيْهِ، وَيَزْعُمُ أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ لِيَتَفَكَّرَ فِي صَنْعِ اللَّهِ تَعَالَى، كَالنَّظَرِ إِلَى الْأَمْرَدِ، هَذَا لَا إِخْلَاصَ فِيهِ بَلْ لَا قُرْبَةَ الْبِتَّةِ، قَالَ: فَالصِّدْقُ فِي وَصْفِ الْعَبْدِ فِي اسْتِوَاءِ السِّرِّ وَالْعِلَانِيَةِ وَالظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ، وَالصِّدْقُ يَتَحَقَّقُ بِتَحَقُّقِ جَمِيعِ الْمَقَامَاتِ وَالْأَحْوَالِ حَتَّى إِنَّ الْإِخْلَاصَ يَفْتَقِرُ إِلَى الصِّدْقِ، وَالصِّدْقُ لَا يَفْتَقِرُ إِلَى شَيْءٍ. لِأَنَّ حَقِيقَةَ الْإِخْلَاصِ هُوَ أَرَادَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِالطَّاعَةِ، فَقَدْ يُرِيدُ اللَّهُ بِالصَّلَاةِ وَلَكِنَّهُ غَافِلٌ عَنْ حُضُورِ الْقَلْبِ فِيهَا، وَالصِّدْقُ هُوَ أَرَادَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْعِبَادَةِ مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ إِلَيْهِ، فَكُلُّ صَادِقٍ مُخْلِصٍ، وَأَيْسَ كُلِّ مُخْلِصٍ صَادِقًا، وَهُوَ مَعْنَى الْإِتِّصَالِ وَالْإِنْفِصَالِ، لِأَنَّ الْإِنْفِصَالَ عَنْ غَيْرِ اللَّهِ وَالْإِتِّصَالَ بِالْحُضُورِ بِاللَّهِ، وَهُوَ مَعْنَى التَّخَلِّيِّ عَمَّا سِوَى اللَّهِ وَالتَّخَلِّيِّ بِالْحُضُورِ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ مُبَحَّانَةً وَتَعَالَى.

قوله صلى الله عليه وسلم: (إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِنِيَّةٍ) : إِنَّمَا صِيحَةُ الْأَعْمَالِ أَوْ تَصْحِيحُ الْأَعْمَالِ، أَوْ قَبُولُ الْأَعْمَالِ، أَوْ كَمَالُ الْأَعْمَالِ، وَبِهَذَا أَخَذَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَيُسْتَنْبَتُ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا كَانَ قَبِيلَ التَّوَكُّلِ كِزَالَةِ النَّجَاسَةِ، وَرَدِّ الْغُضُوبِ وَالْعَوَارِي، وَإِصَالِ الْهَدْيَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، فَلَا تَتَوَقَّفُ صِحَّتُهَا عَلَى النِّيَّةِ الْمُصَحِّحَةِ، وَلَكِنْ يَتَوَقَّفُ الْفَرَابُ فِيهَا عَلَى نِيَّةِ التَّقَرُّبِ، وَمِنْ ذَلِكَ مَا إِذَا أَطْعَمَ دَابَّةً، إِنْ قَصَدَ بِإِطْعَامِهَا امْتِنَالِ أَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّهُ يُثَابُ، وَإِنْ قَصَدَ بِإِطْعَامِهَا حِفْظَ الْمَالِيَةِ فَلَا ثَوَابَ، ذِكْرَةُ الْقَرَامِي، وَيُسْتَنْبَتُ مِنْ ذَلِكَ فَرَسُ الْمَجَاهِدِ، إِذَا رِبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهَا إِذَا شَرِبَتْ وَهُوَ لَا يُرِيدُ سَقِيهَا أُثِيبَ عَلَى ذَلِكَ كَمَا فِي "صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ" وَكَذَلِكَ الزُّوجَةُ وَكَذَلِكَ إِغْلَاقُ الْبَابِ وَإِطْفَاءُ الْمِصْبَاحِ عِنْدَ النَّوْمِ إِذَا قَصَدَ بِهِ امْتِنَالِ أَمْرِ اللَّهِ أُثِيبَ وَإِنْ قَصَدَ أَمْرًا آخَرَ فَلَا.

وَاعْلَمُ أَنَّ النِّيَّةَ لُغَةً: الْقَصْدُ، يُقَالُ نَوَاكَ اللَّهُ بِخَيْرٍ: أَي قَصَدَكَ بِهِ. وَالنِّيَّةُ شَرْعًا: قَصْدُ الشَّيْءِ مُقْتَرِنًا بِفِعْلِهِ، فَإِنَّ قَصْدًا وَتَرَخِي عَنْهُ فَهُوَ عَزْمٌ، وَشَرِعَتِ النِّيَّةُ لِتَمْيِيزِ الْعَادَةِ مِنَ الْعِبَادَةِ أَوْ لِتَمْيِيزِ رُتَبِ الْعِبَادَةِ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ، مَثَلُ الْأَوَّلِ: الْجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ قَدْ يَقْصِدُ لِلِاسْتِرَاحَةِ فِي الْعَادَةِ، وَقَدْ يَقْصِدُ لِلْعِبَادَةِ بِنِيَّةِ الْإِعْتِكَافِ، فَالْمُمَيِّزُ بَيْنَ الْعِبَادَةِ وَالْعَادَةِ هُوَ النِّيَّةُ، وَكَذَلِكَ الْغُسْلُ: قَدْ يَقْصِدُ بِهِ تَنْظِيفُ الْبَدَنِ فِي الْعَادَةِ، وَقَدْ يَقْصِدُ بِهِ الْعِبَادَةَ فَالْمُمَيِّزُ هُوَ النِّيَّةُ، وَإِلَى هَذَا الْمَعْنَى أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ رِيَاءً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شُجَاعَةً، أَي ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى؟ فَقَالَ: (مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةَ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى). وَمَثَلُ الثَّانِي وَهُوَ الْمُمَيِّزُ رُتَبِ الْعِبَادَةِ، كَمَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَدْ يَقْصِدُ إِتْقَانَهَا عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَقَدْ يَقْصِدُ إِتْقَانَهَا عَنِ السُّنَنِ فَالْمُمَيِّزُ هُوَ النِّيَّةُ، وَكَذَلِكَ الْعِنُقُ قَدْ يَقْصِدُ بِهِ الْكُفَّارَةَ وَقَدْ يَقْصِدُ بِهِ غَيْرُهَا كَالنَّدْرِ وَنَحْوِهِ، فَالْمُمَيِّزُ هُوَ النِّيَّةُ.

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"۔ یہاں اعمال سے مراد طاعات ہیں نہ کہ مباحات۔

حادث محاسبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مباح اعمال کے ساتھ اخلاص کا تعلق نہیں کیونکہ مباح کام کے کرنے پر (نہ عذاب ہوتا ہے) نہ ثواب۔ مثلاً بلند عمارت کی تعمیر کسی غرض شرعی کیلئے نہیں ہوتی بلکہ اکثر بڑائی کے اظہار کیلئے ہوتی ہے ہاں اگر تعمیرات کسی غرض صالح کیلئے ہوں تو یہ ایک پسندیدہ عمل ہوگا، جیسا کہ مساجد، پل اور مسافر خانے بنانا مستحب ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے (مزید فرمایا) حرام و مکروہ کاموں کا بھی اخلاص کے ساتھ کوئی تعلق نہیں مثلاً ان چیزوں کو دیکھتا ہے جو غیر حلال ہیں جیسے امر دُکھ بنظر شہوت کو

دیکھنا اور گمان یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی بنائی چیزوں میں غور و فکر کر رہا ہے تو اس نیت کے ساتھ یہ افعال کرنے میں نہ تو کوئی اخلاص ہے اور نہ ہی ثواب کا کوئی پہلو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صدق انسان کا ایک ایسا وصف ہے جس کی وجہ سے انسان کی خلوت و جلوت، ظاہر و باطن برابر ہوتا ہے۔ اس کا تحقق اور وجود تمام مقامات و احوال کے پائے جانے سے ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اخلاص، صدق کا محتاج ہے مگر صدق، اخلاص کا محتاج نہیں کیونکہ اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی نیکی رب تعالیٰ کی رضا کیلئے کی جائے۔

مثلاً کسی نے نماز رضائے الہی کیلئے ادا کی مگر دل نماز میں نہیں لگا (۱۵) حالانکہ صدق کا مطلب ہے عبادت کو رب تعالیٰ کی رضا کیلئے یکسوئی کے ساتھ ادا کرنا۔ پس ہر صادق مخلص ہے اور ہر مخلص صادق نہیں (۱۶) اور یہی معنی ہے اتصال و انفصال کا کہ بندہ غیر اللہ سے تعلق توڑ کر بارگاہ الہی سے جوڑ لے اور یہی معنی ہے ”التَّخَلِّي عَمَّا سِوَى اللَّهِ وَالتَّحَلِّي بِالْحَضُورِ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ“ (۱۷)۔

حضور ﷺ کا فرمان ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ“ (۱۸) میں الف لام مضاف کے عوض میں ہونے کی وجہ سے چند وجوہ کا احتمال رکھتا ہے کہ اس سے مراد اعمال کی صحت ہے یا اعمال کی درستی یا اعمال کی قبولیت یا اعمال کا کامل ہونا مراد ہے۔

یہی قول امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے کہ اعمال سے عمل کی کاملیت مراد ہے (یعنی نیت نہ ہونے کی وجہ سے اسے ثواب نہیں ملے گا گویا کہ ثواب نہ ملنے کی وجہ سے اس کا عمل کامل نہ ہوا جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عمل کی قبولیت نیت پر موقوف ہے) البتہ وہ اعمال جو از قبیل ترک سے ہیں وہ اس قاعدے (یعنی عمل کی صحت نیت پر موقوف ہے) سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے نجاست کا دور کرنا، مضموبہ اور عاریت والی چیز کا لوٹانا اور ہدیہ وغیرہ دینا ان سب کی صحت درست نیت پر موقوف نہیں بلکہ بالاتفاق بغیر نیت کے سب کام درست ہیں (احناف کے نزدیک بغیر نیت کے عمل تو درست ہوتا ہے مگر ثواب نہیں ملتا) لہذا ثواب کی نیت کرنے پر ہی ثواب ملے گا۔ مثلاً کسی نے اپنے چوپائے کو چارہ کھلایا اور چارہ کھلانے سے نیت یہ تھی کہ اللہ عزوجل کے حکم کی بجا آوری کرتا ہوں تو ثواب ملے گا اور اگر محض مال کی حفاظت مقصود تھی تو اس پر ثواب نہیں ملے گا اسے علامہ قرانی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے اور مسئلے کی اس تفصیل سے مجاہد کا گھوڑا مستثنیٰ ہے جو اس نے راہ خدا میں تیار کر رکھا ہو کہ اگر وہ اسے بغیر نیت ثواب کے بھی پانی پلائے گا جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے جب مجاہد اللہ عزوجل کی راہ میں گھوڑا باندھے (روکے رکھے) اور جب وہ پانی پئے۔ اسی طرح زوجہ کا مسئلہ مستثنیٰ ہے (۱۹)، جب کہ دروازے کا بند کرنا، سوتے وقت چراغ کا بجھانا اگر ان امور سے اللہ عزوجل کے حکم کی پیروی کی نیت ہو تو

ثواب ملے گا ورنہ نہیں (۲۰) جان لیجئے (۲۱) کہ نیت کا لغوی معنی مطلقاً قصد ہے جیسے کہا جاتا ہے نَوَاكِبُ اللّٰهُ بِخَيْرٍ یعنی اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا اور اصطلاحی معنی ہے کسی چیز کا دل سے اس طرح پختہ ارادہ کرنا کہ وہ فعل سے ملا ہوا بھی ہو اور اگر دل سے پختہ ارادہ تو کیا مگر فعل کو اس سے موخر کیا تو عزم ہوگا۔ عبادت اور عادت میں فرق واضح کرنے کیلئے یا ظاہر ایک جیسی مگر حکم میں مختلف عبادت میں رتبہ و مرتبہ کا امتیاز بیان کرنے کیلئے نیت کا حکم ہے۔

پہلی قسم کی مثال اول: مثلاً کوئی شخص مسجد میں عادتاً استراحت کیلئے بیٹھتا اور کبھی عبادت کرنے کیلئے بیٹھتا احتکاف بیٹھتا ہے تو دونوں میں فرق کرنے والی چیز نیت ہے۔

پہلی قسم کی مثال ثانی: غسل کرنے سے کبھی عادتاً بدن کی صفائی مقصود ہوتی ہے اور کبھی عبادت مقصود ہوتی ہے مگر فرق کرنے والی چیز نیت ہے اور اسی معنی کی طرف مکی مدنی سرکار حضرت محمد ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ جب آپ ﷺ سے سوال کیا گیا اس مرد کے بارے میں جو دیکھا وے کے طور پر لڑتا ہے اور ایک گرم جوشی اور بہادری سے (اعلاء کلمۃ الحق کے لئے) لڑتا ہے ان میں سے کون اللہ عزوجل کی راہ میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اعلاء کلمۃ الحق کے لئے لڑتا ہے وہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے

دوسری قسم کی مثال اول: (۲۲) جیسے چار رکعت نماز پڑھنا نماز ظہر کے فرض بھی ہو سکتے ہیں اور نماز ظہر کی چار رکعت سنتیں بھی ہو سکتی ہیں اور ان میں فرق نیت ہی کے ذریعے ہوگا۔

دوسری قسم کی مثال ثانی: جیسے غلام آزاد کرنا اس سے مقصود کبھی کفارے کی ادائیگی ہوتی ہے اور کبھی نہیں بلکہ اس کے علاوہ عبادت مقصود ہوتی ہے۔ جیسے نذرو غیرہ، ان میں فرق کرنے والی نیت ہی ہے۔

شرح:

(۱۵) یہ اخلاص کے ساتھ عبادت، بجالانے والا نہیں بلکہ ایسا شخص تو غافل ہوتا ہے۔

(۱۶) صدق و اخلاص میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر صادق مخلص ہوگا مگر ہر مخلص کا صادق ہونا لازم نہیں

یعنی بعض مخلص صادق ہوں گے۔

(۱۷) یعنی غیر سے اپنا تعلق منقطع کر کے محض اللہ عزوجل سے تعلق جوڑنا۔

(۱۸) یہ ما قبل انما الاعمال بالنیات سے متعلق ہے۔

انما کلمہ حصر کیلئے آتا ہے یہ ان اور ما سے مرکب ہوتا ہے۔ ان حرف مشبہ بالفعل اور ما کو ما کا لہ کہتے ہیں جو حرف مشبہ

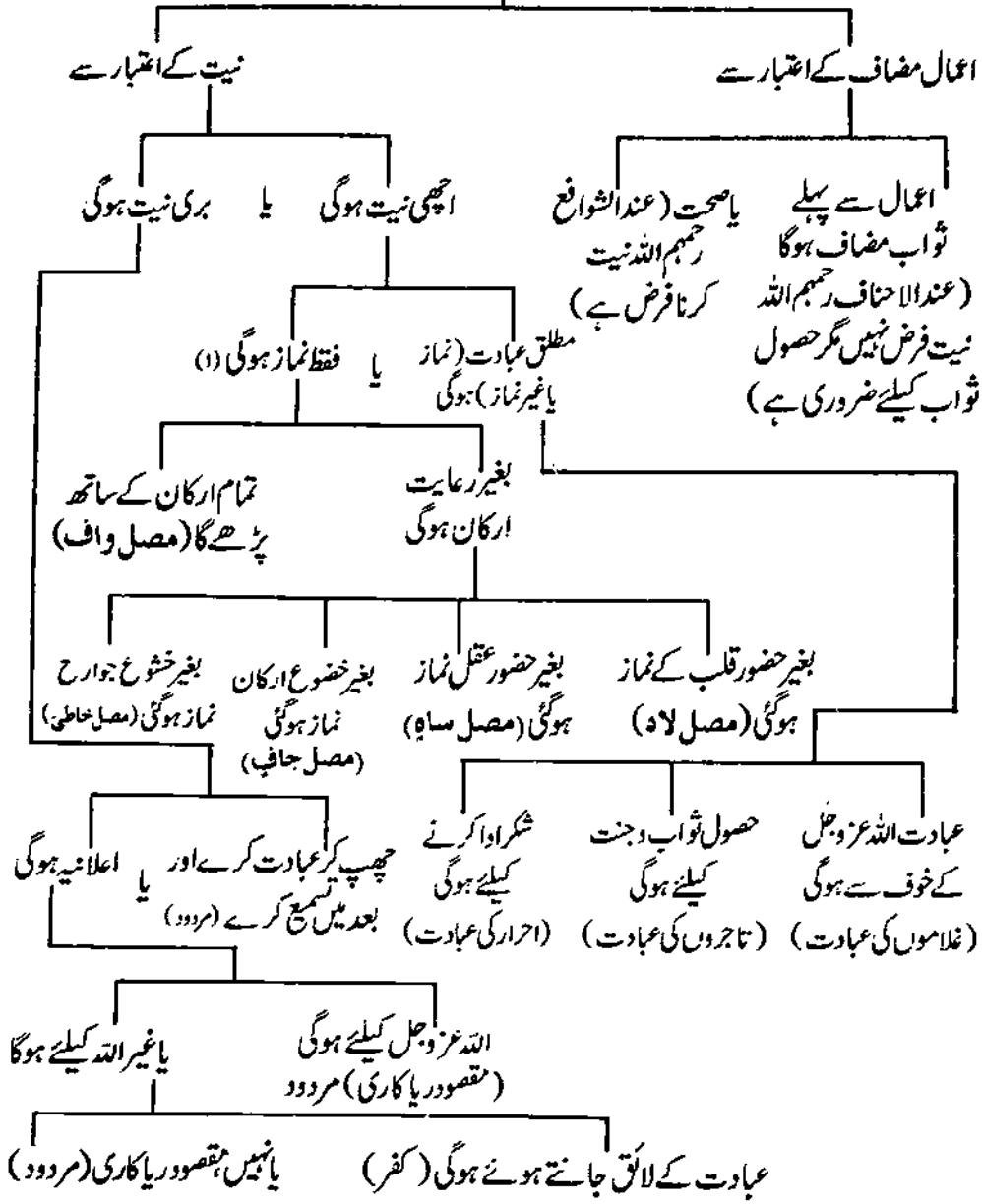
بالفعل کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے نیز اس کے دور کن ہوتے ہیں ایک ایجاب دوسرا نفی یعنی ایک کو ثابت کرتا ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرتا ہے۔ مثلاً مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں السما الاعمال ارشاد فرمایا اس میں ایجاب و سلب یہ ہے کہ جب عبادت میں نیت ہو تو عبادت کا ثواب ملے گا یہ ایجاب (اثبات) ہے اور اگر عبادت میں نیت نہ ہو تو عبادت کا ثواب نہیں ملے گا یہ سلب (نفی) ہے۔ الاعمال پر الف لام استغرائی بالاتفاق مضاف کے عوض میں ہے لہذا ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک علیہم الرحمۃ کے نزدیک وضو، غسل وغیرہ میں نیت فرض ہے کیونکہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک مضاف صحت ہے یعنی مقدر عبارت صحت الاعمال بالنیات ہے یعنی اعمال کی صحت نیتوں پر موقوف ہے لہذا جس عمل میں نیت ہوگی وہ درست ہوگا جس میں نیت نہیں ہوگی وہ درست نہیں ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ الف لام استغراق ہونے کی وجہ سے اس میں تمام اعمال روزہ، حج، زکوٰۃ، نماز اور وضو وغیرہ سب شامل ہیں جو نیت کے بغیر درست نہیں۔

جبکہ عند الاحناف تمام اعمال میں نیت فرض نہیں کیونکہ ”الاعمال“ پر الف لام مضاف کے عوض ہے مقدر عبارت ”ثواب الاعمال بالنیات“ ہے کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جس عمل کے کرنے میں نیت ہوگی اس عمل کے درست ہونے کے ساتھ ساتھ عمل کے کرنے کا ثواب بھی ملے گا اگر نیت نہیں ہوگی تو فقط عمل درست ہوگا ثواب نہیں ملے گا۔

یعنی انتقاء صحت سے ثواب منٹنی ہو جاتا ہے مگر انتقاء ثواب سے صحت منٹنی نہیں ہوگی مثلاً قضاء رمضان کا روزہ اگر بغیر نیت کے رکھا تو اس کا روزہ درست نہ ہوگا کیونکہ شرع نے اس کا وقت مقرر نہیں کیا لہذا اسے خود نیت کے ذریعے معین کرنا ہوگا اگر نہیں کرے گا تو انتقاء صحت کی وجہ سے ثواب بھی منٹنی ہوگا اور اگر مقروض نے قرض سے بری الذمہ ہونے کی نیت کے بغیر محض قرض ادا کیا تو اس کا قرض ادا ہو جائے گا مگر بروقت وعدے کے مطابق دینے کی نیت اور دیگر اچھی اچھی نیتیں کرنے کا ثواب نہیں ملے گا۔

معلوم ہوا انتقاء ثواب سے صحت منٹنی نہیں ہوتی نیز اگر وضو وغیرہ میں نیت کو فرض قرار دیا جائے تو خبر واحد سے کتاب اللہ کا نسخ لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں کیونکہ جس آیت مقدسہ میں وضو کا بیان ہے اس میں صرف ہاتھ، چہرہ، پاؤں دھونے اور سر کا مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے نیت کا حکم نہیں دیا گیا اگر نیت کو خبر واحد سے فرض قرار دیں تو مطلق کو مقید کرنے کے سبب مطلق کا حکم بھی ختم ہوگا جو کہ درست نہیں۔ معلوم ہوا کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف نہیں۔

الاعمال



(۱): اس کی تمام صورتیں مطلق عبادت میں بھی جاری ہو سکتی ہیں۔

(۱۹) یعنی مستثنیٰ صورت میں سے زوجہ بھی ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے مگر حصول ثواب کی نیت نہ ہو

پھر بھی اللہ عزوجل اسے ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

”وَلِيَّ صَبَا ضَعِفِكَ أَهْلَكَ صَدَقَةٌ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ أَيُوجِرُ أَحَدُنَا فِي شَهْوَتِهِ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعْتَهُ فِي

غَيْرِ حَلٍّ أَكَانَ عَلَيْكَ وَرَزٌّ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَحْتَسِبُونَ بِالْشَّرِّ وَلَا تَحْتَسِبُونَ بِالْخَيْرِ“ (مسند امام احمد بن حنبل ج

ص ۱۹۹ بیروت)

اور تمہارا اپنی بیویوں سے جماع کرنا بھی صدقہ ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا جب ہم میں سے کوئی محض شہوت پوری کرنے کیلئے آئے تو اسے بھی اجر دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر یہ کام حرام طریقے سے کیا جائے تو گناہ ہوگا؟ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا جی ہاں! تو حضور ﷺ نے فرمایا جب برائی پر احتساب ہوگا تو بھلائی پر ثواب نہ ہوگا؟ (اسی کے متعلق مزید دیکھئے الحدیث الخامس والعشرون اربعین نووی) لہذا معلوم ہوا بغیر نیت کے بھی ثواب ملتا ہے اور نیت کرنے پر اور زیادہ (دو گنا) ثواب ملتا ہے۔

(۲۰) ان کا مستثنیٰ صورتوں سے تعلق نہیں۔

(۲۱) یہاں سے علامہ نووی علیہ الرحمۃ نیت کے لغوی، اصطلاحی معنی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ نیت کی مشروعیت کی

وجہ بیان کریں گے۔

عزم کی تعریف: عزم اس ارادے کو کہتے ہیں جو فعل پر مقدم ہو۔

قصد کی تعریف: قصد اسے کہتے ہیں جو فعل سے متصل اور فعل کے ساتھ پایا جائے۔

نیت کی تعریف: نیت اسے کہتے جو عمل سے متصل و مقترن ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں عمل کی غایت بھی ملحوظ ہو۔

مثلاً: ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا سفر شروع کرنے تک عزم ہے سفر شروع ہونے کے بعد قصد اور اگر اس میں یہ بھی ملحوظ

ہو کہ یہ حج کا سفر ہے تو نیت۔

(۲۲) یعنی بعض عبادت کو دوسری عبادت سے ممتاز کرنا مقصود تھا اس لیے نیت کو مشروع فرمایا۔

وفی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (وَأِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى) دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْيَبَابَةُ فِي الْعِبَادَاتِ،

وَلَا التَّوَكُّيلُ مِنْ نَفْسِ النِّيَّةِ، وَقَدْ اسْتَعْنَى مِنْ ذَلِكَ تَفْرِقَةُ الزَّكَاةِ وَذَبْحُ الْأَضْحِيَّةِ، لِيَجُوزَ التَّوَكُّيلُ فِيهِمَا فِي

النِّيَّةِ وَالذَّبْحِ، التَّفْرِقَةُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى النِّيَّةِ. وَفِي الْحَجِّ: لَا يَجُوزُ ذَلِكَ مَعَ الْقُدْرَةِ وَدَفْعِ الدَّيْنِ، أَمَا إِذَا كَانَ

عَلَى جِهَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ يَحْتَجْ إِلَى نِيَّةٍ، وَإِنْ كَانَ عَلَى جِهَتَيْنِ كَمَنْ عَلَيْهِ الْفَأْنِ بِأَحَدِهِمَا رَهْنٌ فَأَذَى الْفَأْنِ قَالَ

جَعَلْتَهُ عَنِ الْفَنِ الرَّهْنِ، صَدَقَ، فَإِنْ لَمْ يَنْوِ شَيْئًا حَالَةَ الدَّفْعِ، ثُمَّ نَوَى بَعْدَ ذَلِكَ، وَجَعَلَهُ عَمَّا شَاءَ وَلَيْسَ لَنَا

بَيِّنَةٌ تَعَاخُرُ عَنِ الْعَمَلِ وَتَصِحُّ إِلَّا هُنَا.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ

كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِلدُّنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ امْرَأَةً يَنْكِحُهَا، فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَا جَرَ إِلَيْهِ).

أصل المهاجرة المجافاة والتُّرك، فإِسْمُ الهِجْرَةِ يقعُ على أُمُور:

(الأولى): هِجْرَةُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْحَبَشَةِ حِينَ آذَى الْمُشْرِكُونَ رَسُولَ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَرُّوا مِنْهُ إِلَى النَّجَاشِيِّ، وَكَانَتْ هَذِهِ بَعْدَ الْبَعْثَةِ بِخَمْسِ سِنِينَ، قَالَهُ الْبَيْهَقِيُّ.

(الثانية): الْهِجْرَةُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَكَانَتْ هَذِهِ بَعْدَ الْبَعْثَةِ بِثَلَاثِ عَشْرَةَ سَنَةً، وَكَانَ يَجِبُ عَلَى

كُلِّ مُسْلِمٍ بِمَكَّةَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَأُطْلِقَ جَمَاعَةٌ أَنَّ الْهِجْرَةَ كَانَتْ

وَاجِبَةً مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَهَذَا لَيْسَ عَلَى إِطْلَاقِهِ فَإِنَّهُ لَا خُصُوصِيَّةَ لِلْمَدِينَةِ، وَإِنَّمَا الْوَاجِبُ الْهِجْرَةُ إِلَى

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: قَسَمَ الْعُلَمَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَلَدَّهَابُ فِي الْأَرْضِ هَرَبًا وَطَلَبًا،

فَالأَوَّلُ يَنْقَسِمُ إِلَى سِتَّةِ أَقْسَامٍ:

الأوَّلُ: الْخُرُوجُ مِنْ دَارِ الْحَرْبِ إِلَى دَارِ الْإِسْلَامِ وَهِيَ بَاقِيَّةُ الْيَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّتِي انْقَطَعَتْ بِالْفَتْحِ

فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ). هِيَ الْقَصْدُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَيْثُ

كَانَ.

الثاني: الْخُرُوجُ مِنْ أَرْضِ الْبِدْعَةِ، قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَقِيمَ

بِأَرْضٍ يُسَبُّ فِيهَا السَّلْفُ.

الثالث: الْخُرُوجُ مِنْ أَرْضٍ يَغْلِبُ عَلَيْهَا الْحَرَامُ، فَإِنْ طَلَبَ الْحَلَالَ فَرِيضَةً عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

الرابع: الْفِرَارُ مِنَ الْإِذِيَّةِ فِي الْبَدَنِ، وَذَلِكَ فَضْلٌ مِنَ اللهِ تَعَالَى أَرَخَصَ فِيهِ، فَإِذَا خَشِيَ عَلَى نَفْسِهِ

فِي مَكَانٍ فَقَدْ أَذِنَ اللهُ تَعَالَى لَهُ فِي الْخُرُوجِ عَنْهُ، وَالْفِرَارُ بِنَفْسِهِ يُخْلِصُهَا مِنْ ذَلِكَ الْمَحْدُورِ، وَأَوَّلُ مَنْ

فَعَلَ ذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيْثُ خَافَ مِنْ قَوْمِهِ فَقَالَ: ﴿إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي﴾ [العنكبوت ٢٦]. وَقَالَ تَعَالَى

مُخْبِرًا عَنْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَلَّبُ﴾. [القصاص: ٢١]

الخامس: الْخُرُوجُ خَوْفَ الْمَرَضِ فِي الْبِلَادِ الْوَحْشَةِ إِلَى الْأَرْضِ النَّزْهِةِ، وَقَدْ أَذِنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لِلْعَرَبِيِّينَ فِي ذَلِكَ حِينَ اسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ أَنْ يَخْرُجُوا إِلَى الْمَرَجِ.

السادس: الْخُرُوجُ خَوْفًا مِنَ الْإِذِيَّةِ فِي الْمَالِ، فَإِنَّ حُرْمَةَ مَالِ الْمُسْلِمِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ.

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَأْتُوِي“ (٢٣) اس بات پر دلیل ہے کہ عبادات میں نیابت اور توکیل

نفس نیت جائز نہیں البتہ اس سے مال زکوٰۃ کا الگ کرنا اور جانور کا ذبح کرنے کا مسئلہ مستثنیٰ ہے لہذا زکوٰۃ ادا کرنے اور جانور ذبح کرنے میں وکیل بنانا جائز ہے اور حج پر قدرت ہونے پر اس میں نیابت (وکالت) درست نہیں۔

اور جب دین (قرض) ایک ہی جہت سے ہو تو نیت کی طرف محتاجی نہ ہوگی (۲۴) اور اگر دو جہتوں پر ہو مثلاً کسی پر دو ہزار تھے ایک ہزار رهن (۲۵) کا پس (اس نے دو ہزار میں سے) ایک ہزار ادا کیا ادا کرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے رهن والا ادا کیا تو اس کا کہنا درست ہے اور اگر ادائیگی کے وقت نیت نا بھی کی ہو تو ادائیگی کے بعد نیت کر لے اور جس سے چاہے بنائے۔ (۲۶) اور ہمارے نزدیک نیت کا عمل سے مؤخر ہونا درست نہیں مگر اس مسئلہ میں۔ (۲۷)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِلدُّنْيَا (۲۸) يُصِيبُهَا ، أَمْرًا يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ“ اور ہجرت کی اصل چھوڑنا، ترک کرنا ہے (۲۹) لہذا ہجرت کا اطلاق چند امور پر ہوتا ہے۔

اول: صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور یہ ہجرت بعثت نبوی ﷺ کے پانچ سال بعد ہوئی۔ امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے قول کے مطابق۔ (۳۰)

ثانی: صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مکہ المکرمہ سے مدینہ المنورہ کی طرف ہجرت کرنا اور یہ ہجرت بعثت نبوت ﷺ کے تیرہ سال بعد ہوئی (۳۱)۔ اس ہجرت کے وقت مکہ المکرمہ میں رہنے والے تمام مسلمانوں پر واجب تھا کہ مدینہ المنورہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کریں۔ ایک جماعت نے مکہ المکرمہ سے مدینہ المنورہ کی طرف ہجرت کرنے کو مطلق واجب رکھا ہے حالانکہ مدینہ المنورہ کی طرف ہجرت کرنا واجب نہیں تھا کیونکہ مدینہ المنورہ کو اس میں کوئی خصوصیت حاصل نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا واجب تھا۔ (۳۲)

علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے اعتبار سے ہجرت کی دو قسمیں ہیں

(۲) طلب (۳۳)

(۱) حرب

پہلی قسم (ہجرت حرب) چھ قسموں کی طرف تقسیم ہوتی ہے

(۱): دار الحرب سے دار السلام کی طرف ہجرت کرنا، اس کا حکم قیامت تک باقی ہے اور فتح مکہ کے بعد جس ہجرت کا حکم

منقطع ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا ہے اگر چہ آپ ﷺ کہیں بھی ہوں۔

ثانی: اہل بدعت سے خروج (ہجرت) کرنا، ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کسی کیلئے حلال نہیں کہ ایسی زمین پر سکونت اختیار کرے جس میں اسلاف کو بُرا (گالی) کہا جائے۔ (۳۳)

ثالث: جس جگہ حرام کا غلبہ ہو وہاں سے خروج (ہجرت) کرنا بے شک حلال کا طلب کرنا ہے مسلمان پر فرض ہے۔

رابع: جانی نقصان کے خوف سے ہجرت کرنا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس میں رخصت عطا فرمائی لہذا

جب کسی کو اپنی جان پر خوف ہو تو اللہ عزوجل نے وہاں سے خروج (ہجرت) کی اجازت دی ہے تاکہ مسلمان اپنے آپ کو اس خطرے سے بچا سکے اور یہ ہجرت سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی جب آپ علیہ السلام کو اپنی قوم سے خوف ہوا، فرمایا

”إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي“ [العنکبوت: ۲۶] (۳۵) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا،
”لَنُخْرِجَنَّ مِنْهَا حَائِقًا يَبْرُؤُا“
[القصص: ۲۱] (۳۶)

خامس: مضر صحت شہر سے بیماری کے خوف سے خوشگوار زمین کی طرف جانا اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اہل عربین کو

چراگا ہوں کی طرف جانے کی اجازت عطا فرمائی جب مدینہ المنورہ کی آب و ہوا نے انہیں پسند نہ فرمایا۔ (۳۷)

سادس: مالی نقصان کے خوف سے کلنا (ہجرت کرنا) کیونکہ مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی طرح ہے۔ (۳۸)

شرح:

(۲۳) یہاں سے ما قبل إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی تشریح بیان کی جا رہی ہے کہ ہر آدمی کیلئے وہی ہے جو اس نے

نیت کی۔

”إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَعْلَمَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَكُتِبَتْ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَكُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَكُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا فَكُتِبَتْ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ“

جب میرا بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو گناہ نہ لکھو جب تک کہ وہ اسے کرنے لے پس اگر وہ اسے کرے تو اتنا ہی لکھو جتنا اس

نے کیا اور اگر میری وجہ سے چھوڑ دے تو اس کیلئے ایک نیکی لکھو اور جب وہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور نہ کر سکے تو اس کیلئے ایک نیکی لکھو اور اگر وہ اس نیکی کو کرے تو اس کیلئے اس کی مثل دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھو۔

معلوم ہوا جیسی نیت ہوگی ویسا ہی ثواب ملے گا۔

(۲۴) یعنی نیت کی ضرورت نہیں۔

(۲۵) اور ایک ہزار رهن کے علاوہ کسی اور وجہ سے تھا مثلاً قرض وغیرہ سے۔

(۲۶) چاہے تو رهن والا اپنے ذمہ سے ساقط کر لے چاہے تو رهن کے علاوہ قرض وغیرہ والا ساقط کر لیں بہر حال جس

جہت کے ہزار کو کہے گا کہ فلاں ادا کیا تو وہ ساقط ہو جائے گا۔

(۲۷) اس مسئلہ میں نیت کا عمل سے موخر ہونا خود شواہد رحمہم اللہ کے خلاف ہے کہ ان کے نزدیک عمل کیلئے نیت کا ہونا

لازم ہے ورنہ عمل درست نہیں ہوگا حالانکہ یہاں پر ہو رہا ہے۔

(۲۸) ”دُنْيَا“ دُنُو سے مشتق ہے ”فَعْلِي“ کا وزن پر اسم تفضیل مونث ہے۔ دُنُو کے معنی قریب ہونا ”دُنْيَا“ کے

لغوی معنی بہت زیادہ قریب ہونے والی ہے اور معنی عربی سے مناسبت یہ ہے کہ دنیا زوال و فنا کے بہت قریب ہے۔

شریعت میں دنیا کے کہتے ہیں اس بارے میں دو قول ہیں

ایک یہ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے دنیا ہے۔

دوسرا یہ کہ تمام مخلوقات خواہ اعراض ہوں خواہ جوہر دنیا ہیں۔

(۲۹) ہجرت کا لغوی معنی چھوڑنا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے

”أَلْمَهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ“ مہاجر وہ ہے جو اسے چھوڑ دے جسے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

شریعت میں ”ہجرت“ دین بچانے کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کو کہتے ہیں۔ ہجرت کبھی فرض ہوتی ہے کبھی

واجب، کبھی سنت، کبھی مستحب، کبھی حرام، کبھی مکروہ، کبھی خلاف اولیٰ۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری باب بدء الوجی صفحہ ۲۲۹)

(۳۰) یہ اسلام کی پہلی ہجرت تھی۔

(۳۱) یہ اسلام کی دوسری ہجرت تھی۔

(۳۲) یعنی رسول اللہ ﷺ اگر مدینہ المنورہ کی بجائے کسی اور ملک کی طرف ہجرت کرتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان پر

اسی جگہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا واجب ہوتا۔

(۳۳) ہجرت ہرب کی تعریف: ایک وطن (جگہ) کو ترک کر کے دوسرے وطن (جگہ) کسی شے کے خوف کی وجہ

سے جانا۔

ہجرت طلب کی تعریف: ایک جگہ کو ترک کر کے دوسری جگہ کسی شے کے حصول کیلئے جانا۔

(۳۴) یعنی جس جگہ بد مذہبوں کی کثرت ہو اور بدعتی کام میں مبتلا ہوں تو ایسی جگہ نہیں رہنا چاہیے اصلاح اعمال کیلئے بزرگوں کی صحبت کو اختیار کرے۔ اگر بد مذہبوں سے ایمان کا خطرہ ہو تو وہاں سے ہجرت کرنا لازم ہے بلکہ ایسی جگہ جہاں اسلاف کو برا کہا جائے وہاں رہنا بھی ممنوع ہے۔

(۳۵) ”فَأَمَّنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ [الحکبوت ۲۶]

ترجمہ کنز الایمان: تو لوط اس پر ایمان لایا اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ بے شک وہی عزت و حکمت والا ہے۔

فائدہ: حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے یا بھانجے تھے (روح) ہاران کے فرزند تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سب سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام ایمان لائے یعنی ایمان شرعی ورنہ تبلیغ سے پہلے اصل تصدیق تو آپ علیہ السلام کی والدہ کو حاصل ہوئی جیسے ہمارے حضور ﷺ پر عطاء نبوت کے بعد اصل تصدیق حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلے حاصل ہوئی اور تبلیغ کے بعد ایمان شرعی پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا۔

چنانچہ آپ علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام اور بی بی سارہ (جو آپ علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ تھیں) کے ساتھ عراق سے شام کی طرف ہجرت کی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرت سنت انبیاء علیہم السلام ہے، دوسرے یہ کہ ایسی جگہ چلا جانا جہاں رب عزوجل کی عبادت میں روک ٹوک نہ ہو دراصل رب عزوجل کی طرف جانا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہاں رب عزوجل نہیں، جہاں جا رہا ہوں وہاں رب ہے۔

(۳۶) ”وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَى قَالَ يَا مُوسَى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ

فَأَخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الظَّالِمِينَ“

[قصص ۲۱، ۲۲]

ترجمہ کنز الایمان: اور شہر کے پرے کنارے سے ایک شخص دوڑتا آیا۔ کہا اے موسیٰ! بے شک دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جائیے۔ میں آپ کا خیر خواہ ہوں تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا، اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب مجھے ستم گاروں سے بچالے۔

تفسیر نور العرفان: اس شخص کا نام خرنیل تھا۔ یہی قبیلوں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خفیہ طور پر ایمان لایا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں بہت جگہ عزت کے ساتھ ہوا۔ چونکہ فرعون کا قلعہ شہر کے کنارے پر تھا اور یہ شخص وہاں سے آیا تھا اس لیے یہاں اقصیٰ فرمایا گیا ہے یا یہ مطلب کہ فرعون پوپیس تو سیدھی سڑک سے آنے لگی اور یہ اللہ عزوجل کا بندہ گلی درگلی آپ علیہ السلام کے پاس آیا تا کہ پوپیس سے پہلے آپ علیہ السلام تک پہنچ جائے۔ نیز فرعونوں کے درباری آپ علیہ السلام کی گرفتاری اور قصاص کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام فوراً مصر شہر یا فرعون کی سلطنت حدود سے نکل جاویں۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

ایک یہ کہ خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ دوسرے یہ کہ اسباب پر عمل کرنا اور تدبیر توکل کے خلاف نہیں۔ تیسرے یہ کہ موذی کی ایذا کا خوف شان نبوت کے خلاف نہیں۔ ہاں اطاعت والا خوف، انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کو کبھی کسی سے نہیں ہوتا بجز پروردگار، لہذا یہ آیت ”لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ“ کے خلاف نہیں۔ چوتھے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قبیل کے قتل میں حق بجانب تھے ورنہ آپ علیہ السلام خود اپنے آپ کو قصاص کیلئے پیش فرمادیتے۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور قاتل کا قصاص سے بھاگنا گناہ ہے اور فرعونی لوگ اس ارادہ قتل میں ظالم تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر شرعاً قصاص واجب نہ تھا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بظاہر فرعون سے بھاگ رہے تھے مگر درحقیقت رب عزوجل کی طرف بھاگ رہے تھے کہ آپ علیہ السلام کا یہ سفر بہت ظفر و فتح کا پیش خیمہ ہوا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی صحبت اور نیک بی بی اور نبوت کا عطا سب اسی سفر میں آپ علیہ السلام کو مرحمت ہوا۔

(تفسیر نور العرفان)

(۳۷) حدیث عربیہ: ”عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنَّ أَنَسًا مِنْ عُرَيْنَةَ اجْتَوَى الْمَدِينَةَ فَرَخَّصَ لَهُمْ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَأْفَوْا الدَّوْدَ فَأَرْسَلَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَى بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعْضُونَ الْحِجَارَةَ“

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۲ باب استعمال ابل الصدقة والبانها، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عربینہ قبیلے کے کچھ لوگوں کو مدینہ المنورہ کی آب و ہوا نے قبول نہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ وہ صدقے کے اونٹوں کے پاس جائیں (جو شہر سے باہر مخصوص جگہ پر تھے) اور ان کا دودھ، موت (پیشاب) پئیں۔ پس انہوں نے چرواہے کو شہید کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے چند

سواروں کو بھیجا پس انہیں گرفتار کر کے لایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ، پاؤں کاٹنے اور آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا اور ان کو گرم پتھر یلے میدان میں چھوڑ دیا جہاں وہ کاٹتے رہے۔

(۳۸) جیسے جانی نقصان کے خوف سے ہجرت کرنا درست ہے اسی طرح مالی نقصان کے خوف سے ہجرت کرنا بھی جائز ہے۔

وَأَمَّا قِسْمُ الطَّلَبِ، فَإِنَّهُ يَنْقَسِمُ إِلَى عَشْرَةٍ: طَلَبُ دِينٍ وَ طَلَبُ دُنْيَا، وَ طَلَبُ الدِّينِ يَنْقَسِمُ إِلَى تِسْعَةِ أَنْوَاعٍ:

الْأَوَّلُ: سَفَرُ الْعِبْرَةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ [الروم: ۹]. وَقَدْ طَافَ ذُو الْقُرْنَيْنِ فِي الدُّنْيَا لِيَرَى عَجَائِبَهَا.

الثَّانِي: سَفَرُ الْحَجِّ. الثَّلَاثُ: سَفَرُ الْجِهَادِ. الرَّابِعُ: سَفَرُ الْمَعَاشِ.

الْخَامِسُ: سَفَرُ التِّجَارَةِ وَالْكَسْبِ الزَّائِدِ عَلَى الْقُوَّةِ، وَهُوَ جَائِزٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ [البقرة: ۱۹۸].

السَّادِسُ: طَلَبُ الْعِلْمِ.

السَّابِعُ: قَصْدُ الْبُقَاعِ الشَّرِيفَةِ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا تَشُدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ).

الثَّامِنُ: قَصْدُ الثَّغُورِ لِلرِّبَاطِ بِهَا.

التَّاسِعُ: زِيَارَةُ الْأَخْوَانِ فِي اللَّهِ تَعَالَى: قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (زَارَ رَجُلٌ أَخَاهُ فِي قَرْيَةٍ، فَأَرْصَدَ

اللَّهُ لَهُ مَلَكًا عَلَى مَدْرَجَتِهِ. فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخَا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، فَقَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تُؤَدِّيهَا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّهُ فِي اللَّهِ تَعَالَى، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللَّهَ أَحَبُّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ (رواه مسلم وغيره).

الثَّلَاثَةُ: هِجْرَةُ الْقَبَائِلِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَعَلَّمُوا الشَّرَائِعَ وَيَرْجِعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ

لِيَعَلَّمُوهُمْ.

(الرابعة): هِجْرَةُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لِتَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ.

(الخامسة): الهِجْرَةُ مِنْ بِلَادِ الْكُفْرِ إِلَى بِلَادِ الْإِسْلَامِ، فَلَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ الْإِقَامَةُ بِدَارِ الْكُفْرِ، قَالَ

الْمَاوَرِدِيُّ: فَإِنْ صَارَ لَهُ بِهَا أَهْلٌ وَعَشِيرَةٌ، وَامْكِنَهُ إِظْهَارُ دِينِهِ، لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يَهَاجِرَ، لِأَنَّ الْمَكَانَ الَّذِي هُوَ فِيهِ لَقَدْ صَارَ دَارَ إِسْلَامٍ.

(السَّادِسَةُ): هِجْرَةُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ، وَهِيَ مَكْرُوهَةٌ فِي الثَّلَاثَةِ، وَلَيْمَّا زَادَ حَرَامٌ إِلَّا لِضُرُورَةٍ.

وَحُكِيَ أَنَّ رَجُلًا هَجَرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَكُتِبَ إِلَيْهِ هَذِهِ الْآيَاتُ:

يَا سَيِّدِي عِنْدَكَ لِي مَظْلِمَةٌ
فَإِنَّهُ يَرُويهِ عَنْ جَدِّهِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُصْطَفَى
إِنَّ صَدُودَ الْأَلْفِ عَنْ أَلْفِهِ
فَاسْتَفْتِ فِيهَا ابْنَ أَبِي حَيْثَمَةَ
مَا لَقَدْ رَوَى الضُّحَاكُ عَنْ عِكْرَمَةَ
نَيِّنَا الْمَبْعُوثِ بِالْمَرْحَمَةِ
فَوْقَ ثَلَاثِ رَبِينَا حَرْمَةَ

(السَّابِعَةُ): هِجْرَةُ الزَّوْجِ الزَّوْجَةَ إِذَا تَحَقَّقَ نَشُورُهَا قَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَهْجُرُوهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء: 33]. وَمَنْ ذَلِكَ هِجْرَةُ أَهْلِ الْمَعَاصِي فِي الْمَكَانِ، وَالْكَلَامِ، وَجَوَابِ السَّلَامِ وَابْتِدَآؤُهُ.

(الثَّامِنَةُ): هِجْرَةُ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ، وَهِيَ أَعْمُ الْهِجْرِ.

ہجرت طلب کی دس قسمیں ہیں:

(۲) طلب دنیا

(۱) طلب دین

پھر طلب دین کی نو قسمیں ہیں (۳۹)

اول: عبرت حاصل کرنے کیلئے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے "أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ"۔

[الروم ۹] (۴۰)

ثانی: حج کیلئے سفر کرنا۔ (۴۱) ثالث: جہاد کیلئے سفر کرنا۔ (۴۲)

رابع: کسب معاش کیلئے سفر کرنا۔ (۴۳)

خامس: ایسی تجارت و کسب کے لئے سفر کرنا جس میں زیادتی رزق کا حصول مقصود ہو اور یہ جائز بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا:

[البقرہ ۱۹۸]۔ (۴۳)

”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ“۔

سادس: حصول علم کیلئے سفر کرنا۔ (۴۵)

السابع: مقدس مقامات کی زیارت کیلئے سفر کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مساجد کی

طرف۔ (۴۶)

الثالث: اسلامی سرحدوں کی حفاظت کیلئے جانا۔ (۴۷)

التاسع: اللہ عزوجل کی رضا کیلئے اپنے مسلمان بھائیوں کی زیارت (ملاقات) کیلئے جانا۔ (اس بارے میں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کسی گاؤں میں اپنے بھائی کی زیارت کیلئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ بطور محافظ بھیجا۔ اس فرشتے نے کہا کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ اس نے کہا فلاں بستی میں میرا ایک بھائی ہے اس کی زیارت کیلئے جا رہا ہوں تو فرشتے نے کہا تیری کوئی نعمت اس کے پاس ہے جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس نے کہا نہیں، میں اللہ عزوجل کی رضا کیلئے اس سے محبت کرتا ہوں تو فرشتے نے کہا بے شک میں تیری طرف اللہ عزوجل کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اللہ عزوجل تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے۔ (اسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔

الثالث: قبائل کا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا تاکہ رسول اللہ ﷺ سے شریعت سیکھ کر اپنی قوم کو جا کر سکھائیں۔ (جیسے قبیلہ مضر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا)۔

الرابع: اہل مکہ میں سے جو اسلام لانا اس کا ہجرت کرنا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پھر اپنے قوم میں لوٹے۔

(۴۸)

خامس: بلاد کفر سے بلاد اسلام کی طرف ہجرت کرنا۔

لہذا مسلمان کو دار کفر میں رہنا جائز نہیں۔ علامہ ماوردی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اگر مسلمان کے دار کفر میں اہل و عیال، خاندان ہو اور اس کیلئے اپنے دین کا اظہار ممکن بھی ہو تو اس کیلئے ہجرت کرنا جائز نہیں کیونکہ جس جگہ (دار کفر) میں رہتا ہے وہ دارالاسلام ہو گیا۔ (۴۹)

سادس: مسلمان کا اپنے بھائی کو بلا عذر شرعی تین دن سے زیادہ چھوڑنا اور تین دن تک چھوڑنا (ہجرت کرنا) مکروہ اور تین

دن سے زیادہ چھوڑنا حرام ہے ہاں اگر عذر شرعی ہو تو جائز ہے۔ (۵۰)

حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھا (بایناٹ کیا) تو اس نے اپنے بھائی کی طرف درج ذیل اشعار کہے:

(۱): اے میرے سردار (محترم بھائی)! میری طرف سے تجھ پر ظلم ہوا تو اس کے بارے میں ابن ابی حنیئمہ سے پوچھ (توئی

۲۔)

(۲): بے شک وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا سے تحقیق وہ روایت کرتے ہیں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے۔

(۳): وہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے وہ روایت کرتے ہیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

سے جنہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

(۴): دوست کا دوست سے قطع تعلق کرنا تین دن سے زیادہ، اسے ہمارے رب عزوجل نے حرام فرمایا ہے۔ (۵۱)

السابع: شوہر کا بیوی کو چھوڑنا جب بیوی کی نافرمانی ثابت ہو جائے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا، ”وَأَهْبِجُوا هُنَّ فِي

الْمَضَاجِعِ“۔

[النساء ۳۴]۔ (۵۲)

اور اسی قبیل سے ہے اہل معاصی کی جگہ سے جدا ہونا (ہجرت کرنا) اور کلام نہ کرنا، سلام کا جواب نہ دینا اور نہ سلام میں

پہل کرنا۔

ثامن: منہی عنہ سے ہجرت کرنا۔

اور یہ قسم ہجرت کی تمام اقسام سے عام ہے اور یہ قسم عام ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے منع فرمایا

انہیں ترک کر دے۔ (۵۳)

شرح:

(۳۹) جو ہجرت طلب دین کیلئے کی جاتی ہے

ہجرت طلب دین: وہ ہوتی ہے جو حصول دین کیلئے کی جائے۔

ہجرت طلب دنیا: وہ ہوتی ہے جو حصول دنیا کیلئے کی جائے۔

لہذا ایک قسم طلب دنیا اور نو قسمیں طلب دین کی کل دس قسمیں ہجرت طلب کی ہوئی۔

(۴۰) ترجمہ کنز الایمان: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ ان سے اگلوں کا انجام کیسا ہوا۔

تفسیر نور العرفان میں اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں مفسر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کی اجڑی بستیوں کو جا کر دیکھنا تا کہ خوف الہی پیدا ہو اور محبوبوں کے آباد مقاموں کو جا کر دیکھنا تا کہ اس سے امید پیدا ہو جائز ہے اس کیلئے سفر مباح ہے، سفر عرس ثابت ہوا۔ نیز حدیث شریف میں جو ارشاد ہوا کہ تین مسجدوں کے سوا کہیں سفر نہ کیا جائے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد میں سفر کر کے جانا یہ سمجھ کر وہاں ثواب زیادہ ملے گا ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار یہ غلط ہے۔

(اور اسی طرح غور و فکر کریں) کہ وہ تمام کفار اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے اگر انہوں نے حضور ﷺ کی مخالفت کی تو ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیاس حق ہے یعنی علت مشترکہ وجہ سے مقیاس علیہ کا حکم مقیاس میں جاری کرنا۔

(۴۱) حج کے لغوی معنی مقدس چیز کی طرف قصد کرنا ہے۔

حج کی تعریف: حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا اور اس کیلئے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ ۹ ہجری میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۶ ج اول ص ۱۰۳۵ تا ۱۰۳۶ مکتبہ المدینہ)

یعنی مخصوص افعال کے ساتھ مخصوص وقت میں مخصوص مقامات کی زیارت کرنا حج کہلاتا ہے۔

صاحب استطاعت پر عمر بھر میں ایک بار فرض ہے اور ایک سے زائد کرنا مستحب۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچپن (۵۵) حج کیے۔

(۴۲) جہاد کی شرعی تعریف: اعلاء کلمتہ اللہ کیلئے کافروں سے لڑتے میں اپنی مکمل طاقت خرچ کرنا۔

جہاد کی اقسام:

(۱) جان کا جہاد تو مشہور ہے میدان جنگ میں شمشیر یا تدبیر سے جنگ (۲) مال کا جہاد (۳) نمازیوں کو سامان دینا

(۴) زبان کا جہاد (۵) کفار کی زبانی قلمی تردید دلائل سے کرنا (۶) ان کی شکست کی دعا کرنا (۷) انہیں ڈرانا دھمکانا۔

(مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجہاد الفصل الثانی ص ۴۳۲ مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

مستغنی کر دے تو اللہ عزوجل نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زرہ بنانے کا علم (فن) سکھایا نیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر زرہ کو چار ہزار درہم میں فروخت کرتے اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ ہر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر روز ایک زرہ بناتے اور اسے چھ ہزار درہم میں فروخت کرتے جن میں سے دو ہزار اپنے اور اہل و عیال پر خرچ کرتے اور چار ہزار بنی اسرائیل کے فقراء پر خرچ کرتے۔ نیز علماء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اپنے اور اہل و عیال کیلئے بقدر کفایت کسب حلال واجب ہے اور بقدر کفایت سے زائد کمانا مباح ہے بشرطیکہ اس سے فخر اور مال کی زیادتی سے ریا کاری مقصود نہ ہو۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال الفصل الاول ج ۶ صفحہ ۵۲۴)

(۴۴) ترجمہ کنز الایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

(۴۵) ”عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يُرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ

وَاللَّهُ يُعْطِي“

روایت ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل جس کا بھلا چاہتا ہے

اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے، میں بانٹنے والا ہوں اللہ عزوجل عطا فرمانے والا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الاول صفحہ ۳۳ مکتبہ رحمانیہ)

ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے۔ علم سے بقدر ضرورت شرعی مسائل مراد ہیں لہذا روزے، نماز کے مسائل ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج پر جانے والے پر عین فرض ہیں لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کے آفات شیطانی اثرات وغیرہ کا جاننا بھی ہر مسلمان کو ضروری ہے تاکہ ان سے بچ سکے۔

(مرآۃ المناجیح ج اول کتاب العلم ص ۱۹۶)

(۴۶) یعنی تین مساجد مسجد نبوی، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف کجاوے نہ کئے جائیں۔

غیر مساجد مثلاً حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت، اولیاء کرام کی قبور کی زیارت اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت نیک شخص کی زیارت کیلئے کجاوہ باندھنا یا حصول علم کیلئے سفر کرنا اس میں داخل نہیں البتہ اس میں سے مراد یہ ہے کہ ان تین مساجد کی فضیلت کامل واکمل ہے ان کے غیر کی فضیلت کم ہے ان پر کسی مسجد کو فضیلت دیتے ہوئے کجاوے کسنا (سفر کرنا) منع ہے۔

(۴۷) ”عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَلَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

وَعَيْنٌ بَاكٍ تَحْرُسُ لِي سَبِيلَ اللَّهِ”۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دو آنکھیں ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روئے اور ایک وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دے۔

(مکھوۃ المصاحیح کتاب الجہاد والفصل الثانی صفحہ 332 مکتبہ امدادیہ ملتان)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں یعنی دو قسم کی آنکھیں یہ شبہ شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے۔ خیال رہے جب اس آنکھ کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی تو آنکھ والے کو بھی نہ چھوئے گی سارے اعضاء بخشے جائیں گے۔ مصنفین علماء دین کی اگر انگلیاں بخش دی گئیں تو ان شاء اللہ عزوجل سارا جسم بخش دیا جائے گا۔ اسی طرح جو آنکھ عشق مصطفیٰ ﷺ میں روئے ان شاء اللہ عزوجل بخشی جائے گی۔ دو نعمتیں بڑی شاندار ہیں خوف خدا عزوجل و عشق مصطفیٰ ﷺ۔

ذرۃ عشق نبی از حق طلب سوز صدیق و علی از حق طلب

اسی طرح کہ سفر جہاد کا غازی سو جائے یہ بندہ ان کا پہرہ دے تاکہ کفار شب خون نہ مار سکیں یہ رات جاگ کر گزارے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مکھوۃ المصاحیح کتاب الجہاد والفصل الثانی صفحہ ۴۳۷ مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(۴۸) ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلِّغُوا عَنِّي وَ لَوْ آيَةً“۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے لوگوں کو

پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (مکھوۃ المصاحیح کتاب العلم والفصل الاول صفحہ ۳۳۷ مکتبہ رحمانیہ)

تاکہ خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی بتائے جیسا کہ ما قبل والی قسم میں قبائل حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حصول علم

کیلئے آتے اور دوسروں کو سکھاتے جیسے قبیلہ مضر۔

(۴۹) یعنی جو نفع مند صورت ہو اسے اختیار کرے اگر اپنے ایمان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اظہار دین ممکن ہے تو

دارالکفر رہے ورنہ ہجرت کر لے۔

(۵۰) ”عَنْ أَيُّوبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَجُلُ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ

أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَيَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ“۔

(صحیح بخاری جلد ۲ کتاب الادب)

حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کیلئے یہ حلال (جائز)

نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے پس یہ دونوں ملے تو یہ منہ پھیرے وہ منہ پھیرے ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

اور ویسے بھی کسی سے بلا عذر شرعی ناراض نہیں ہونا چاہیے کہ ناراض ہونے والا خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

(۵۱) کسی سے ناراضگی کے لمحات اتنے طویل مت کرو کہ وہ تمہارے بغیر جینا سکھ لے۔

(۵۲) ترجمہ کنز الایمان: اور ان سے الگ سوؤ۔

(۵۳) ”عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ“۔

مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑ دے۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ: أَي نِيَّةً وَقَصْدًا فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ حُكْمًا وَشُرْعًا. (وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِلدُّنْيَا يُصِيبُهَا... الخ) نَقَلُوا أَنَّ رَجُلًا هَاجَرَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ لَا يُرِيدُ بِذَلِكَ فَضِيلَةَ الْهِجْرَةِ وَإِنَّمَا هَاجَرَ لِيَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَسْمَى ”أُمَّ قَيْسٍ“، فَسُمِّيَ مُهَاجِرًا أُمَّ قَيْسٍ. فَإِنْ قِيلَ: النِّكَاحُ مِنْ مَطْلُوبَاتِ الشَّرْعِ فَلِمَ كَانَ مَطْلُوبَاتِ الدُّنْيَا؟ قِيلَ فِي الْجَوَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ فِي الظَّاهِرِ لَهَا، وَإِنَّمَا خَرَجَ فِي الظَّاهِرِ لِلْهِجْرَةِ، فَلَمَّا أَبْطَنَ خِلَافَ مَا أَظْهَرَ اسْتَحَقَّ الْعِتَابَ وَاللُّؤْمَ، وَقَيْسَ بِذَلِكَ مَنْ خَرَجَ فِي الصُّورَةِ الظَّاهِرَةِ لِطَلْبِ الْحَجِّ وَقَصْدِ التِّجَارَةِ، وَكَذَلِكَ الْخُرُوجُ لِطَلْبِ الْعِلْمِ إِذَا قَصَدَ بِهِ حَصُولَ رِيَّاسَةٍ أَوْ وِلَايَةٍ.

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ) يَقْتَضِي أَنَّهُ لَا ثَوَابَ لِمَنْ قَصَدَ بِالْحَجِّ التِّجَارَةَ وَالزِّيَارَةَ، وَيَنْبَغِي حَمْلُ الْحَدِيثِ عَلَى مَا إِذَا كَانَ الْمَحْرُوكُ وَالْبَاعِعُ لَهُ عَلَى الْحَجِّ إِنَّمَا هُوَ التِّجَارَةُ، فَإِنْ كَانَ الْبَاعِعُ لَهُ الْحَجُّ فَلَهُ الثَّوَابُ، وَالتِّجَارَةُ تَبَعٌ لَهُ إِلَّا أَنَّهُ نَاقِضُ الْأَجْرِ عَمَّنْ أَخْرَجَ نَفْسَهُ لِلْحَجِّ، وَإِنْ كَانَ الْبَاعِعُ لَهُ كِلَيْهِمَا فَيَحْتَمِلُ حَصُولَ الثَّوَابِ، لِأَنَّ هِجْرَتَهُ لَمْ تَتَمَحَّضْ لِلدُّنْيَا، وَيَحْتَمِلُ خِلَافَهُ، لِأَنَّهُ قَدْ خَلَطَ عَمَلَ الْآخِرَةِ بِعَمَلِ الدُّنْيَا، لَكِنَّ الْحَدِيثَ رُتِبَ فِيهِ الْحُكْمُ عَلَى الْقَصْدِ الْمُجَرَّدِ، لِأَنَّ مَنْ قَصَدَهُمَا لَمْ يَصْدُقْ عَلَيْهِ أَنَّهُ قَصَدَ الدُّنْيَا فَقَطْ، وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ”فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ“ یعنی جس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول

ﷺ کی رضا کی نیت سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت حکماً و شرعاً بھی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ”لَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا“

محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث پاک کا سبب ارشاد یہ نقل کیا ہے کہ ایک مرد نے مکہ المکرمہ زادھا اللہ شرفا و
عظیما سے مدینہ المنورہ مبارک اللہ فیہا کی طرف ہجرت کی مگر اس ہجرت سے فضیلت ہجرت کو پانا مقصود نہ تھا بلکہ اس نے اس
لیے ہجرت کی تھی تاکہ وہ ام قیس نامی عورت سے نکاح کرے (لہذا اس نے ام قیس کی طرف ہجرت کی اور اس سے نکاح کیا) پس اسی وجہ
سے اس کا نام مہاجر ام قیس رکھا گیا۔ (۵۴)

اگر اعتراض کیا جائے کہ نکاح تو مطلوبات الشرع سے ہے تو پھر اسے مطلوبات دنیا سے کیوں شمار کیا گیا؟
تو اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ وہ شخص بظاہر ہجرت کیلئے نکلا تھا مگر درحقیقت اس کی ہجرت عورت کیلئے تھی تو جو اس نے
بظاہر کیا اس کے خلاف ظاہر ہوا (کہ اس نے تو ہجرت عورت کیلئے کی تھی) تو عتاب و ملامت کا مستحق قرار پایا۔ (۵۵)
اسی مسئلہ کو حج پر قیاس کیا جائے گا کہ جو شخص بظاہر حج کیلئے جائے مگر مقصود تجارت کرنا ہو (تو اس کا سفر محض تجارت کیلئے ہوگا
حج کیلئے نہیں)۔ (۵۶) ایسے ہی کسی شخص نے بظاہر حصول علم کیلئے ہجرت کی مگر نیت حصول ریاست و ولایت ہے۔ (۵۷)
رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”فَهِجْرَتُهُ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ“۔

یہ حدیث (فرمان) اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جس کا مقصد حج کرنے سے محض تجارت و زیارت ہو تو اس کیلئے ثواب
نہیں اور مناسب یہ ہے کہ حدیث مبارکہ محرکات پر محمول ہو یعنی اگر حج پر ابھارنے والی چیز (محرکات) تجارت ہے تو یہ محض تجارت
ہے سفر حج نہیں اور اگر اس شخص کو حج کرنا ہی مقصود ہو اور تجارت سمجھا ہو جائے تو اس کے لئے ثواب ہے مگر تنہا صرف حج کا قصد کرنے
والے کے اجر سے کم اور اگر باعث دونوں (حج اور تجارت) ہوں تو حصول ثواب کا احتمال ہے کیونکہ اس کی ہجرت محض دنیا کیلئے نہیں
اس کے خلاف کا بھی احتمال ہے (یعنی ثواب کے نہ ملنے کا) کیونکہ اس نے آخرت کے عمل کو دنیاوی عمل کے ساتھ ملا دیا لیکن
بہر حال حدیث مبارکہ میں دنیاوی حکم محض قصد (یعنی نیت) پر ہی مرتب ہے بہر حال جس کی نیت دونوں ہی کی ہو تو اس پر محض دنیا کا
قصد کرنا صادق نہیں آتا۔ (۵۸) (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

شرح:

(۵۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے ام قیس نامی ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اس عورت نے کہا جب تک تم ہجرت نہ
کرو تب تک میں تم سے نکاح نہ کروں گی تو اس نے نکاح کی غرض سے (ہجرت کرنے والا ظاہر کر کے) ہجرت کی۔ اسی وجہ سے

اسے مہاجر قیس کہنا جانے لگا اور اسی واقعہ کو اس حدیث پاک کا سبب ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

(۵۵) کیونکہ اپنے آپ کو ہجرت کرنے والا ظاہر کیا کہ میں نے بھی اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کیلئے ہجرت کی مگر اس

کی غرض ھیبتہ برضا الہی عزوجل ورسول ﷺ نہ تھی بلکہ اس کا مقصد نکاح کرنا تھا۔

(۵۶) اگر حج کے تمام ارکان ادا کیے تو فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا مگر ثواب نہ ملے گا۔

(۵۷) ”عَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ

لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يُصْرِفَ بِهِ وَجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَ اللَّهُ النَّارَ“۔

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس لیے علم

حاصل کیا کہ علماء کا مقابلہ کرے گا یا جہلاء سے جھگڑے گا یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے گا تو اللہ عزوجل اسے آگ (جہنم) میں

داخل کرے گا۔ (مکتوٰۃ المصنوع کتاب العلم صفحہ ۳۵ مکتبہ رحمانیہ)

(۵۸) بہر حال اگر نیت حج کرنے کی بھی تھی تو دونوں کاموں کا کرنا درست ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا،

[البقرہ آیت ۱۹۸]

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ.

ترجمہ کنز الایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن مذکورہ آیت مقدمہ کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں، معلوم ہوا کہ حج

میں تجارت کرنا، کرایہ پر اونٹ لے جانا جائز ہے اس سے حج میں کوئی فرق نہیں پڑتا بشرطیکہ ارکان حج ادا کرنے میں کوئی کمی نہ آنے

پائے۔

اس سے اشارہ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کا اجرت پر نماز پڑھانا، اجرت پر مسجد کی خدمت کرنا نماز کو خراب نہیں کرے گا۔

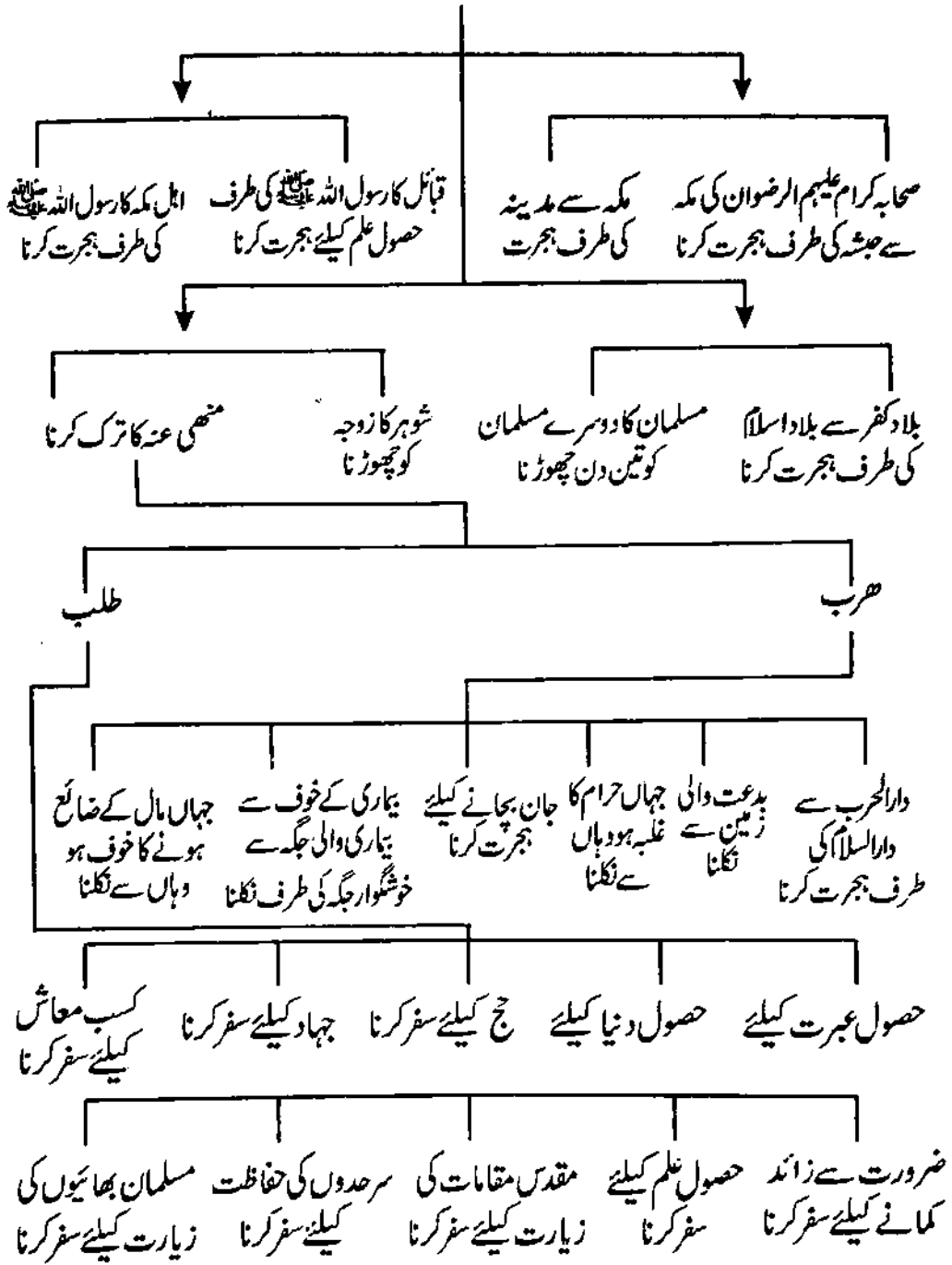
عرس بزرگان میں دکانیں لے جانا، وہاں جائز کاروبار کرنے کی بھی دلیل یہ آیت ہے۔ حج میں دکانیں، بازار، کاروبار سب ہوتے

ہیں یہ آیت ان لوگوں کے جواب میں نازل ہوئی جو حج میں تجارتی کاروبار کو برا سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ عبادت میں دنیا کو شامل نہ

کرو۔

ہجرت کی اقسام کا نقشہ

ہجرت



☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

(۱) اِنَّمَا: اِن حرف مشبہ بالفعل ہے اور مائے کافہ ہے جس نے حرف مشبہ بالفعل کو عمل سے روک دیا۔

(۲) الاعمال: عمل کام کی جمع قلت ہے۔

(۳) امرء: مَرءٌ اس کی راکا اعراب وہی ہوگا جو آخری حرف پر ہو۔ یہاں امرءة مجرور ہونے کی وجہ سے راکسور ہوگی

(۴) ہجرتہ: اس کا چھوڑنا، مرکب اضافی ہے۔

(۵) دُنْيَا: موجودہ زندگی بروزن، فعل ج دنی۔ رَوَا: فعل ماضی مثبت معروف لفیف مقرون ارباب فَعَلَ يَقْعِلُ اصل

میں رَوَا تَحَالَفَ وَالے قاعدے کے تحت یا کوالف سے بدلا اور پہلا الف اجتماع ساکنین سے حذف ہوا۔

إِمَامَا الْمُحَدِّثِينَ: محدثین کے دو امام یہ مرکب اضافی اصل میں إِمَامَانِ الْمُحَدِّثِينَ تھانوں تشنیہ اضافت کی وجہ سے

حذف ہو گیا۔

دَلُّ: فعل ماضی مثبت معروف، اس نے دلالت کی۔ لَتَضْحِكُ الْأَعْمَالُ: مرکب اضافی ہے لام حرف جارح

مضاف الاعمال مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مرکب اضافی ہو کر لام حرف جارح کیلئے مجرور، اعمال کی درستی کیلئے۔

أَحْوَالٌ: حالتیں، مدتیں جمع قلت، تَأْذِيَةٌ مصدر ادا کرنا۔

يَوْمِي: فعل مضارع مثبت معروف وہ دیکھتا ہے۔ "مُقَصِّرًا" کوتاہی کرنے والا۔

أَحْوَارٌ: آزاد خورکی جمع قلت، قَبِلَ قبول کیا گیا فعل ماضی مجہول۔ تَوَدَّمْتُ: فعل ماضی مثبت معروف سوچ گئے۔

قَدَّمَاهُ: مرکب اضافی نون تشنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ آپ ﷺ کے قدمین شریفین۔

"أ" ہمزہ استفہام۔ تَتَكَلَّفُ آپ ﷺ تکلیف کرتے ہیں۔

أَفَّةُ الْعُجْبِ: خود پسندی کی آفت، مرکب اضافی۔ مَرْدُوْدَةٌ: رد کیا ہوا، اسم مفعول۔ الشَّرَكَاءُ حصہ دار، سائھی

شریک کی جمع۔ يُورِيْدُ: وہ ارادہ کرتا ہے، فعل مضارع مثبت معروف۔ بَعْضُ السَّلَفِ: بعض بزرگ، مرکب اضافی۔

رُدِّدَ رد کیا گیا وہ فعل ماضی مجہول ہیئۃ صورت۔ أَصْلٌ بنیاد، قاعدہ جڑ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے مگر یہاں پر أَصْلُ

الصلوة نفس نماز کے معنی میں ہے۔

عِزٌّ: طاقت، غلبہ، عزت۔ عِزُّ الدِّينِ: مرکب اضافی دین کی عزت، طاقت۔ أَرْجُوْ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع

مثبت معروف، میں امید کرتا ہوں۔ التَّشْرِيْكُ: حصہ دار، رِبَاءٌ دکھاوا۔ يُعَاْفِيْكَ: فعل مضارع مثبت معروف وہ بچتا ہے ک

ضمیر منصوب منفصل مفعول واقع ہو رہی ہے۔ مُخَافَةٌ اسم مصدر، خوف کرنا۔ أَنْ يُرَآهَا: فعل مضارع مثبت معروف ہاضمیر

منصوب منفصل۔ مُرَاءٍ: اسم فاعل باب مفاعلة سے ج مُرَاءٌ وَن ریا کار اصل میں مُرَاءٍ تھی تھا یا پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے ضمہ

کو حذف کر دیا تو اجتماع ساکنین سے حرف علت گر گیا۔

الْخَلْوَةُ: تنہائی۔ التَّسْوِيْعُ: سناٹا۔ راء ی: اس نے خلاف حقیقت دکھایا۔ تَنَشِيْطًا: ترغیب دلانا۔ فَلَا

بَأْسٌ: کوئی حرج نہیں۔ بِحْصَالٍ خَصْلَةٌ کی جمع ہے عادتیں۔

خُضُوعٌ: عاجزی۔ خُشُوعٌ عاجزی کا اظہار کرنا مُصَلِّ نماز پڑھنے والا۔ سَمَاهُ: اسم فاعل اصل میں سَاهِي بھولنے والا
ج سَاهُونَ۔ جَافٍ: اسم فاعل اصل میں جَاهِي تھاج جُفَاةٌ غیر مہذب۔ وَافٍ: اسم فاعل وعدہ پورا کرنے والا، کامل اجزا کے
ساتھ کام کے کرنے والا ج، والفون۔ قُرْبَةٌ: نیکی رَغُونَةٌ بے وقوفانہ کام، دکھاوا۔ قَنَاطِرٌ: قَنْطَرَةٌ کی جمع منتہی الجمع پل،
أَرْبَطَةٌ: مسافر خانہ۔ لَا يَجِلُّ: فعل مضارع منفی معروف وہ حلال نہیں ہوتا یا ہوگا۔ التَّخَلَّى: ملنا، کسی کے ساتھ آراستہ ہونا۔

الْأَعْمَالُ: عَمَلٌ کی جمع قلت ہے الْعَوَارِي، عَارِبَةٌ وَعِبَارَةٌ کی جمع ہے اسکی جمع الْعَوَارِي کے علاوہ عَوَارٍ بھی آتی
ہے عارضی استعمال کیلئے لی یاد لی ہوئی چیز۔ اِنْصَالٌ: باب مفاعله کا مصدر ہے پہچانا۔ فَلَمَّا تَتَوَقَّفُ: فعل مضارع منفی معروف
از باب تفعیل واحد مونث غائب، وہ موقوف نہیں ہوتی یا ہوگی۔ التَّقَرُّبُ: باب تفعیل کا مصدر نیکی کرنا۔ اِمْتِثَالَ أَمْرِ اللَّهِ تَعَا
لِي: مرکب اضافی ہے۔ اللہ (عزوجل) کا حکم مانتے ہوئے۔ اُنْيَبُ: فعل ماضی مثبت مجہول۔ وہ ثواب دیا جائے گا۔ اِغْلَاقٍ:
باب افعال کا مصدر بند کرنا، اِطْفَاءٌ: باب افعال کا مصدر۔ فَالْمُمَيَّرُ: باب تفعیل سے اسم فاعل ممتاز کرنے والا۔ حَمِيَّةٌ:
غیرت، غصہ، عزت کو پہچانے کیلئے لڑنا۔

عُلْيَا: ج اَعَالٍ وَعُلَى اسم تفصیل مونث زیادہ بلند۔ مِثَالُ الثَّانِي: یعنی عبادت کی عبادت سے ممتاز کرنے کی
دوسری مثال۔

الْسَّنَنُ: سنت کی جمع ہے ”سنتیں“ الْأَضِيحَةُ ج أَضَاحِي قُرْبَانِي۔ دَفَعُ الدَّيْنِ: قرض کا دینا مرکب اضافی۔
تَتَأَخَّرُ: فعل مضارع مثبت معروف، ہٹنا، پیچھے ہوجانا۔ مُهَاجِرَةٌ: ہجرت کرنا، اَلْمَجَافَاتُ: چھوڑنا۔ اُمُورٌ: امر کی جمع ہے
کام، معاملہ، چیز۔

اَذَى: فعل ماضی مثبت معروف از باب افعال اصل میں اذی تھا۔ اَنْ يُهَاجِرَ: فعل مضارع مثبت معروف جس
کے شروع میں اَنْ ناصبہ ہے، ہجرت کرنا۔ قَسَمَ: فعل ماضی مثبت معروف از باب تفعیل اس نے تقسیم کیا۔ يُسَبُّ: فعل مضارع
مثبت مجہول از باب فعل مفعول، اس کو گالی دی جاتی ہے۔

أَرْخَصَ: فعل ماضی مثبت معروف از باب افعال اس نے رخصت دی۔ أَوَّلٌ: اسم تفصیل سب سے پہلا۔
مُخْبِرًا: اسم فاعل از باب افعال خبر دینے والا جو یہاں حال واقع ہو رہا ہے یعنی خبر دیتے ہوئے۔ وَخَمَّةٌ: مضر صحت
گھاس والی زمین۔ اِسْتَوْخَمُوا: فعل مضارع مثبت معروف از باب استفعال انہوں نے مضر صحت چاہا۔ طَافَ: فعل ماضی

مثبت معروف چکر لگایا اس نے۔

الْقُوْثُ: خوراک جس سے زندہ رہا جائے۔ ج اَقْوَاتُ۔ اَلْبَقَاعُ: بقعہ کی جمع، زمین کا کٹڑا۔ الشُّغُورُ: سرحدیں تَغْرُورُ کی جمع۔ مَدْرَجَةٌ: بڑا راستہ۔ قُوْدِيٌّ: فعل مضارع مثبت معروف از باب تفعیل۔ اَحَبُّ: فعل ماضی مثبت معروف از باب افعال۔ قَبَائِلٌ: قبیلے، قَبِيْلَةٌ کی جمع ہے۔ اَلشُّرَائِعُ: خدائی قانون، شریعہ کی جمع۔

اَلْاَبْيَاتُ: بیٹ کی جمع اشعار۔ سَيِّدِيٌّ: مرکب اضافی، میرے آقا۔ مُظْلِمٌ: ظلم کرنے والا۔ يُرْوِيٌّ: وہ روایت کرتا ہے۔ نَبِيْنَا: ہمارے نبی ﷺ۔ اَلْمَبْعُوْثُ: بھیجے گئے۔

اَبْطَنَ: فعل ماضی مثبت معروف از باب افعال پوشیدہ کیا اس ایک مرد نے۔ اَلْعَتَابُ: ملامت، الزام ج مَعَاتِبُ۔ اَللُّوْمُ: اسم ہے، خوف، ملامت۔

قَيْسٌ: فعل ماضی مثبت مجہول از باب فَعَلَ يَفْعَلُ، فَعَلَ يَفْعَلُ۔ اَلْبَاعِثُ: ابھارنے والا، اسم فاعل۔ لَمْ تَتَمَّحْضْ: فعل مضارع نفی مجہول از باب تفعیل۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّانِي.....﴾

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَيْضاً قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يَرَى عَلَيْهِ آثَرَ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَيْهِ عَلَى فُجَيْئِهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتُحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّيْءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثَ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ)، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قوله عليه السلام: (أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ)، الْإِيمَانُ فِي اللُّغَةِ: هُوَ مُطْلَقُ التَّصَدِيقِ، وَفِي الشَّرْعِ: عِبَارَةٌ عَنْ تَصَدِيقِ خَاصٍ، وَهُوَ التَّصَدِيقُ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ. وَأَمَّا الْإِسْلَامُ فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ فِعْلِ الْوَأَجِبَاتِ، وَهُوَ الْإِنْقِيَادُ إِلَى عَمَلِ الظَّاهِرِ. قَدْ غَايَرَ اللَّهُ تَعَالَى بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ كَمَا فِي الْحَدِيثِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ ءَ أَمَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ [الحجرات: ١٣].- وَذَلِكَ أَنَّ الْمُنَافِقِينَ كَانُوا يُصَلُّونَ وَيَصُومُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ، وَبِقُلُوبِهِمْ يُنْكِرُونَ، فَلَمَّا ادَّعَوْا الْإِيمَانَ كَذَّبَتْهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي دَعْوَاهُمْ الْإِيمَانَ لِانْكَارِهِمْ بِالْقُلُوبِ، وَصَدَقَتْهُمْ فِي دَعْوَى الْإِسْلَامِ لِتَعَاظِيهِمْ إِيَّاهُ. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ، إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ كَذِبُونَ﴾.

[المنافقون: ١]

أَي: فِي دَعْوَاهُمْ الشَّهَادَةَ بِالرِّسَالَةِ مَعَ مَخَالَفَةِ قُلُوبِهِمْ، لِأَنَّ أَسْنَدَهُمْ لَمْ تُوَاطَى قُلُوبَهُمْ، وَشَرَطَ الشَّهَادَةَ بِالرِّسَالَةِ: أَنْ يُوَاطَى اللِّسَانَ الْقَلْبَ فَلَمَّا كَذَّبُوا فِي دَعْوَاهُمْ بَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى كِذِبَهُمْ، وَلَمَّا كَانَ

الْإِيمَانُ شَرْطًا فِي صِحَّةِ الْإِسْلَامِ اسْتَشْنَى اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ [الذاريات: ٢٥، ٢٦] فَهَذَا اسْتِثْنَاءٌ مُتَّصِلٌ لِمَا بَيْنَ الشَّرْطِ وَالْمَشْرُوطِ مِنَ الْإِتِّصَالِ وَلِهَذَا سَمَى اللَّهُ تَعَالَى الصَّلَاةَ إِيْمَانًا. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيْمَانَكُمْ﴾ [البقرة ١٣٣]۔ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيْمَانُ﴾ [الشورى: ٥٢] أَى الصَّلَاةَ.

ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک ایسے صاحب ہمارے سامنے ظاہر ہوئے جن کے کپڑے بہت سفید، بال زیادہ کالے تھے۔ ان پر سفر کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے اور نہ ہی ہم میں سے کوئی انہیں جانتا تھا یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کی طرف بیٹھ گئے پس اس نے اپنے دونوں گھٹنے رسول اللہ ﷺ کے مقدس گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے زانو پر رکھی اور عرض کیا اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، کعبہ کا حج کرو اگر اس کی استطاعت (طاقت) ہو۔

عرض کیا آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ ہمیں تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتے ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں۔

عرض کیا مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایمان یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخری دن اور اچھی بری تقدیر کو مانو (تسلیم کرو) عرض کیا آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا مجھے احسان کے بارے میں بتائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کی عبادت اس طرح کرو کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، عرض کیا کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے بارے میں سوال کیا ہو اسائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

عرض کیا مجھے اس کی نشانیوں کے بارے میں بتائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوٹھی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں، ننگے بدن والے فقیروں، بکریوں کے چرواہوں کو محلوں میں فخر کرتے دیکھو گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر سائل چلا گیا، میں کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم جانتے ہو یہ سائل کون تھے؟ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل اور رسول ﷺ جانیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان (أَخْبَرُنِي عَنِ الْإِسْلَامِ) ایمان کے لغوی معنی مطلق تصدیق کے ہیں اور شرعی معنی تصدیق خاص کے ہیں یعنی اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں (علیہم السلام)، قیامت اور اچھی بُری تقدیر کو سچے دل سے تسلیم کرنا ایمان کہلاتا ہے۔

اور اسلام کا لغوی معنی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہے یعنی ظاہر اعمال کی ادائیگی کو اسلام کہتے ہیں اور اللہ عزوجل نے ایمان و اسلام کے درمیان فرق کیا ہے جیسا کہ اسی حدیث مبارکہ میں ہے۔ (۲)

اللہ عزوجل نے فرمایا: "قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَ لَكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا"۔ [المحجرات: ۱۳] (۳)

کیونکہ منافقین نماز پڑھتے، روزہ رکھتے اور صدقہ کرتے تھے مگر اپنے دلوں سے انکار کرتے تھے لہذا جب منافقوں نے ایمان کا دعویٰ کیا تو اللہ عزوجل نے انہیں اپنے دلوں سے انکار کرنے کے سبب ان کے دعویٰ ایمان میں تکذیب کی اور دعویٰ اسلام میں تصدیق کی کیونکہ وہ ظاہری اعمال میں پیروی (اطاعت) کرتے تھے۔

اور اللہ عزوجل نے فرمایا: "إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ"۔

[المنافقون: ۱] (۴)

(یعنی) منافقین اپنے دلوں سے انکار کرنے کے سبب رسالت کی گواہی کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں کیونکہ ان کی زبانیں ان کے دلوں کے موافق نہ تھیں جبکہ رسالت کی گواہی دینے کیلئے زبان کا دل کے موافق ہونا ضروری ہے لہذا جب منافقین اپنے دعویٰ میں جھوٹے (ثابت) ہوئے تو اللہ عزوجل نے ان کے جھوٹ کو بیاں فرمایا اور جب اسلام کیلئے ایمان شرط ہے تو اللہ عزوجل نے مومنین سے مسلمانوں کو مستثنیٰ فرمایا۔

اللہ عزوجل نے فرمایا: "فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ"۔

[الذاریات: ۲۳-۲۵] (۵)

اس (آیت مقدسہ) میں استثناء متصل ہے کیونکہ شرط اور مشروط کے درمیان اتصال پایا جاتا ہے اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے نماز کو ایمان فرمایا۔

"وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ"۔ [البقرہ: ۱۴۳] (۶)

اور اللہ عزوجل نے فرمایا: "مَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَالْإِيمَانُ"۔ [الشوریٰ: ۵۲] (۷) یعنی نماز۔

☆.....☆.....☆.....☆

خلاصہ حدیث

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں اسلام کے اصول و قواعد کا بیان ہے نیز یہ حدیث مبارکہ مدنی مذاکرہ، مدنی مکالمہ (جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی چینل یا دیگر اسلامک چینلز پر ہوتا ہے) انٹرویو وغیرہ کی دلیل ہے کہ اس میں بھی مختلف مسائل کے متعلق رہنمائی کی جاتی ہے۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔ (دیکھئے الحدیث الاوّل)

فائدہ: اس حدیث جبرئیل علیہ السلام سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتیں۔

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام کا قریب ہونے کیلئے بار بار اذن طلب کرنے سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے بہت ہی

قریب بلا ان کی اجازت کے نہیں ہونا چاہیے خصوصاً جب مجلس بھری ہوئی ہو۔

(۲) گردنیں پھلانگنے کے بغیر رسول اللہ ﷺ تک جانا ممکن نہ تھا اور اس لیے بھی تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سمجھیں

کہ واقعی یہ بدوی ہے۔ (نہج القاری شرح صحیح بخاری ج اول کتاب الایمان الفصل الاول ص ۳۷۱ تا شرفریذ بل شال)

(۳) گھٹنے سے گھٹنے ملا کر، زانوئے اقدس پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے اس سے معلوم ہوا کہ اس میں سائل کی حاجت شدید

پائی جاتی ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، "لَإِنَّ الْجُلُوسَ عَلَى هَذِهِ الْهَيْئَةِ يَدُلُّ عَلَى شِدَّةِ حَاجَةِ السَّائِلِ

وَإِذَا عَرَفَ الْمَسْتَوِلُ حَاجَتَهُ وَحِرْصَةَ اِعْتِنَى وَبَادَرَ إِلَيْهِ"۔ (مرقاۃ المفاتیح ج اول کتاب الایمان الفصل الاول ص ۱۱۱)

نیز اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد اور استاد کے درمیان جتنی موانست، محبت ہوگی قرب ہوگا اتنا ہی زیادہ فیض ملے گا۔

(۴) "وَفِيهِ اسْتِحْبَابُ الْبِيَاضِ وَالنَّظَافَةِ فِي الْثِيَابِ وَإِنْ زَمَانَ طَلَبِ الْعِلْمِ أَوْ إِنْ الشَّبَابَ لِقُوْبِهِ

عَلَى تَحْمَلِ اَعْبَابِهِ وَقُدْرَتِهِ عَلَى تَحْمَلِ اَدَائِهِ"۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل الاول ص ۱۱۰)

لہذا طالب علم کو چاہئے کہ جب استاد کے پاس حاضر ہو تو اس کا ذہن پندار کے داغ سے ملوث نہ ہو اور اپنے علم کے پیالے کو

غرور و تکبر سے نااہل گزرنہ کرے اور علم حاصل کرنے کا بہترین زمانہ جوانی ہے۔

(۵) سفید رنگ رنگوں میں افضل رنگ ہے۔

"قَدِمَ الْبِيَاضُ عَلَى السَّوَادِ لِأَنَّهُ خَيْرُ الْأَلْوَانِ وَمُحِيطٌ بِالْأَبْدَانِ"۔

نیز حضرت جبرئیل علیہ السلام کا صاف سقرے لباس میں آنے سے معلوم ہوا کہ شاگرد کو استاد کے پاس اچھی سے اچھی

حالت میں حاضر ہونا چاہیے جس سے اس کی طرف میلان قلب ہو بکھرے گندے بال و لباس میں نہ آئے۔

(۲) یعنی متن حدیث میں ہے جو حضور ﷺ لائے اسے سچے دل سے تسلیم کرنا ایمان ہے اور جو احکام (نماز اور زکوٰۃ کا ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا، کی شہادتین کا بجالانا) وغیرہ لائے ان پر ظاہر اعمل کرنا اسلام ہے۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے۔

(۴) ترجمہ کنز الایمان: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے

شک یقیناً اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لیے تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا۔

(۶) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے۔

(۷) ترجمہ کنز الایمان: اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام (شرع) کی تفصیل۔

”ایمان اور اسلام مترادف ہیں یا نہیں“

ایمان و اسلام ایک ہی چیز ہیں یا الگ الگ ہیں اس میں علماء کرام رحمہم اللہ کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک دونوں الگ

الگ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

”ایمان اور اسلام دونوں الگ الگ ہیں“

جن علماء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک الگ الگ ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

(۱) ”قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا“

ترجمہ کنز الایمان: گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے۔ [الحجرات ۱۴]

شان نزول: یہ آیت مقدسہ بنی اسد کی اس جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو قحط کے زمانہ میں مدینہ المنورہ میں آئے اور

صرف زبان سے مسلمان ہو گئے دل میں کافر رہے ان کے آنے سے مدینہ المنورہ میں اور گرانی ہو گئی، چیزوں کے بھاؤ بڑھ گئے

کیونکہ یہ بہت تھے اور جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(نور العرقان)

مذکورہ بالا آیت مقدسہ میں اللہ عزوجل نے ایمان کی نفی اور اسلام کا اثبات فرمایا یعنی ایمان کا تعلق دل سے ہے اور منافقین

نے ایمان لانے کا دعویٰ کیا جسے اللہ عزوجل نے قبول نہ فرمایا یوں ایمان کی ان سے نفی ہوئی اور اسلام کا تعلق ظاہر اعمال سے ہے اسے

منافقین کیلئے ثابت رکھا کیونکہ منافقین اگرچہ دل سے ایمان نہ لائے مگر بظاہر عبادت کرتے تھے لہذا معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام

مترادف نہیں یعنی الگ الگ دو چیزیں ہیں۔

(۲) اللہ عزوجل نے فرمایا

”إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ“ [الاحزاب ۳۵]

ترجمہ کنز الایمان: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں۔

مذکورہ بالا آیت مقدسہ میں تمام اسماء یعنی مسلمین، مسلمات، مومنین، مومنات کے درمیان حرف عطف واو لایا گیا جو کہ

مغایرت کا تقاضہ کرتا ہے یعنی معطوف علیہ اور معطوف الگ الگ ہیں، معلوم ہوا اسلام اور ایمان میں فرق ہے۔

”ایمان اور اسلام دونوں مترادف ہیں“

جن علماء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک ایمان اور اسلام مترادف (ایک ہی چیز) ہیں ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل

نے فرمایا،

”فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ“

[الذاریات ۳۵، ۳۶]

مذکورہ بالا آیت مقدسہ میں فَاخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ شرط ہے اور فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ

الْمُسْلِمِينَ مشروط ہے۔

اور قاعدہ ہے کہ شرط و مشروط کے درمیان اتصال (یعنی اتصال کا ہونا لازم) ہوتا ہے اور غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ کو جو

ماقبل سے مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ مستثنیٰ متصل ہے اور مستثنیٰ متصل اسے کہتے ہیں جو ماقبل کی جنس سے ہو لہذا یہاں پر بھی مستثنیٰ، مستثنیٰ

منہ کی جنس ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ اسلام، ایمان کی جنس سے ہے جس سے پتہ چلا کہ اسلام اور ایمان مترادف یعنی دونوں ایک ہی ہیں۔

یہاں حضرت لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو مومن بھی فرمایا اور مسلمان بھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مومن اور مسلمان مترادف

ہیں تو ثابت ہوا کہ ایمان اور اسلام بھی مترادف ہیں۔

”نزع لفظی ہے (تطبیق)“

”وَالْحَقُّ أَنَّ الْخِلَافَ لَفِظِيٌّ لِأَنَّ مَبْنَى الْأَوَّلِ عَلَى الْحُكْمِ الدُّنْيَوِيِّ وَ مَدَارُ الثَّانِي عَلَى الْأَمْرِ الْأُخْرَوِيِّ

أَوِ الْأَوَّلِ بِنَاءُهُ عَلَى اللَّغَةِ وَالثَّانِي مَدَارُهُ عَلَى الشَّرِيعَةِ وَقِيلَ إِنَّهُمَا مُخْتَلِفَانِ بِإِعْتِبَارِ الْمَفْهُومِ مُتَّحِدَانِ لِي

الْمُصَدِّاقِ وَاللَّهِ أَعْلَمُ“۔

حق بات یہ ہے کہ یہ اختلاف (ایمان اور اسلام مترادف ہیں یا نہیں) لفظی ہے کیونکہ اول (اسلام) کی بنیاد نبوی حکم پر ہے اور ثانی (ایمان) کی بنیاد آخری معاملے پر ہے۔

یا پھر اول (اسلام) کی بنیاد لغت پر ہے (یعنی اسلام سے لغوی معنی مراد ہے) اور ثانی (ایمان) کی بنیاد شریعت مطہرہ پر ہے (یعنی ایمان سے شرعی معنی مراد ہے) یا پھر دونوں مفہوم کے اعتبار سے مختلف ہیں اور مصداق کے اعتبار سے متحد ہیں۔
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱ صفحہ ۱۱۸ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اور اس بات کو علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

”إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ

[المنافقون ۱]

الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ“۔

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تصدیق رسالت (ایمان) کے اسلام شرعی کبھی بھی معتبر نہیں ہو سکتا۔

یعنی اسلام اور ایمان آپس میں ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

[البقرہ ۱۴۳]

”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيمَانَكُمْ“۔

تبدیلی قبلہ کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! جو صحابہ کرام علیہم الرضوان تبدیلی قبلہ سے پہلے وفات پا گئے ان کی نمازیں نیز ہماری کھلی نمازوں کا کیا حال ہے جو بیت المقدس کی طرف پڑھی گئیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ ان کی نمازوں کا ثواب ملے گا۔

لہذا (نماز ظاہری عمل کے اعتبار سے اسلام ہوئی کہ اسلام اطاعت و فرمانبرداری کو کہتے ہیں اور نماز بھی اطاعت و

فرمانبرداری ہے) مذکورہ حدیث جبرئیل علیہ السلام میں نماز کو اسلام کہا گیا اور مذکورہ آیت مقدسہ میں نماز کو ایمان کہا گیا۔

مزید اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

”مَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَالْإِيمَانُ“۔

[الشوری ۵۲]

اس آیت مقدسہ میں ایمان سے مراد اسلام یعنی روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ وغیرہ ہے اور ان تمام چیزوں کو اس حدیث پاک

میں اسلام کہا گیا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ زہدہ القاری میں نقل کرتے ہیں
اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”مَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ“۔
اور ارشاد فرماتا ہے: ”رَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا“۔

ان آیات میں صرف اسلام کو دین بتایا۔ کیا ایمان دین سے خارج ہے؟
اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور ضرور صرف نفی میں ہے۔ تو ثابت ہوا کہ ایمان اور اسلام دو متضاد چیزیں نہیں۔ مسلمانوں
کے عرف میں بولتے ہیں فلاں ایمان لایا یا بولتے ہیں فلاں اسلام لایا، دونوں کے معنی بلا کسی دغدغہ کے ایک ہیں۔
(زہدہ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱ کتاب الایمان ص ۳۷۳، ۳۷۴)

ربی سورة الحجرات والی آیت مقدسہ تو وہاں پر اسلام کے لغوی معنی مراد ہیں۔ اسی طرح سورة الاحزاب والی آیت مقدسہ
میں بھی اسلام اور ایمان میں مفہوم کے اعتبار سے تغایر ہے مصداق کے اعتبار سے اتحاد موجود ہے لہذا معطوف علیہ اور معطوف میں
تغایر مفہوم کے اعتبار سے پایا جا رہا ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام مترادف ہیں۔

”وَ الْإِيمَانُ هُوَ الْإِقْرَارُ وَ التَّصَدِيقُ وَ الْإِيمَانُ أَهْلِ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ لَا يُرِيدُ وَ لَا يَنْقُصُ وَ الْمُؤْمِنُونَ
مُسْتَوُونَ فِي الْإِيمَانِ وَ التَّوْحِيدِ مُتَفَاوِضُونَ فِي الْأَعْمَالِ وَ الْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ وَ الْإِنْقِيَادُ لِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَفِي
طَرِيقِ اللَّفْظِ فَرْقٌ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَ الْإِسْلَامِ وَ لَكِنْ لَا يَكُونُ إِيْمَانٌ بِلَا إِسْلَامٍ وَ الْإِسْلَامُ بِلَا إِيْمَانٍ فَهُمَا كَالظَّهْرِ مَعَ
الْبَطْنِ“۔
(شرح ملا علی قاری علی الفقہ الاکبر مکتبہ حقانیہ ص ۹۰ تا ۸۰)

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَتُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ خَيْرُهُ وَ شَرُّهُ) بِفَتْحِ الدَّالِ وَ سَكُونِهَا لُغْتَانِ، وَ مَذْهَبُ أَهْلِ
الْحَقِّ: إِبْتِاثُ الْقَدْرِ، وَ مَعْنَاهُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى قَدَرَ الْأَشْيَاءَ فِي الْقَدَمِ، وَ عَلِمَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى أَنَّهَا سَتَقَعُ
فِي أَوْقَاتٍ مَعْلُومَةٍ عِنْدَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى، وَ فِي أَمَكْنَةٍ مَعْلُومَةٍ وَ هِيَ تَقَعُ عَلَى حَسَبِ مَا قَدَرَهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ
وَ تَعَالَى. وَ اعْلَمْ أَنَّ التَّقَادِيرَ أَرْبَعَةٌ:

الْأُولَى: التَّقْدِيرُ فِي الْعِلْمِ، وَ لِهَذَا قِيلَ: الْعِنَايَةُ قَبْلَ الْوِلَايَةِ، وَ السَّعَادَةُ قَبْلَ الْوِلَادَةِ، وَ اللُّوَاحِشُ مَبْنِيَّةٌ
عَلَى السُّوَابِقِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يُؤْتِكُ عَنْهُ مَنْ أَفَكَ﴾ [الذاريات: ۹]۔ أَيْ: يُصَرِّفُ عَنْ سَمَاعِ الْقُرْآنِ وَ عَنِ
الْإِيْمَانِ بِهِ فِي الدُّنْيَا مَنْ صَرَّفَ عَنْهُ فِي الْقَدَمِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا يَهْلِكُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا

هَالِكًا) اَيُّ مَنْ كُتِبَ فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ هَالِكٌ.

الثاني: التَّقْدِيرُ فِي اللُّوْحِ الْمَحْفُوظِ، وَهَذَا التَّقْدِيرُ يُمَكِّنُ أَنْ يَتَغَيَّرَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ [الرعد: ٣٩] - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: (اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي شَقِيًّا فَاْمَحْنِي وَاکْتُبْنِي سَعِيدًا).

الثالث: التَّقْدِيرُ فِي الرَّحِمِ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمَلَكَ يُؤَمِّرُ بِكُتْبِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ. الرابع: التَّقْدِيرُ وَهُوَ سُوقُ الْمَقَادِيرِ إِلَى الْمَوَاقِيتِ، وَاللَّهُ تَعَالَى خَلَقَ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ وَقَدَّرَ مَجِيئَهُ إِلَى الْعَبْدِ فِي أَوْقَاتٍ مَعْلُومَةٍ. وَالذَّلِيلُ عَلَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ. = إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى = بِقَدْرِ﴾ [القدر: ٣٨، ٣٩] - نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي "الْقَدْرِ" يُقَالُ لَهُمْ ذَلِكَ فِي جَهَنَّمَ، وَقَالَ تَعَالَى ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ [الفلق: ٢١] - وَهَذَا الْقِسْمُ إِذَا حَصَلَ اللَّطْفُ بِالْعَبْدِ صُرِفَ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ.

وفى الحديث: (إِنَّ الصَّدَقَةَ وَصِلَةَ الرَّحِمِ تَدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوءِ وَتُقَلِّبُهُ سَعَادَةً). وفى الحديث: (إِنَّ الدُّعَاءَ وَالْبَلَاءَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ يَقْتَتِلَانِ، وَيَدْفَعُ الدُّعَاءُ الْبَلَاءَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ).

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، "وَتُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ شَرِّهِ"۔

قدر میں دو لغتیں ہیں، دال کے فتح کے ساتھ اور سکون کے ساتھ۔ تقدیر کے بارے میں اہل حق کا مذہب (۸) یہ ہے کہ تقدیر ثابت ہے۔ اللہ عزوجل نے ازل ہی سے اشیاء کو مقدر کیا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ازل ہی سے جان لیا کہ یہ اشیاء معلوم جگہوں اور معلوم اوقات میں واقع ہوں گی اور تمام اشیاء ان ہی صفات و کمالات کے ساتھ واقع ہوتی ہیں جن صفات و کمالات پر اللہ عزوجل نے ازل میں جانا۔

اور تو جان لے بے شک تقدیر کی چار قسمیں ہیں (۹)

اول: تقدیر فی العلم (۱۰): یعنی جس چیز کو اللہ عزوجل نے علم ازل سے جانا وہ چیز بھیجہ ویسے ہی واقع ہوتی ہے (اس میں کمی پیشی ممکن نہیں) اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ عنایت ولایت سے قبل (پہلے) ہے اور سعادت ولادت سے قبل (پہلے) اور لواحق

سوابق پر مبنی ہے۔

اسی تقدیر کے بارے میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”يُؤْفِكُ عَنْهُ مَنْ أَلِكُ“۔ [الذاریات: ۹] (۱۱)
یعنی قرآن پاک کو سننے اور اس پر ایمان لانے سے پھیر دیا جاتا ہے جیسے ازل میں اس سے پھیر دیا گیا ہو اور (اسی تقدیر کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل ہلاک نہیں کرتا مگر جو ہلاک ہونے والا ہو۔

یعنی جس کے متعلق علم الہی عزوجل میں لکھا جا چکا ہو کہ یہ ہلاک ہونے والا ہے وہی ہلاک ہوتا ہے۔

ثانی: ”تقدیر فی اللوح المحفوظ“ (۱۲) یعنی جو کچھ لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے اس کا تبدیل ہونا ممکن ہے۔

(اسی کے بارے میں) اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّثُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ“۔

[الرعد ۳۹] (۱۳)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے

اے اللہ عزوجل اگر تو نے مجھے شقی لکھا ہے تو تو اسے مٹا دے اور سعادت مند لکھ دے۔

ثالث: ”تقدیر فی الرحم“۔ (۱۴)

اللہ عزوجل رحم کے اندر جب نطفے میں روح پھونکنے کا فرشتے کو حکم دیتا ہے تو فرشتے کو اللہ عزوجل اس کے رزق، موت،

عمل، بد بخت یا سعادت مند لکھنے کا بھی حکم دیتا ہے۔

رابع: مقادیر کو ان کے اوقات معلومہ کی طرف چلانا۔ (۱۵)

اللہ عزوجل نے خیر و شر یہاں تک کہ ان کے بندوں پر اوقات معلومہ میں واقع ہونے کو بھی مقرر فرما دیا اور اس پر دلیل یہ

ہے کہ اللہ عزوجل نے ہی خیر و شر کو پیدا فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

[القرعہ ۲۷-۲۹] (۱۶)

”إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُورٍ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى بِقَدْرِ“۔

یہ آیت مبارکہ قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ ان سے جہنم میں کہا جائے گا۔

[العلق ۱-۲] (۱۷)

(مزید) اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

تقدیر کی یہ وہ قسم ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندے پر مہربان ہو تو اس کی طرف پہنچنے سے پہلے پھیر دیتا ہے۔

اور حدیث مبارکہ میں ہے: ”بے شک صدقہ اور صلہ رحمی بری موت کو اچھی موت سے بدل دیتی ہے“۔

دوسری حدیث مبارکہ میں ہے، ”بے شک دعا اور بلا آسمان کے درمیان لڑتی رہتی ہیں یہاں تک کہ دعا بلا (مصیبت) کو نازل ہونے (اترنے) سے پہلے دور کر دیتی ہے۔“

شرح:

(۸) یہاں سے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ تقدیر کے بارے میں اہل حق کا مذہب بیان کر رہے ہیں۔

(۹) عمومی طور پر تقدیر کی تین قسمیں

(۳) معلق شبیہ بہ مبرم

(۲) معلق محض

(۱) مبرم حقیقی

بیان کی جاتی ہیں۔ مگر علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تقدیر کی چار قسمیں بیان کیں جو درحقیقت تین ہی ہیں۔ پہلی قسم تقدیر فی العلم سے مراد مبرم حقیقی ہے اور بقیہ اللہ عزوجل کے اعتبار سے مبرم حقیقی اور بندوں کے علم یا ملائکہ کے علم کے اعتبار سے کبھی مبرم کبھی معلق محض اور کبھی شبیہ بہ مبرم ہوگئی۔

یعنی جو کچھ بھی ہوگا (وہ معلق محض سے ہو یا شبیہ بہ مبرم سے ہو) وہ اللہ عزوجل کے علم میں لازمی طور پر ہوتا ہے اس اعتبار سے مبرم مگر اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے دوسروں (بندوں، ملائکہ) کو بھی علم دیا اس اعتبار سے معلق محض، شبیہ بہ مبرم ہوگئی۔

(۱۰) تقدیر فی العلم کی تعریف:

جو کچھ ہوتا تھا سے اللہ عزوجل نے اپنے علم ازلی سے جانا اور لکھ دیا، تقدیر فی العلم کہلاتا ہے۔

(۱۱) ترجمہ کنز الایمان: اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت میں اوندھا کیا جاتا ہو۔

(۱۲) تقدیر فی اللوح المحفوظ کی تعریف:

جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کے متعلق لوح محفوظ میں لکھ (ظاہر کر) دیا، اسے تقدیر فی اللوح المحفوظ کہتے ہیں۔

(۱۳) ترجمہ کنز الایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

(۱۴) تقدیر فی الرحم کی تعریف:

(رحم مادر کے اندر) جب نطفہ میں فرشتہ باذن اللہ عزوجل جان ڈالتا ہے اور اس کے بارے میں (تقدیر) لکھتا ہے اسے

تقدیر فی الرحم کہتے ہیں۔

(۱۵) مقادیر کو ان کے اوقات معلومہ کی طرف چلاتا:

لکھی ہوئی باتوں کو ان کے اوقات (مقادیر) کا اپنے مقررہ اوقات میں واقع ہونا مقادیر کو ان کے اوقات معلومہ کی طرف

چلانا کہلاتا ہے۔

”إِنَّ الْمُخْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعْرٍ ۚ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُقُوا مِنَّمَسْ سَقَرِهِ ۚ إِنَّكُمْ لَأَنكَلٌ شِسْيٌ ۖ خَلَقْنَاهُ بِقَدْرٍ ۚ“

(۱۶) ترجمہ کنز الایمان: ”بے شک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ہے۔“ [القدر ۳۷-۳۹]

(۱۷) ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے اس کی سب مخلوق کے شر سے۔
نوٹ: مبرم حقیقی کی تبدیلی محال ہے اگر محبوبان بارگاہ اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس سے روک دیا جاتا ہے۔ مثلاً فرشتے قوم لوط پر عذاب لے کر آئے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باں قرب و اختصاص بہت کچھ عرض و معروض کی یہاں تک کہ ان کی عرض و معروض کو قرآن کریم نے مجادے سے تعبیر فرمایا۔
ارشاد ہے، ”يَجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ“۔

ابراہیم (علیہ السلام) ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔
مگر چونکہ یہ عذاب مبرم حقیقی تھا اس لیے نہ رکا۔

قضاء معلق اولیاء کرام کی دعاؤں، ان کی توجہ، اعمال حسنہ سے ٹل جاتی ہیں۔
معلق شبیہ مبرم تک عامہ اولیاء کرام کی رسائی نہیں، اکابر کی ہے۔ جو ان کی دعا و توجہ سے ٹل جاتی ہے۔
حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کے بارے میں فرمایا
”إِنِّي أَرَدُ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُهْرِمَ“ میں قضاء مبرم کو بدل دیتا ہوں۔

اور اسی کو حدیث میں فرمایا گیا ”إِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُهْرِمَ“ دعا قضاء مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱ کتاب الایمان ص ۳۷۴، ۳۷۵)

وَزَعَمَتْ ”الْقَدْرِيَّةُ“ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَقْدِرِ الْأَشْيَاءَ فِي الْقَدَمِ، وَلَا سَبَقَ عِلْمُهُ بِهَا، وَأَنَّهَا مُسْتَأْنَفَةٌ، وَأَنَّ تَعَالَى يَعْلَمُهَا بَعْدَ وَقُوعِهَا، وَكَذَّبُوا عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى جَلُّ عَنْ أَلْوَالِهِمُ الْكَاذِبِيَّةِ وَتَعَالَى عَلَوًا كَبِيرًا، وَهَلْؤَلَاءِ انْقَرَضُوا وَصَارَتْ ”الْقَدْرِيَّةُ“ فِي الْأَزْمَانِ الْمَتَاخِرَةِ يَقُولُونَ: الْخَيْرُ مِنَ اللَّهِ وَالشَّرُّ مِنْ غَيْرِهِ، تَعَالَى اللَّهُ عَنْ قَوْلِهِمْ، وَصَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (الْقَدْرِيَّةُ مَجْجُوسٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ). سَمَاءُ

”مَجْرُوسًا“ لِمُضَاهَاةِ مَذْهَبِهِمْ مَذْهَبَ الْمَجْرُوسِ، وَرَعَمَتِ ”الْقَدْرِيَّةُ“ أَنَّ الْخَيْرَ مِنْ فِعْلِ النُّورِ وَالشَّرِّ مِنْ فِعْلِ
الظُّلْمَةِ فَصَارُوا ”قَدْرِيَّةً“ كَذَلِكَ ”الْقَدْرِيَّةُ“ يُضَيِّفُونَ الْخَيْرَ إِلَى اللَّهِ وَالشَّرَّ إِلَى غَيْرِهِ وَهُوَ تَعَالَى خَالِقُ الْخَيْرِ
وَالشَّرِّ.

قَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي كِتَابِ ”الْإِرْشَادِ“: إِنَّ بَعْضَ ”الْقَدْرِيَّةِ“ يَقُولُ: لَسْنَا بِقَدْرِيَّةٍ بَلْ أَنْتُمْ الْقَدْرِيَّةُ
لِإِعْتِقَادِكُمْ أَخْبَارَ الْقَدْرِ، وَرُدُّ عَلَى هَؤُلَاءِ الْجَهْلَةَ بِأَنَّهُمْ يُضَيِّفُونَ الْقَدْرَ إِلَى أَنْفُسِهِمْ، وَمَنْ يَدْعِي الشَّرَّ لِنَفْسِهِ
وَيُضَيِّفُهُ إِلَيْهَا أَوْلَى بِأَنْ يُنْسَبَ إِلَيْهِ مِمَّنْ يُضَيِّفُهُ لِغَيْرِهِ وَيُنْفِيهِ عَن نَفْسِهِ.

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: (فَأَخْبِرُنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ)، وَهَذَا مَقَامُ الْمُشَاهَدَةِ
لِأَنَّ مَنْ قَدَّرَ أَنْ يُشَاهِدَ الْمَلِكَ اسْتَحَى أَنْ يَلْتَفِتَ إِلَى غَيْرِهِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يَشْغَلَ قَلْبُهُ بِغَيْرِهِ وَمَقَامُ
الْإِحْسَانِ مَقَامُ الصِّدْقَيْنِ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ الْإِشَارَةُ إِلَى ذَلِكَ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (فَإِنَّهُ يَرَاكَ) غَائِلًا إِنْ غَفَلْتَ فِي الصَّلَاةِ وَحَدَّثْتَ النَّفْسَ فِيهَا.

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: (فَأَخْبِرُنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْتَوَّلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ) هَذَا الْجَوَابُ
يُذَلُّ عَلَى أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَعْلَمُ مَتَى السَّاعَةُ؟ بَلْ عِلْمُ السَّاعَةِ مِمَّا اسْتَأْثَرَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ، قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ [الزُّمَرُ: ٣٣] - وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ثَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ
إِلَّا بِغَتَّةٍ﴾ [الْأَعْرَافُ: ١٨٤] - وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا﴾ [الْأَنْعَامُ: ٦٣]

وَمَنْ ادَّعَى أَنَّ عُمَرَ الدُّنْيَا سَبْعُونَ أَلْفَ سَنَةٍ وَأَنَّهُ بَقِيَ مِنْهَا ثَلَاثَةٌ وَسِتُّونَ أَلْفَ سَنَةٍ فَهُوَ قَوْلٌ بَاطِلٌ،
حِكَاةُ الطُّوْخِيِّ فِي ”أَسْبَابِ التَّنْزِيلِ“ عَنْ بَعْضِ الْمُنْجِمِينَ وَاهْلِ الْحِسَابِ، وَمِنْ ادَّعَى أَنَّ عُمَرَ الدُّنْيَا سَبْعَةٌ
أَلْفَ سَنَةٍ فَهَذَا يَسُوفُ عَلَى الْغَيْبِ وَلَا يُحِلُّ إِعْتِقَادَهُ.

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: (فَأَخْبِرُنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا) الْأَمَارُ وَالْأَمَارَةُ بِالْبَاءِ التَّاءِ
وَحَدِيثُهَا لُغْتَانِ، وَرُوي رَبَّتَهَا وَرَبَّتَهَا، قَالَ الْأَكْفَرُونَ هَذَا إِخْبَارٌ عَنْ كَفْرَةِ السَّرَارِيِّ وَأَوْلَادِهِمْ، فَإِنَّ وَلَدَهَا مِنْ
سَيْدِهَا بِمَنْزِلَةِ سَيْدِهَا لِأَنَّ مَالَ الْإِنْسَانِ صَائِرٌ إِلَى وَلَدِهِ، وَقِيلَ مَعْنَاهُ الْإِمَاءُ يَلِدْنَ الْمَلُوكَ فَتَكُونُ أُمُّهُ مِنْ
جُمْلَةِ رَعِيَّتِهِ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى: أَنَّ الشَّخْصَ يَسْتَوْلِدُ الْجَارِيَةَ وَلَدًا وَيَبِيعُهَا فَيَكْبُرُ الْوَلَدَ وَيَشْتَرِي
أُمَّهُ، وَهَذَا مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ.

ترجمہ:

اور قدریہ نے (اہل حق کے مذہب کا انکار کرتے ہوئے) یہ گمان کیا کہ اللہ عزوجل نے ازل ہی سے اشیاء کو مقدر نہ کیا اور نہ ہی اللہ عزوجل کو ان اشیاء کا پہلے سے علم تھا، اشیاء تو حادث ہیں جن کے واقع ہونے کے بعد اللہ عزوجل کو علم ہوتا ہے اس طرح انہوں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ جو ان کے باطل اقوال سے بہت بلند و بالا ہے پر افتراء باندھا (نعوذ باللہ)۔

(اسی وجہ سے یعنی تقدیر کا انکار کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو قدریہ کہا جاتا ہے اور متکلمین کے نزدیک) یہ فرقہ ختم ہو گیا ہے البتہ زمان متاخرہ (بعد کے زمانوں) میں قدریہ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے (جو تقدیر کے قائل تو ہیں مگر کہتے ہیں کہ خیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور شر غیر اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ اللہ عزوجل ان کے باطل قول سے بہت بلند و بالا ہے۔ ان کے بارے میں امام الانبیاء والرسول ﷺ سے صحیح حدیث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرقہ قدریہ کو مجوسی کا نام اس لیے دیا کہ قدریوں کا مذہب مجوسیوں کے مذہب کے مشابہ تھا۔ (۱۸) (لہذا محویہ کا یہ عقیدہ تھا کہ) انہوں نے گمان کیا کہ خیر فعل نور ہے اور شر فعل ظلمت ہے پس یہ لوگ محویہ ہو گئے اور اسی طرح قدریہ بھی محویہ کے قائل ہوئے اور خیر اللہ عزوجل کی طرف منسوب کرتے ہیں اور شر کو غیر اللہ کی طرف حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی خیر و شر کا خالق ہے۔

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے ”الارشاد“ کتاب میں ارشاد فرمایا کہ بعض قدریہ کہتے تھے قدریہ ہم تو نہیں بلکہ قدریہ تو تم ہو کیونکہ تقدیر کے متعلق اخبار دینے (یعنی اثبات قدر) کا تمہارا عقیدہ ہے اور رد کیا گیا ان جہلاء پر کہ بے شک وہ تقدیر کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جو شر کا دعویٰ کرتا ہے اپنے نفس کیلئے اور اپنے نفس ہی کی طرف منسوب کرتا ہے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ جو شر کو اپنے غیر کی طرف منسوب کرے اور اپنے سے نفی کرے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”فَاخْبِرْنِي عَنِ الْاِحْسَانِ ، قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْكَ تَرَاهُ“۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں احسان کے دو مرتبے ذکر کیے گئے ہیں:

(۱) انسان کا اس طرح عبادت کرنا کہ گویا وہ رب تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

(۲) انسان کا اس طرح عبادت کرنا کہ رب عزوجل اسے دیکھ رہا ہے۔

پہلا مرتبہ مقام مشاہدہ ہے کیونکہ جو اس پر قادر ہو کہ وہ اللہ عزوجل کو دیکھ رہا ہے تو وہ نماز میں غیر اللہ کی طرف التفات کرنے (ادھر ادھر توجہ کرنے) اور اپنے دل کو غیر اللہ کے ساتھ مشغول کرنے میں حیا کرتا ہے اور مقام احسان مقام صدیقین ہے اور پہلی حدیث میں اس کے متعلق اشارہ گزر گیا۔ (۱۹)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”فَإِنَّهُ يَوَاكِبُ“۔ اللہ عزوجل دیکھ رہا ہے تجھے۔ (غافل) بشرطیکہ تو نماز میں غافل ہو (اور تیرا) نفس بھی نماز میں بسکے (تو یہ خیال کرو کہ اللہ عزوجل تمہیں دیکھ رہا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ ”فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ“ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ“۔ (۲۰)
رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کو قیامت کا علم نہ تھا بلکہ قیامت کا علم تو ان امور میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ“۔ [لقمان: ۳۴] (۲۱)

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”ثَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً“۔ [الاعراف: ۱۷۸] (۲۲)

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”وَمَا يُنذِرُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا“۔ [الاحزاب: ۶۳] (۲۳)

البتہ اٹکل بچو سے دعویٰ کرنا درست نہیں لہذا جس نے دعویٰ کیا ہے کہ دنیا کی عمر ستر ہزار سال ہے اور تریسٹھ (63) سال باقی رہ گئی ہے یہ قول باطل ہے۔

اس کو علامہ طوخی رحمۃ اللہ علیہ نے اسباب التنزیل میں بعض نجومیوں اور اہل حساب سے حکایت (بیان) کیا ہے اور جس

نے دعویٰ کیا ہے کہ دنیا کی سات ہزار سال عمر ہے یہ تو غیب پر مطلع ہونا ہے جس کا اعتقاد رکھنا حلال نہیں۔ (۲۴)

رسول اللہ ﷺ نے کا فرمان، ”فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا“ ، قَالَ أَنْ قِلْدَ الْأَمَّةِ رَبَّتْهَا“۔

أَمَارَاتُهَا اور أَمَارَاتُهَا کے بغیر اور تاء کے ساتھ (دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اس میں) دو لغتیں ہیں (اور اس طرح) رَبَّتْهَا اور

رَبَّتْهَا (یعنی رَبٌّ بغیر تاء کے اور رَبَّةٌ تاء کے ساتھ) روایت کیا جاتا ہے۔ (۲۵)

اکثر شارحین حدیث (رحمہم اللہ) نے فرمایا کہ یہ (درحقیقت) لوٹھیوں اور ان کی اولاد (غلاموں) کی کثرت کی خبر دینا ہے

یعنی اس لوٹھی کی آقا سے جو اولاد ہوگی وہ اس کے آقا کے قائم مقام ہوگی کیونکہ باپ کے مال (تمام جائیداد) کی مالک اس کی

اولاد ہی ہوتی ہے۔ اس کے یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ لوٹھیاں بادشاہوں کو جنے گئیں (یعنی اپنی اولاد کو جنم دیں گئیں جو بڑے ہو

کر حکمرانی کریں گے) اور ان کی ماں ان کی تمام رعایا میں ہی شمار ہوگی اور یہ فرمان اس معنی کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ آقا لوٹنے سے اولاد حاصل کر کے انہیں فروخت کر دے گا اور جب اولاد بڑی ہوگی تو اولاد اپنی ماں کو خریدے گی۔ (۲۶) اور یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔

شرح:

(۱۸) تقدیر کے منکرین کو نبی ﷺ نے اس امت کا مجوسی فرمایا۔ وجہ شبہ یہ ہے کہ مجوس دو خالق کو مانتے ہیں، خالق خیر یزدان، خالق شر اہرمن۔ اور قدریہ یعنی تقدیر کے منکرین انسانوں کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں، انہوں نے دعویٰ نہیں کروڑوں خالق مانے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری کتاب الایمان ص ۳۷۴)

(۱۹) اشارہ: جب عمل کے ساتھ نیت متصل ہو تو اس کیلئے تین احوال ہیں ان تین احوال اور علامہ مرزبانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں۔

فائدہ: احسان باب افعال کا مصدر ہے اس کا مادہ حَسَنٌ ہے جب اس کا مفعول بغیر حرف جر کے آتا ہے تو اس کے معنی اچھا کرنے کے آتے ہیں اور جب (حرف جر) الی کے ساتھ آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں کسی کو نفع پہنچانے کے، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ عبادت کے اندر احسان کیا ہے، اسے یوں فرمایا "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا نَكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ" اللہ عزوجل کی یوں عبادت کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس تقدیر کا مطلب یہ ہوگا کہ تم عبادت میں یہ تصور رکھو گویا کہ اللہ عزوجل کو تم دیکھ رہے ہو کیونکہ تم اسے نہیں دیکھتے اور نہ دیکھ سکتے ہو مگر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اسی کو دوسری حدیث میں یوں فرمایا،

"أَعْبُدْ رَبَّكَ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ كَعِبَادَتِكَ فِي حَالِ الْعِيَانِ"۔

ہر حالت میں اپنے رب عزوجل کی یوں عبادت کرو جیسے حالت مشاہدہ میں کرتے ہو۔

اس تقدیر پر احسان کا صرف ایک رجبہ ہوا وہ یہ کہ اللہ عزوجل کی عبادت یوں کریں گویا ہم اسے دیکھ رہے ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو یوں عبادت کرو گویا تم کو وہ دیکھ رہا ہے۔

اب احسان کے دو درجے ہوئے، ایک یہ کہ عبادت کے وقت یہ خیال جمار ہے کہ اللہ عزوجل کو ہم دیکھ رہے ہیں اگر یہ نہ

(نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الایمان ص ۳۷۴)

ہو سکے تو یہ خیال جمار ہے کہ وہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔

(۲۰) حضور ﷺ کے فرمان سے نبی کریم ﷺ کے علم غیب کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اس سے اثبات علم غیب ہوتا، حضور

ﷺ نے ثبوت علم غیب کی نفی نہیں کی، مثلاً کسی شے کا حرام ہونا شریعت نے نہ بتایا اب شریعت کا اس شے کے حرام ہونے کا نہ کہنا حلال ہونے کی دلیل ہے اسی طرح نبی غیب دان ﷺ کا اپنے سے علم غیب کی نفی نہ کرنا علم غیب جاننے کی دلیل ہے۔

اگر نبی غیب دان ﷺ ثبوت علم غیب کی نفی کرتے یعنی علم غیب نہ جانتے ہوتے تو آپ ﷺ مَا الْمَسْئُولُ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے بجائے لَا أَعْلَمُهَا يَا لَا عِلْمَ لِي بِهَا فرماتے نیز امام الانبیاء ﷺ کے علم قیامت کے متعلق جو اہمیت کی نفی فرمائی وہ نفس علم قیامت کے متعلق فرمائی، جمع علم قیامت کے متعلق نہ فرمائی۔

مطلب گویا کہ یہ ہوا کہ اے جبرئیل علیہ السلام نفس قیامت کے بارے میں تم بھی جانتے ہو میں بھی (مگر قیامت کی تفصیل میں تم میرے برابر نہیں) لہذا وقوع قیامت کب ہوگی یہ راز ہے اسے راز ہی رہنے دو کہ قیامت کے وقوع میں خدا تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ اچانک آئے اگر میں نے اس راز کو بالکل ظاہر کر دیا تو وقوع قیامت اچانک واقع ہونا نہ رہے گا اور ارادہ الہی عزوجل کے خلاف ہوگا۔

بلا تشبیہ بلا تمثیل اپنی بات کو واضح کرنے کیلئے اس بات کو مثال سے عرض کرتا ہوں:

مثلاً محمد عکاشہ جانتا ہے کہ جب سورج غروب ہو جاتا ہے اندھیرا اچھا جاتا ہے لوگ کام کاج بند کر دیتے ہیں، تمام ادارے بند ہو جاتے ہیں، لوگ آرام کرتے ہیں، تو اب کیا محمد عکاشہ کے بارے میں یوں کہنا درست ہوگا کہ محمد عکاشہ کو رات کی علامتوں کا تو علم ہے مگر رات کا علم نہیں (کہ رات کسے کہتے ہیں)؟ اسی طرح محمد عکاشہ جانتا ہے کہ جب رات ختم ہوتی ہے سورج نکلتا ہے، دن روشن ہوتا ہے، ادارے کھلتے ہیں، لوگ کام کاج کرتے ہیں، تو کیا محمد عکاشہ کے بارے میں یوں کہنا درست ہوگا کہ محمد عکاشہ کو دن کی علامتوں کا تو علم ہے مگر دن کا نہیں (کہ دن کسے کہتے ہیں)؟ یقیناً ہر ادنیٰ سی عقل والا جانتا ہے کہ ایسا کہنا درست نہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

اسی طرح یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی غیب دان ﷺ کو علم قیامت نہ ہو مگر علامات کا صرف علم ہو؟ بدیہی بات ہے کہ جسے کسی چیز کی علامتوں کا علم ہوتا ہے تو اسے اس چیز کا علم بھی ہوتا ہے۔

اگر حضور ﷺ کو علم قیامت نہ ہوتا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ سے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں سوال نہ کرتے کیونکہ جس چیز کا کسی کو علم نہیں ہوتا تو وہ اس کی علامات کہاں سے بتائے؟ لہذا حضور ﷺ کو قیامت اور قیامت کی علامتوں کا علم ہے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے جس دن قیامت ہوگی وہ دن بھی بتا دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ" قیامت قائم نہیں ہوگی مگر جمعہ کے دن۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الجمعة ص ۱۱۹)

یہ کیسے ممکن ہے آپ ﷺ کو قیامت کے واقع ہونے کا دن تو معلوم ہو مگر قیامت کا علم نہ ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضُرَّتْهَا

وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا اور آخرت آپ ﷺ ہی کے کرم و فضل سے ہے اور آپ ﷺ کے علوم کا بعض (کچھ تھوڑا سا) حصہ لوح و قلم

(قصیدہ بردہ شریف)

کا علم ہے۔

سبحان اللہ عزوجل! جس نبی ﷺ کے جمع علوم میں سے بعض لوح و قلم کا علم ہو تو اس کے جمع علوم کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت علامہ ابراہیم ہجووی رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کے تحت شرح قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں:

”فَإِنَّ قِيلَ إِذَا كَانَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ بَعْضُ عُلُومِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَا الْبَعْضُ الْآخِرُ أَجِيبَ بِأَنَّ الْبَعْضَ

الْبَعْضُ الْآخِرُ هُوَ مَا أَخْبَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ أَحْوَالِ الْآخِرَةِ لِأَنَّ الْقَلَمَ إِنَّمَا كَتَبَ فِي اللُّوحِ مَا هُوَ كَاتِبٌ إِلَى يَوْمِ

(شرح قصیدہ، جاء الحق باب علم الغیب ص ۸۳)

الْقِيَامَةِ“۔

پس اگر اعتراض کیا جائے کہ جب لوح و قلم کا علم آپ ﷺ کے علوم کا بعض ہے تو دوسرے بعض علوم کون سے ہیں تو اس کا

جواب یہ دیا جائے گا کہ وہ بعض آخرت کے حالات کا علم ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خبر دی کیونکہ قلم نے لوح میں وہ ہی

لکھا جو قیامت تک ہونے والا ہے۔

رہا سورۃ لقمان کی آخری آیت کا سلسلہ کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

”إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ

[لقمان آیت ۳۳]

اللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ“۔

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کماے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جانتے والا بتانے والا ہے۔

اس آیت مقدسہ سے مراد ذاتی طور پر جاننے کی نفی ہے یعنی علم غیب ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن نقل فرماتے ہیں

(جاء الحق ص ۱۲۳)

”الْمُرَادُ لَا يَعْلَمُ بِذَوْنِ تَعْلِيمِ اللَّهِ تَعَالَى“۔

مراد یہ ہے کہ ان پانچوں باتوں کو بغیر اللہ عزوجل کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔

”وَلَكَّ أَنْ تَقُولَ إِنَّ عِلْمَ هَذِهِ الْخُمْسَةِ وَأَنْ لَا يَعْلَمَهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ لَكِنَّ يَجُوزُ أَنْ يَعْلَمَهَا مَنْ يَشَاءُ

مِنْ مُحِبِّهِ وَأَوْلِيَاءِهِ بِقَرِينَةِ قَوْلِ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِمْ خَبِيرٌ بِمَعْنَى الْمُنْخَبِرِ - (تفسیرات احمدیہ حصہ دوم ص ۶۷۸)

بے شک ان پانچ باتوں کے علم کے متعلق تم کہہ سکتے ہو کہ اگرچہ ان باتوں کو خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن یہ بات جائز (ممکن) ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ولیوں، محبوبوں میں سے جس کو چاہے سکھائے اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ عزوجل جاننے والا بتانے والا ہے، خبیر بمعنی مخبر ہے۔

(۲۱) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔

(۲۲) ترجمہ کنز الایمان: بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین تم پر نہ آئے گی مگر اچانک۔

یعنی ارادہ الہی عزوجل یہ ہے کہ قیامت اچانک آئے اگر میں اس وقت بتا دوں تو اچانک نہ رہے گی لہذا اس کی خبر دینا ارادہ الہی کے خلاف ہے اس میں خبر دینے کی نفی ہے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت تم پر اچانک آئے گی نہ کہ مجھ پر مجھے تو خبر ہے اور خطاب نوع انسان سے ہے۔

(۲۳) ترجمہ کنز الایمان: اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو۔

یعنی قیامت بہت ہی قریب ہے پوچھو مت تیاری کرو حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قیامت کی خبر دی مگر اس کے اعلان سے منع فرمایا۔

شان نزول: مشرکین تو مذاق کی نیت سے اور یہود امتحان کیلئے حضور ﷺ سے پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کس دن کس تاریخ کس سال واقع ہوگی ان سب باتوں کی تردید میں آیت کریمہ اتری۔ یہود کا مقصد تھا کہ اگر قیامت کی خبر حضور ﷺ دے دیں تو ہم کہیں گے آپ ﷺ سچے رسول نہیں کیونکہ توریت میں قیامت کو مخفی رکھا گیا اور نبی کی علامت یہ بتائی گی کہ وہ روح قیامت اور اصحاب کہف کی تعداد لوگوں کو نہ بتائیں اور اگر نہ بتائیں تو ہم کہیں یہ کیسے رسول ہیں جو قیامت کو نہیں جانتے۔

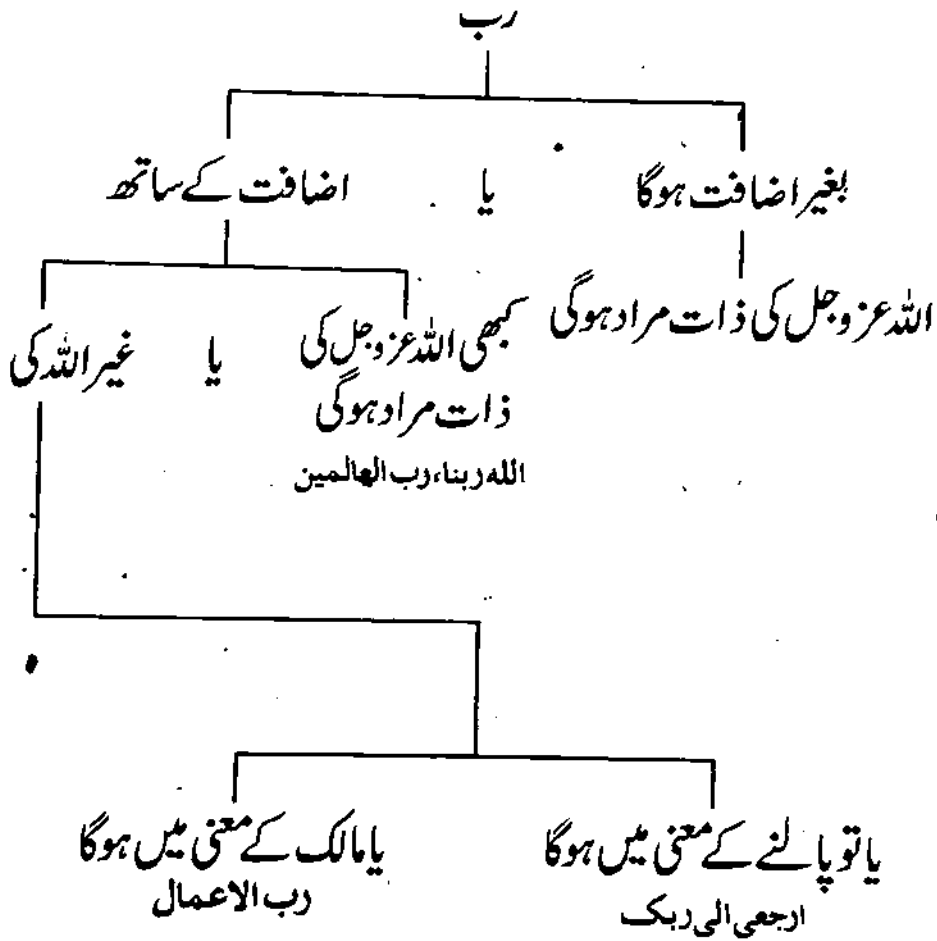
(۲۴) علم غیب عام آدمی کیلئے ہرگز ثابت نہیں اور اس کے بارے میں اعتقاد رکھنا ممنوع ہے کیونکہ علم غیب اللہ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو چاہے تو عطا کرتا ہے عام کو نہیں۔

(۲۵) ربہا میں لفظ ”رب“ نما کے ساتھ ”ربہ“ بھی استعمال ہوتا ہے اور بغیر نما کے بھی ”رب“ استعمال ہوتا ہے۔

رب مذکر ہے جس کا معنی ہے پرورش کرنے والا، ربہ مونث ہے جس کا معنی ہے پرورش کرنے والی، بہر حال لفظ رب جب بغیر اضافت کے استعمال ہو تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے جبکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ”قُلْ رَبِّ اَوْحَمَهُمَا“ ترجمہ کنز الایمان: اور عرض کر اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر (بنی اسرائیل ۲۲) اور جب اضافت کے ساتھ ہو تو (بنی اسرائیل ۲۲) کبھی

اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہوتی ہے۔ قرآن میں ”قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا“ اور کبھی غیر اللہ یعنی پالنے والا مراد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا“ (بنی اسرائیل ۲۳) ترجمہ کنز الایمان: جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا، ”إِذْ جِئْتِي إِلَىٰ رَبِّكَ“ (یوسف ۵۰) ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا اور کبھی مالک کے معنی میں آتا ہے جیسے رَبُّ الْمَالِ (مال کا مالک)۔

لفظ ”رب“ کے استعمال کا نقشہ



(۲۶) اسی طرح اولاد اپنی ماں پر حکم مسلط کرے گی، ماں اور اولاد کا تعلق ایسا ہوگا جیسا حاکم و رعایا کا ہوتا ہے گویا ماں یہ سمجھے گی کہ میں نے اپنے بچے کو نہیں جتا بلکہ اپنے آقا کو جتا ہے۔

سبحان اللہ نبی غیب دان ﷺ نے چودہ سو سال پہلے اس بات کی خبر دی جو کہ علم غیب کی خبر ہے۔
 قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (وَأَنْ تَرَى الْخُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّيْءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ) إِذِ الْعَالَةُ هُمُ الْفُقَرَاءُ، وَالْعَائِلُ الْفَقِيرُ، وَالْعَيْلَةُ الْفَقْرُ، وَعَالَ الرَّجُلُ يَعِيلُ عَيْلَةً أَيْ: الْفَقْرَ. وَالرِّعَاءُ بِكسْرِ الرَّاءِ وَبِالْمَدِّ وَيُقَالُ فِيهِ: رِعَاءُ بَضْمِ الرَّاءِ وَزِيَادَةُ تَاءٍ بِلامٍ معناه أَنَّ أَهْلَ الْبَادِيَةِ وَأَهْبَاهَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْحَاجَةِ وَالْفَالِقَةِ يَتَرَفَّقُونَ

فِي النَّبِيَانِ وَالْدُّنْيَا تَبَسُّطُ لَهُمْ حَتَّى يَتَبَاهُوا فِي النَّبِيَانِ.

قوله: (فَلَيْتَ مَلِيًّا) هُوَ بِفَتْحِ الشَّاءِ عَلَى أَنَّهُ لِلغَائِبِ، وَقِيلَ فَلَيْتُ بِزِيَادَةِ تَاءِ الْمُتَكَلِّمِ وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ. وَمَلِيًّا بِتَشْدِيدِ الْيَاءِ مَعْنَاهُ وَقْنَا طَوِيلًا. وَفِي رِوَايَةِ "أَبِي دَاوُدَ" وَ"الْبَيْهَقِيِّ" أَنَّهُ قَالَ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَفِي "شرح التَّيْبِيهِ" لِلْبَغَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: بَعْدَ ثَلَاثِ فَاكْثَرَ، وَظَاهِرُ هَذَا أَنَّهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. وَفِي ظَاهِرِ هَذَا مُخَالَفَةٌ لِقَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِهِ، ثُمَّ أَذْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (رَدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ) فَاخْلُوا يَرُدُّونَهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (هَذَا جَبْرِيْلُ) لِيَمْكُنَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَحْضُرْ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَالِ، بَلْ كَانَ قَدْ قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَاضِرِينَ فِي الْحَالِ، وَأَخْبَرَ عُمَرَ بَعْدَ ثَلَاثِ إِذْ لَمْ يَكُنْ حَاضِرًا عِنْدَ إِخْبَارِ الْبَاقِيْنَ.

وقوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (هَذَا جَبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ)، فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْإِيْمَانَ، وَالْإِسْلَامَ، وَالْأِحْسَانَ، تُسَمَّى كُلُّهَا دِينًا، وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْإِيْمَانَ بِالْقَدْرِ وَاجِبٌ، وَعَلَى تَرْكِ الْخَوْضِ فِي الْأُمُورِ، وَعَلَى وُجُوبِ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ. دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى ابْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى. فَقَالَ: عَظِيْمِي، فَقَالَ لَهُ: إِنْ كَانَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ تَكْفَّلَ بِالرِّزْقِ فَاهْتِمَامُكَ لِمَاذَا؟ وَإِنْ كَانَ الْخَلْفُ عَلَى اللَّهِ حَقًّا فَالْبُخْلُ لِمَاذَا؟ وَإِنْ كَانَتِ الْجَنَّةُ حَقًّا فَالرَّاحَةُ لِمَاذَا؟ وَإِنْ كَانَتِ النَّارُ حَقًّا فَالْمَعْصِيَةُ لِمَاذَا؟ وَإِنْ كَانَ سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ حَقًّا فَالْأَنْسُ لِمَاذَا؟ وَإِنْ كَانَتِ الدُّنْيَا فَايَةً فَالطَّمَايِنَةُ لِمَاذَا؟ وَإِنْ كَانَ الْحِسَابُ حَقًّا فَالْجَمْعُ لِمَاذَا؟ وَإِنْ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَضَاءٍ وَقَدْرِ فَالْخَوْفُ لِمَاذَا؟

فَابْنَةُ: ذَكَرَ صَاحِبُ "مَقَامَاتِ الْعُلَمَاءِ" أَنَّ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَقْسُومَةٌ عَلَى خَمْسَةِ وَعِشْرِينَ قِسْمًا: خَمْسَةٌ بِالْقَضَاءِ، وَالْقَدْرِ، وَخَمْسَةٌ بِالْإِجْتِهَادِ، وَخَمْسَةٌ بِالْعَادَةِ، وَخَمْسَةٌ بِالْجَوْهَرِ، وَخَمْسَةٌ بِالْوَرَاثَةِ. فَأَمَّا الْخَمْسَةُ الَّتِي بِالْقَضَاءِ وَالْقَدْرِ: فَالرِّزْقُ، وَالْوَلَدُ، وَالْأَهْلُ، وَالسُّلْطَانُ، وَالْعُمُرُ. وَالْخَمْسَةُ الَّتِي بِالْإِجْتِهَادِ: فَالْجَنَّةُ، وَالنَّارُ، وَالْعَقَّةُ، وَالْفَرُوسِيَّةُ، وَالكِتَابَةُ. وَالْخَمْسَةُ الَّتِي بِالْعَادَةِ: فَالْأَكْلُ، وَالنُّوْمُ، وَالْمَشْيُ، وَالنِّكَاحُ، وَالسَّفُوطُ. وَالْخَمْسَةُ الَّتِي بِالْجَوْهَرِ: فَالزُّهْدُ، وَالذِّكَاةُ، وَالْبَدَلُ، وَالْجَمَالَ، وَالْهَيْبَةُ. وَالْخَمْسَةُ الَّتِي بِالْوَرَاثَةِ: فَالْخَيْرُ، وَالْتَوَاضُلُ، وَالسَّخَاءُ، وَالصِّدْقُ، وَالْأَمَانَةُ. وَهَذَا كُلُّهُ لَا يُنَافِي قَوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كُلُّ شَيْءٍ بِقَضَاءٍ وَقَدْرِ) وَإِنَّمَا مَعْنَاهُ: أَنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ يَكُونُ مُرْتَبًا عَلَى سَبَبٍ، وَبَعْضُهَا يَكُونُ بِغَيْرِ

سَبَبٌ، وَالْجَمِيعُ بِقَضَاءِ وَقَدْرِ.

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ”وَأَنَّ تَرَى الْخُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِغَاءَ الشَّاءِ يَنْطَاوِلُونَ فِي الْبُنْيَانِ“۔

عَالَةَ کا معنی فقراء، عَائِل کا معنی فقیر اور عَيْلَةٌ فقر کو کہتے ہیں۔ (جیسے کہا جاتا ہے) عَال الرَّجُلُ يَعْيَلُ عَيْلَةً۔ (۲۷)

اور رِغَاءُ راء کے کسرہ اور مد (الف ممدودہ) کے ساتھ (پڑھا جاتا ہے اسی راء کے ضمہ اور تاء کی زیادتی) کے ساتھ رِغَاءُ

(بھی پڑھا جاتا ہے) (۲۸)۔ لہذا اس فرمان کا معنی یہ ہوگا کہ (قرب قیامت میں) فقر و فاقہ والے دیہاتیوں پر زمین کشادہ کر دی

جائے گی جس کی وجہ سے وہ بڑی بڑی عمارتوں میں باہم ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان: ”فَلَبِثْتُ مَلِيًّا“۔

لَبِثُ نَاء کے فتح کے ساتھ (صیغہ واحد مذکر) غائب کیلئے ہے اور فَلَبِثْتُ نَاء کی زیادتی کے ساتھ (صیغہ واحد مذکر) متکلم

کیلئے ہوگا۔ بہر حال دونوں صیغے ہی درست ہیں۔

اور مَلِيًّا نَاء کی تشدید کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے طویل وقت (یعنی زیادہ عرصہ) امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما

کی روایت میں بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ (تین دن کے بعد) جبکہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح السنہ میں بَعْدَ ثَلَاثِ فَاكْتَفَرَ کے الفاظ ہیں

(لہذا ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تین دن یا زیادہ کے بعد ارشاد فرمایا تھا کہ یہ

حضرت جبریل علیہ السلام تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے) مگر ظاہر میں یہ روایات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیانی کردہ

روایت کے خلاف ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

پھر جب وہ شخص چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس شخص کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے لوٹانے

(بلانے) شروع ہوئے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نہ پایا تو امام الانبیاء غیب دان نبی ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔

لہذا (۲۹) ان دونوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (هَذَا جِبْرِيلُ) اس وقت حضرت

عمر رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے بلکہ مجلس سے تشریف لے جا چکے تھے تو حضور ﷺ نے اس وقت موجود صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خبر دی پھر

تین دن بعد جب دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان حاضر نہ تھے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان (هَذَا جَسْرٌ بَلُّ آتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ) خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ اس فرمان عالی شان میں اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان، اسلام، احسان (تینوں مترادف المعنی مستعمل ہوتے ہیں) تینوں کا نام دین ہے۔ تقدیر پر ایمان لانا، تقدیری امور میں غور و خوض (جھگڑا) نہ کرنا رب عزوجل کے حکم (فیصلہ) پر راضی رہنا واجب ہے۔ (۳۰)

ایک مرتبہ ایک مرد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے نصیحت فرمائیے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یعنی درج ذیل مدنی پھول ارشاد فرمائے:

- (۱): اگر اللہ عزوجل تیرے رزق کا ذمہ دار ہے تو تیرا اہتمام کرنا کیوں؟
- (۲): اگر ایک کے بعد دوسرے کو خلیفہ (جانشین) بنانا اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے تو بخل کیوں؟
- (۳): اگر جنت برحق ہے تو راحت کیوں؟
- (۴): اگر روزخ برحق ہے تو معصیت (گناہ) کیوں؟
- (۵): اگر منکر نکیر کا سوال کرنا برحق ہے تو اُنس کیوں؟
- (۶): اگر دنیا فنا ہونے والی ہے تو اطمینان و سکون کیوں؟
- (۷): اگر حساب و کتاب برحق ہے تو جمع کرنا کیوں؟
- (۸): اگر ہرشی قضاء و قدر سے ہے تو خوف کیوں؟ (۳۱)

فائدہ: صاحب مقامات العلماء نے نقل کیا ہے کہ ساری دنیا کو پچیس قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ (۳۲)

- (۱): پانچ قسمیں قضاء و قدر کے ساتھ ہیں۔
- (۲): پانچ قسمیں اجتهاد کے ساتھ ہیں۔
- (۳): پانچ قسمیں عادت کے ساتھ ہیں۔
- (۴): پانچ قسمیں جوہر کے ساتھ ہیں۔
- (۵): پانچ قسمیں وراثت کے ساتھ ہیں۔

بہر حال وہ پانچ قسمیں جو قضاء و قدر کے ساتھ ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- (۱) رزق۔ (۲) اولاد۔ (۳) اہل (بیوی)۔ (۴) سلطان (بادشاہ سلطنت)۔ (۵) عمر۔

وہ پانچ قسمیں جو اجتهاد کے ساتھ ہیں

(۱) جنت۔ (۲) دوزخ۔ (۳) عفت (پاکدامنی)۔ (۴) شہسواری۔ (۵) کتابت (تحریر، یادداشت)۔

وہ پانچ قسمیں جو عادت کے ساتھ ہیں

(۱) کھانا۔ (۲) سونا۔ (۳) چلنا۔ (۴) نکاح کرنا۔ (۵) بول و براز کرنا۔

وہ پانچ قسمیں جو جوہر کے ساتھ ہیں

(۱) زہد۔ (۲) ذکاوت (ذہانت)۔ (۳) بذل (سخاوت)۔ (۴) جمال۔ (۵) بیت۔

وہ پانچ قسمیں جو وراثت کے ساتھ ہیں

(۱) خیر۔ (۲) ایک دوسرے سے تعلق رکھنا۔ (۳) سخاوت (سخی ہونا)۔ (۴) صدق۔ (۵) امانت۔

یہ تمام اقسام امام الانبیا ﷺ کے قول (كُلُّ شَيْءٍ بِقَضَاءِ وَقَدَرٍ) (ہر شے قضاء و قدر کے ساتھ ہے) کے خلاف نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا معنی محض یہ ہے کہ بعض اشیاء سبب پر مرتب ہوتی ہیں اور بعض بغیر سبب کے مرتب ہوتی ہیں (بہر حال) تمام کی تمام قضاء و قدر کے ساتھ (واقع ہوتی) ہیں۔

شرح:

(۲۷) فلاں آدمی تنگ دست و فقیر ہو گیا۔ یہ عرب والوں کا محاورہ ہے۔

(۲۸) رعاء جمع ہے داعی جس طرح داعی کی جمع رعاء آتی ہے اسی طرح رعاء بھی آتی ہے تو یہاں داعی کی جمع

بتائی گئی ہے دونوں کے معنی چرواہے کے ہیں۔

(۲۹) ان میں موافقت اس طرح کی جاتی ہے۔

(۳۰) تقدیر میں بلاوجہ بحث کرنا ممنوع ہے۔

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَكَلَّمَ لِي شَيْءٌ مِّنَ الْقَدْرِ

سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ“ ، رواه ابن ماجه۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو

مسئلہ تقدیر میں بحث کرے گا اس سے قیامت کے دن اس کے بارے میں باز پرس ہوگی اور جو اس میں بحث نہیں کرے گا تو اس سے

اس کے بارے میں باز پرس بھی نہ ہوگی۔

(۳۱) یعنی نفس کے دھوکے میں مت آؤ کہ جس قدر لوگوں سے میل جول ہوگا اتنا ہی آدمی غفلت کا شکار ہوتا ہے۔
امام ہمام حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ رحمۃ الہی "منہاج العابدین" میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،
دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں اکثر اوقات میں عبادت میں مشغولیت و مصروفیت سے (لوگوں سے دور رہنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے) کیونکہ اصل مصروفیت یہی ہے اور لوگوں سے بے ضرورت میل جول اور انسیت افلاس کی علامت ہے۔ جب تمہارا نفس بلا ضرورت و بلا حاجت لوگوں سے ملاقات ان کی زیارت اور ان سے میل جول کا شائق ہو تو سمجھ لو کہ تم فضول پن، دین سے اعراض اور نفس کے دھوکے میں مبتلا ہو گئے ہو۔

ایک عربی شاعر نے بہت خوب کہا ہے:

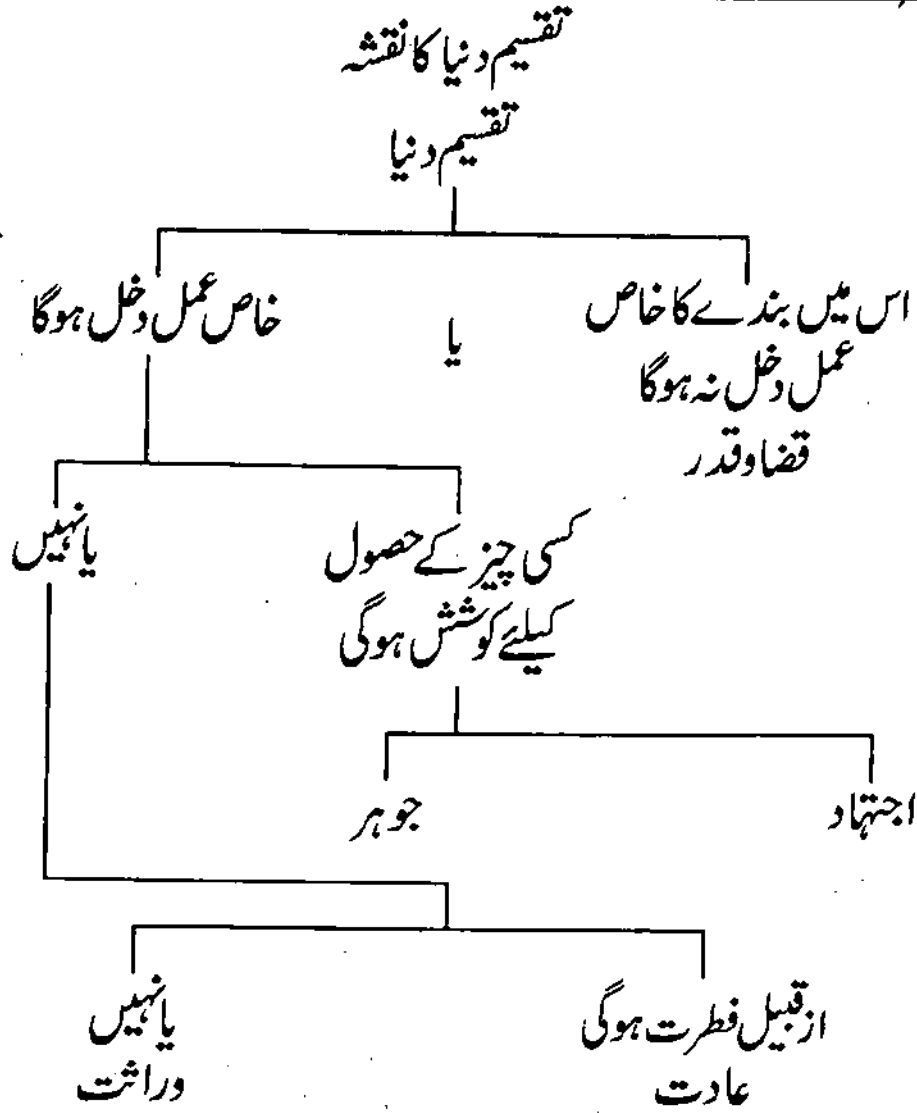
وَلِرُبَّمَا عَمِلَ الْفُضُولَ فَارِغٌ

إِنَّ الْفَارِغَ إِلَى سَلَامِكَ قَادِنِي

نیکیوں سے فراغت کی بنا پر میں تم سے سلام علیکم کرنے آ گیا ہوں۔

واقعی بیکار آدمی بہت سے فضول کام کر بیٹھتا ہے۔ (منہاج العابدین ص ۷۴ مکتبۃ المدینہ)

(۳۲) یعنی دنیا میں رہنے والے انسانوں کو ان پچیس قسموں سے واسطہ پڑتا ہے۔



☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

الْإِنْقِيَادُ: پیروی کرنا۔ غَايَرًا: جیسے واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف از باب مفاعلہ۔ اِدْعُوا: جیسے جمع مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف از باب الاعتعال اصل میں اِدْتَعُوا تھا، تائے الاعتعال کو وال سے بدل کر وال میں ادعایا گیا، انہوں نے دعویٰ کیا۔ السنۃ: زبانیں لسان کی جمع ہیں۔ لَمْ تُوَاطَّ: جیسے واحد مؤنث غائب فعل مضارع نفی جہد بلم جازمہ موافق نہ ہوئی۔ مُتَّصِلٌ: جیسے واحد مذکر اسم فاعل از باب الاعتعال اصل میں مُتَّصِلٌ تھا، تاء کا تائیں ادعایا گیا۔ الْقَدِيمُ: اولیت، سبقت۔ اَمْكِنَةٌ: جگہیں، مَکَانٌ کی جمع قلت۔ التَّقَادِيرُ: تقدیر الہی عزوجل، تَقْدِيرٌ کی جمع ہے۔ الْعِنَايَةُ: مہربانی، اہتمام۔ اللّٰوِاحِیُّ: آنے والے۔ لَاحِقٌ کی جمع۔ السَّوَابِقُ: سابق کی جمع، اولیت (پہلے والے)۔

فَانْحَبِي: جیسے واحد مذکر حاضر معروف از باب نصر نصر "تو مٹا دے"۔ اَلْمَوَاقِیْتُ: مِیقَاتٌ کی جمع، وقت، جگہ

جو کسی کام کیلئے مقرر ہو، ٹائم ٹیبل، جمع شمعی المجموع۔

أَنْ يُصِلَ: شروع میں اَنْ ناصبہ ہے صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف از باب فتح یفتح "لما"۔

مُسْتَأْنَفَةٌ: وہ کام جسے پہلے کسی نے نہ کیا ہو، اسم فاعل مونث۔ لِمُضَاهَاةٍ: شروع میں لام حرف جارہ ہے "مشابہت"

يُضَيِّقُونَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف از باب افعال۔ حَدَّثَتِ النَّفْسُ: نفس بھٹکا۔ اِسْتَأْتَرَ

"اس نے چھپایا"۔ اِذْطَعَى: اس نے دعویٰ کیا اصل میں اِذْطَعَى تھا تائے اختصا کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کیا۔

حَاكَاةً: اس نے اسے بیاں کیا۔ فعل ماضی ہ ضمیر منصوب ہے۔ المنجمین: ستاروں کو دیکھنے والے اسم فاعل۔ يَسُوفُ:

فعل مضارع مثبت معروف راز کی بات کہنا۔ اَلسَّرَادِي: وہ لوٹڑیاں جنہیں ہم خوابی کیلئے مخصوص کر لیا جائے۔

لَيَالٍ: راتیں، لَيْلَةٌ کی جمع۔ اَذْبَرَ: فعل ماضی مثبت معروف پیٹھ پھیری اس ایک مرد نے۔ فَاخَذُوا: پس وہ سب

شروع ہوئے۔ افعال شروع سے ہے۔

عِظْنِي: فعل امر حاضر معروف آخر میں نی ضمیر مفعول ہے، مجھے نصیحت کیجئے۔ تَكْفَلُ: فعل ماضی مثبت معروف رزق

کا ذمہ دار ہوا وہ ایک مرد۔

اَلْخَلْفُ: بدلہ دینا۔ اَلْعِفَّةُ: پاکدامنی۔ اَلْقُرُوبِيَّةُ: شہواری۔ اَلْكِتَابَةُ: تحریر، یادداشت۔ اَلتَّفَوُّطُ: بول و براز کرنا۔

جُلُوسٌ: بیٹھے ہوئے، جَالِسٌ کی جمع۔ اِيضاً اض فعل ماضی کا مفعول مطلق ہے۔ شَدِيدٌ: زیادہ۔ بَيَاضٌ:

سفید۔ سَوَادٌ: کالا۔ اَثَرُ السَّفَرِ: سفر کا اثر، سفر کی علامت، حالت، مرکب اضافی۔ رُكْبَتَيْهِ: اس کے دو گھٹنے، مرکب

اضافی ہے اصل میں رُكْبَتَيْهِ تھا، نون ثنویہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ اِطْرَحْ كَفْيَهُ اور فَاخْبِرْنِي: اَخْبِرْنِي، صیغہ

واحد، فعل امر حاضر مثبت معروف از باب افعال جس کے آخر میں نی ضمیر منصوب متصل ہے۔ كُتِبَ: کتابیں، كِتَابٌ کی جمع ہے۔

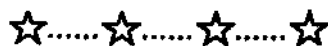
رُسُلٌ: رسولوں، رُسُولٌ کی جمع۔ بِاعْلَمَ: باحرف جار۔ اَعْلَمُ: اسم تفضیل، زیادہ جاننے والا۔ اَمَارَاتٌ: علامات، اَمَارَةٌ کی جمع

ہے۔ رَبَّةٌ: آقا۔ اَلْحَفَاةُ: ننگے پاؤں والے، حاف کی جمع ہے۔

اَلْعَرَاةُ: ننگے جسم والے، عَارٍ کی جمع ہے۔ اَلْعَالَةُ: بھوکے، غریب محتاج، عَائِلٌ کی جمع ہے۔ رُعَاءٌ: چرواہے، رَاعٍ

کی جمع ہے۔ اَلشَّعَاءُ: بکریاں، شَاةٌ کی جمع ہے۔ يَطْعَاوُلُونَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف از باب تفاعل

"وہ باہم فخر کرتے ہیں"۔ فَلَبِثْتُ: میں ٹھہرا۔ مَلِيًّا: زیادہ دیر۔



﴿.....الْحَدِيثُ الثَّالِثُ.....﴾

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ) أَيْ: فَمَنْ آتَى بِهَلِذِهِ الْخَمْسِ فَقَدْ تَمَّ إِسْلَامُهُ، كَمَا أَنَّ الْبَيْتَ يَتِمُّ بِأَرْكَائِهِ كَذَلِكَ الْإِسْلَامُ يَتِمُّ بِأَرْكَائِهِ وَهِيَ خَمْسٌ، وَهَذَا بِنَاءٌ مَعْنَوِيٌّ شَبَّهَ بِالْحِجْسِيِّ وَوَجْهَ التَّشْبِيهِ أَنَّ الْبِنَاءَ الْحِجْسِيَّ إِذَا انْهَدَمَ بَعْضُ أَرْكَائِهِ لَمْ يَتِمَّ، فَكَذَلِكَ الْبِنَاءُ الْمَعْنَوِيُّ، وَلِهَذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدِمَ الدِّينَ) وَكَذَلِكَ يُقَاسُ الْبَقِيَّةُ. وَمِمَّا قِيلَ فِي الْبِنَاءِ الْمَعْنَوِيِّ.

وَأَنْ تَوَلَّوْا قِبَالَ أَسْرَارِ تَنْقَادُ
وَلَا سَرَاةَ إِذَا جُهِئَتْ لَهُمْ سَادُوا
وَلَا عِمَادَ إِذَا لَمْ تُرْسَ أَوْ تَادُ

بِنَا الْأُمُورِ بِأَهْلِ الدِّينِ مَا صَلَحُوا
لَا يَصْلُحُ النَّاسُ فَوْضَى لَا سَرَاةَ لَهُمْ
وَالْبَيْتُ لَا يَتَيَّنِي إِلَّا لَهُ عِمَادُ

وَقَدْ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُنَافِقِينَ فَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقْوَى مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ﴾ [التوبة: 109] - شَبَّهَ بِنَاءَ الْمُؤْمِنِ بِالْبَدِيِّ وَضَعَ بُنْيَانَهُ عَلَى وَسْطِ طُودِ أَيْ: جَبَلٍ رَاسِخٍ، وَشَبَّهَ بِنَاءَ الْكَافِرِ بِمَنْ وَضَعَ بُنْيَانَهُ عَلَى طَرْفِ جُرْفٍ بِحَرِّ هَارٍ، لَا بُيُوتَ لَهُ فَالْكَافِرُ فَالْبُنْيَانُ الْجُرْفُ فَإِنهَارُ بُنْيَانِهِ فَوَقَعَ بِهِ فِي الْبَحْرِ، فَفَرَّقَ، فَدَخَلَ جَهَنَّمَ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ) أَيْ: بِخَمْسٍ عَلَى أَنْ تَكُونَ عَلَى: بِمَعْنَى الْبَاءِ وَالْأَفَالْمَبْنِي غَيْرُ الْمَبْنِي عَلَيْهِ فَلَوْ أَخَذْنَا بِظَاهِرِهِ لَكَانَتْ الْخَمْسَةُ خَارِجَةً عَنِ الْإِسْلَامِ وَهُوَ فَاسِدٌ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ بِمَعْنَى مَنْ كَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِلَّا عَلَى أَرْوَاجِهِمْ﴾ [المؤمنون: 6] - أَيْ مِنْ أَرْوَاجِهِمْ. الْخَمْسَةُ الْمَذْكُورَةُ فِي الْحَدِيثِ أَصُولُ الْبِنَاءِ وَأَمَّا التِّمَّمَاتُ الْمُكْمَلَاتُ كَبِقِيَّةِ الْوَأَجِبَاتِ وَسَائِرِ الْمُسْتَحَبَاتِ فَهِيَ زِينَةٌ لِلْبِنَاءِ. وَقَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً أَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ).

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَحَجَّ الْبَيْتِ، وَصَوْمَ رَمَضَانَ) هَكَذَا جَاءَ فِي هَذِهِ الرَّوَايَةِ بِتَقْدِيمِ الْحَجِّ عَلَى الصَّوْمِ، وَهَذَا مِنْ بَابِ التَّرْتِيبِ فِي الذِّكْرِ دُونَ الْحُكْمِ، لِأَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ وَجَبَ قَبْلَ الْحَجِّ وَقَدْ جَاءَ فِي الرَّوَايَةِ الْآخَرَى تَقْدِيمُ الصَّوْمِ عَلَى الْحَجِّ.

ترجمہ:

حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ روایت کیا اسے امام بخاری اور امام مسلم نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ“۔ یعنی جو ان پانچ کو بجالائے تو تحقیق اس کا اسلام مکمل ہو گیا۔ جس طرح گھر اپنے ارکان سے مکمل ہوتا ہے اسی طرح اسلام بھی اپنے ارکان سے مکمل ہوتا ہے اور وہ ارکان (کلمہ، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ) پانچ ہیں۔ (۲)

یہاں بنا معنوی کو بنا حسی سے تشبیہ دی گئی ہے وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جب بنا حسی کے بعض ارکان (مثلاً دیوار یا ستون) گر جائے تو عمارت مکمل نہیں ہوتی اسی طرح بنا معنوی ہے (کہ جب بنا معنوی کے بعض ارکان منہدم ہو جائے تو بنا معنوی یعنی عمارت اسلام بھی مکمل نہیں ہوتی) اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو گرایا تحقیق اس نے دین کو گرایا)۔

اور اسی طرح باقی ارکان کو بھی نماز پر قیاس کیا جائے گا اور بنا معنوی کے بارے میں کہا گیا ہے۔

(۱): امور کی بنا اہل دین کے ساتھ ہے جب تک وہ درست رہے اور اگر وہ پھر جائیں تو شریروں کی بیروی کی جائے گی۔

(۲): لوگ صلاحیت نہیں رکھتے برابر رہنے کی اس طرح کہ ان میں کوئی سردار نہ ہو اور کوئی سرداری (حاکم) نہیں ہوتی

جب ان کے جاہل سردار بن جائیں۔

(۳): اور گھر نہیں بنایا جاتا الا یہ کہ اس کیلئے ستون ہوں اور کوئی ستون نہیں ہوتے جب تک میخیں (کیل) نہ گاڑیں

جائیں۔

اللہ عزوجل نے مومنین اور منافقین کی مثال (قرآن میں) بیان فرمائی

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے، "الَّذِينَ آمَنُوا بُنِيَ لَهُمْ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ"۔ [التوبہ ۱۰۹] (۳)

اس آیت مقدسہ میں مومن کی عمارت کو تشبیہ دی گئی ہے اس شخص کی عمارت کے ساتھ جس نے اپنی عمارت بلند و بالا مضبوط پہاڑ کے درمیان میں بنائی (یعنی اپنی عمارت کو بلند و بالا مضبوط پہاڑ کے اندر تعمیر کرتا ہے اور اس پہاڑ کی بنیادوں کو ہی اپنی عمارت کی بنیادیں بناتا ہے) اور کافر کی عمارت کو اس شخص کی عمارت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایسے سمندر کے ریت والے ٹیلے پر رکھی جو اس عمارت کی بنیادوں کو کمزور کرنے والا ہے اور وہ ٹیلا مضبوط نہیں ہوتا لہذا سمندر جب اسے کمزور کر دیتا ہے تو وہ عمارت گر جاتی ہے اس طرح وہ عمارت سمندر میں غرق ہو جاتی ہے تو مالک ڈوب جاتا ہے اور جہنم میں داخل ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، "بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَىٰ خَمْسٍ"۔

عَلَىٰ خَمْسٍ بِمَعْنَىٰ بِخَمْسٍ ہے (۴) اگر عَلَىٰ بِمَعْنَىٰ بَاءٌ هُوَ رَنْدٌ مِّنْ (اسلام) مَبْنِي عَلَيْهِ (ارکان) کا غیر ہوگا (یعنی) اگر

عَلَىٰ (حرف جار) کو اس کے ظاہری معنی پر رکھا جائے تو پانچ چیزیں ارکان اسلام سے خارج ہو جائیں گے جو کہ فاسد ہے۔

اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ عَلَىٰ (حرف جار) بِمَعْنَىٰ مَن هُوَ جِيسَا كَمَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَا فَرْمَانَ هِيَ "إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاجِهِمْ"۔

[المومنون ۴] (۵)

یعنی مَن أَرْوَاجِهِمْ اور حدیث میں جو پانچ چیزیں مذکور ہیں وہ عمارت کے اصول (کی حیثیت رکھتے) ہیں (۶) اور باقی

تہمت و مکملات مثلاً تمام واجبات اور مستحبات عمارت کی زینت (کی سی حیثیت) رکھتے ہیں۔

اور حدیث مبارکہ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں ان میں سے اَعْلَىٰ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا ہے اور ان میں سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کا

ہٹانا ہے۔ (۷)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، "وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ" یہ فرمان دوسری روایت میں بھی ہے اسی طرح مذکور ہوا ہے

کہ حج کو روزے پر مقدم ارشاد فرمایا مگر یہ ترتیب، ذکر کے اعتبار سے ہے نہ کہ حکم کے اعتبار سے کیونکہ رمضان المبارک کا روزہ حج

سے پہلے فرض ہوا نیز دوسری روایات میں روزے کو حج پر مقدم ذکر کیا گیا ہے۔ (۸)

☆.....☆.....☆.....☆

خلاصہ حدیث

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں دین اسلام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح ایک عمارت کی تکمیل چار دیواری اور چھت سے ہوتی ہے اسی طرح دین اسلام کی تکمیل ارکانِ خمسہ سے ہوتی ہے۔

(۱) حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبد اللہ ابن عمر ہے۔ ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے (۶۳ھ میں شہادت ابن زبیر سے تین ماہ بعد وفات پائی، ذی طوی کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے)۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہیزگار، عالم، زاہد تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کوئی ایسا نہیں جسکی طرف دنیا مائل نہ ہوئی اور وہ دنیا کی طرف مائل نہ ہو سوائے حضرت عمر اور ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار یا اس سے زائد افراد کو آزاد کیا۔ غزوہ خندق میں حاضر ہوئے، ۶۳ھ میں شہادت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین ماہ بعد وفات پائی، حل میں دفن ہونے کی خواہش تھی مگر کسی سے پوری نہ ہوئی اور ذی لوی کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے، چوراسی سال کی عمر شریف پائی۔ راویوں کی ایک بڑی تعداد نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ (مرآة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان ص ۶۷)

فائدہ:

خیال رہے کہ ان اعمال پر کمال ایمان موقوف ہے اور ان کے ماننے پر نفس ایمان موقوف، لہذا جو صحیح العقیدہ مسلمان کبھی کلمہ نہ پڑھے یا نماز، روزہ کا پابند نہ ہو وہ اگرچہ مومن تو ہے مگر کامل نہیں اور جو ان میں سے کسی کا انکار کرے وہ کافر ہے لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، نہ اعمال ایمان کے اجزاء ہیں (گویا کہ اس ارکانِ خمسہ میں) سارے عقائد اسلامیہ مراد ہیں جو کسی عقیدے کا منکر ہے وہ حضور ﷺ کی رسالت ہی کا منکر ہے۔ حضور ﷺ کو رسول ماننے کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ کی ہر بات کو مانا جائے۔

(مرآة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان ص ۴۵)

صلوٰۃ کے سولہ معنی ہیں، قرآن و حدیث میں زیادہ تر اس کے ۵ معانی آتے ہیں

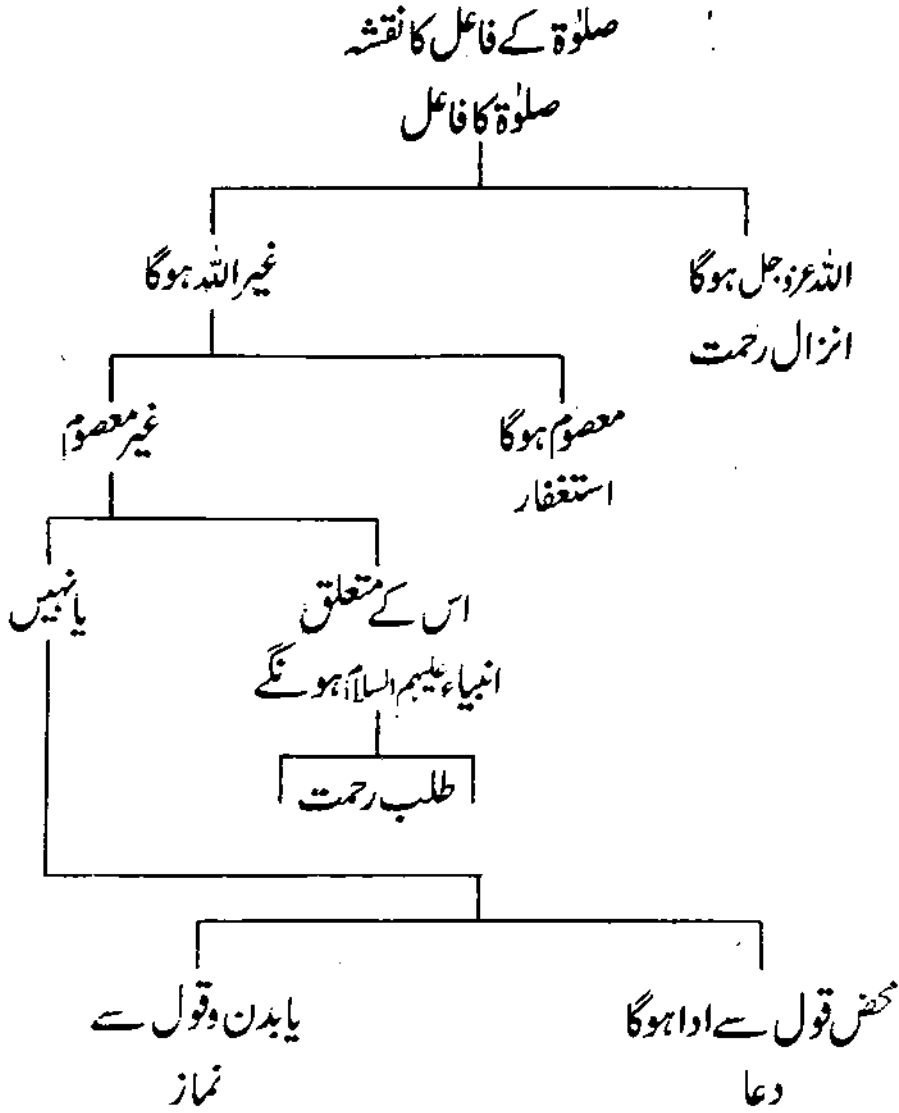
(۱) مطلق دعا (۲) نماز (۳) طلب رحمت کی دعا

(۴) انزال رحمت (درو) (۵) استغفار۔

جب اس کا قائل بندہ اور متعلق انبیاء کرام علیہم السلام نہ ہوں تو مطلق دعا یا نماز مراد ہوگی اور اگر اس کے متعلق انبیاء کرام

علیہم السلام ہوں تو طلبِ رحمت (دروود) اور اگر اسی کا فاعل اللہ عزوجل ہو تو مراد انزالِ رحمت اور جب فرشتے ہو تو استغفار۔

یہاں صلوة سے مراد نماز ہے۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱ کتاب الایمان ص ۳۰۲)



(۲) ان پر قائم رہنا اور دیگر فرائض و واجبات کی پاسداری بھی لازم رہے گی ایسا نہیں کہ ان پر ایک بار عمل کر لیا یا ان پر عمل کرتا رہا دیگر فرائض پر عمل نہ کیا تو اسلام مکمل ہو گیا۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے، ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً“۔
ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈرو اور اس کی رضا پر۔

(۴) علی کو اگر کسی معنی میں نہ لیا جائے تو معنی ہوگا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے۔

علنی بمعنی ہانہ لینے کی صورت میں ترجمہ ہوگا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں سے رکھی گئی ہے یعنی اسلام پانچ ارکان کے

اوپر اوپر ہے، اسلام الگ ہے اور پانچ ارکان الگ شے ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ علی ہاء کے معنی میں ہے اور معنی ہوگا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان کے ساتھ رکھی گئی ہے۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: مگر اپنی بیبیوں (سے)۔

(۶) اگر علی بمعنی من ہو تو معنی ہوگا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان سے رکھی گئی ہے جو کہ عمارت کے اصول کی سی حیثیت رکھتے ہیں وہ شہادتیں، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

(۷) شعبہ درخت کی شاخ کو کہتے ہیں، یہاں خصلت مراد ہے۔ یعنی معمولی کام سے لے کر اعلیٰ کام تک سب خصلتیں ہیں کسی کو نہ چھوڑو۔ یعنی کلمہ طیبہ پڑھتے رہنا اس کی عادت ڈال لینا، مردے کو کلمہ طیبہ کا ثواب پہنچانا تیجہ وغیرہ کرنا اس حدیث سے ماخوذ ہے کہ افضل عبادت کا ثواب بھی افضل ہے یہ ہی بخشا چاہیے (اسی طرح) پتھر، اینٹ یا لکڑی وغیرہ جس سے لوگ الجھیں یا ٹھوکر کھائیں دور کر دینا ثواب ہے ایسے ہی مخلوق کو فائدہ پہنچانا بڑا ثواب ہے حتیٰ کہ پانی پلانا اسی لیے بعض لوگ سیلیں لگاتے ہیں۔ (مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان ص ۴۶)

ارکان خمسہ کی تعریف:

شہادت توحید:

لغوی معنی: "أَلْحَكُمُ بَأَنَّ الشَّيْءَ وَاحِدٌ أَلْعَلْمُ بَأَنَّهُ وَاحِدٌ"۔

کسی شے کے اکیلا ہونے کے حکم اور اسے یکتا جاننے کو توحید کہتے ہیں۔ (التعریفات ص ۵۷ دار المنار)

اصطلاحی تعریف: "اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات اور احکام و افعال میں شریک سے پاک ماننا توحید ہے۔"

شہادت رسالت: جو کچھ رسول اللہ ﷺ شریعت لائے اسے سچا جاننا اور آپ ﷺ کو نبی تسلیم کرنا۔

(۲) نماز: نماز کے لغوی معنی "عِبَادَةٌ عَنِ الدُّعَا"۔

اصطلاحی معنی: "عِبَادَةٌ عَنِ الْأَرْكَانِ وَالْأَفْعَالِ الْمَخْصُوصَةِ"۔ مخصوص افعال کے ساتھ مخصوص ارکان کو ادا کرنا

(حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ ص ۲۳۰ تا ۲۳۱ مکتبہ غوثیہ کراچی) نماز کہلاتا ہے۔

(۳) زکوٰۃ:

زکوٰۃ کے لغوی معنی: النماء بڑھوتی کے ہے۔ (حاشیہ بذریعہ النجاشی علی نور الایضاح کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۵ مکتبہ ضیائیہ)

زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف: "هِيَ تَمْلِيكَ مَالٍ مَخْصُوصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوصٍ"۔

(نور الایضاح کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۵)

مخصوص مال کا مخصوص شخص کو مالک بنا دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔

(۴) حج:

حج کے لغوی معنی: ”الْقَصْدُ إِلَى مُعْظِمٍ“۔ معظم شے کی طرف قصد کرنا۔

حج کا اصطلاحی معنی: هُوَ زِيَارَةُ بَقَاعِ مَخْصُوصَةٍ بِفِعْلِ مَخْصُوصٍ فِي أَشْهُرٍ مَخْصُوصٍ دُنُوں میں مخصوص افعال کے

(نور الايضاح کتاب الحج ص ۱۷۲ مکتبہ ضیائیہ)

ساتھ مخصوص مقامات کی زیارت کرنا حج کہلاتا ہے۔

(۵) روزہ:

روزہ کے لغوی معنی: ”الْإِمْسَاكُ عَنِ الْفِعْلِ وَالْقَوْلِ“ قول و فعل سے روکنا۔

اصطلاحی معنی: ”لَهُوَ عِبَادَةٌ عَنْ تَرْكِ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ وَالْجَمَاعِ مِنَ الصُّبْحِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ بِنِيَّةِ

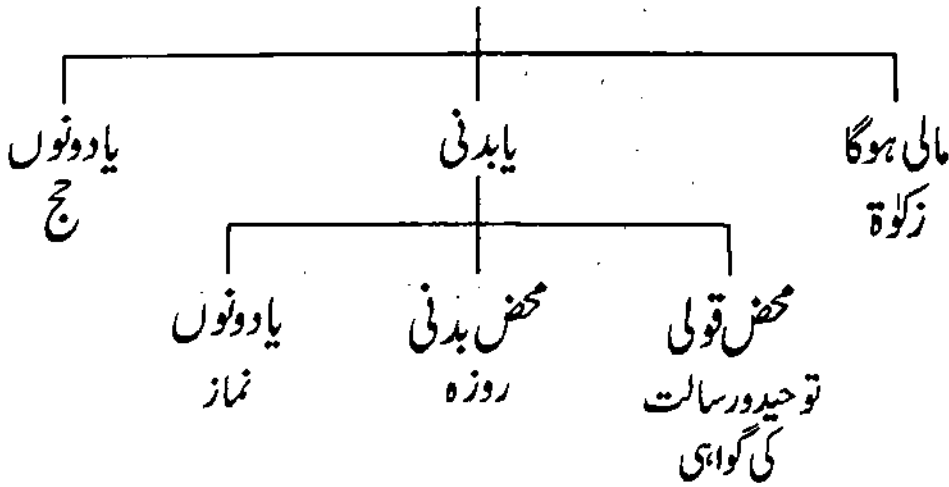
التَّقَرُّبِ مِنَ الْأَهْلِ“۔

روزے کے اہل کا صحیح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے، جماع کرنے سے ہیبتِ ثواب رکنا رہنا۔

(فتاویٰ عالمگیری کتاب الصوم الباب الاول ص ۲۱۴)

ارکانِ خمسہ کا نقشہ

ارکانِ خمسہ



(۸) اس حدیث مبارکہ میں حج، صوم پر مقدم ہے حالانکہ روزہ ۲ھ میں اور حج ۹ھ میں فرض ہوا، لہذا صوم کو حج پر مقدم

ذکر کرنا چاہیے تھا نیز مسلم شریف میں سعد بن عبیدہ کی روایت میں صوم، حج پر مقدم مذکور ہے یہاں تک کہ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایک شخص نے کہا، ”وَالْحَجُّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ“، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا نہیں، ”صِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ“، میں نے اسی طرح نبی مکرم ﷺ سے سنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بطریق مسلم میں حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو روایت کرتے ہیں

اس میں بھی صوم، حج پر مقدم ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر روایت بالمعنی ہے اور واو چونکہ مطلق جمع کیلئے آتا ہے ترتیب نہیں چاہتا اس لیے کوئی

حرج نہیں۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

بُنِيَ: بنیاد رکھی گئی۔ شَهَادَةٌ: گواہی دینا۔ اِقَامَ: قائم کرنا۔ اِيتَاءٌ: دینا۔ تَمَّ: فعل ماضی مثبت معروف، پورا کیا

اس ایک مرد نے۔

اَزْكَانٌ: حصے، رُكْنٌ کی جمع ہے۔ شُبَّهَ: فعل ماضی مثبت مجہول۔

هَدِيمٌ: فعل ماضی مثبت معروف۔ بِنَا: بنیاد۔ بِالْاِشْرَارِ: شر کی جمع، شریروں۔ تَنْقَاذٌ: پیروی کی جائے گی۔

فَوْضَى: برابر۔ سَوَاةٌ: سردار۔ جُهَّالٌ: بہت سارے جاہل (بے وقوف)، جاہل کی جمع۔ سَادُوا: فعل ماضی مثبت

معروف، سردار ہوئے وہ سب مرد۔ عُمَدٌ: ستون جِ عِمَادٍ۔ لَمْ تُرْسْ: گاڑی نہ جائے گی۔ اَوْتَاذٌ: میخیں مفرد و تَدَّ۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الرَّابِعُ.....﴾

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: (إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، وَيُؤَمَّرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَيْبِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَهَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ. فَوَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنْ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنْ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ. قَوْلُهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: (وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ)، أَي: شَهِدَ اللَّهُ لَهُ بِأَنَّهُ الصَّادِقُ، وَالْمَصْدُوقُ بِمَعْنَى الْمَصْدُوقِ فِيهِ. قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ) يَحْتَمِلُ أَنْ يُرَادَ أَنَّهُ يُجْمَعُ بَيْنَ مَاءِ

الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فَيَخْلُقُ مِنْهُمَا أَلْوَدٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿خَلَقَ مِنْ مَاءٍ ذَافِقٍ﴾. [الآية، [الطارق: ٦]

وَيَحْتَمِلُ أَنْ الْمُرَادُ أَنَّهُ يُجْمَعُ مِنَ الْبَدَنِ كُلِّهِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ قِيلَ: إِنَّ النُّطْفَةَ فِي الطَّوْرِ الْأَوَّلِ تَسْرِي فِي جَسَدِ الْمَرْأَةِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَهِيَ أَيَّامُ التَّوْحْمَةِ، ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ تَجْمَعُ وَيُنْزَرُ عَلَيْهَا مِنْ تَرْبَةِ الْمَوْلُودِ فَتَصِيرُ عَلَقَةً ثُمَّ يَسْتَمِرُّ فِي الطَّوْرِ الثَّانِي فَيَأْخُذُ فِي الْكَبْرِ حَتَّى تَصِيرَ مُضْغَةً، وَسُمِّيَتْ مُضْغَةً لِأَنَّهَا بِقَدْرِ اللَّقْمَةِ الَّتِي تَمَضْغُ، ثُمَّ فِي الطَّوْرِ الثَّلَاثِ يُصَوِّرُ اللَّهُ تِلْكَ الْمُضْغَةَ وَيَشُقُّ فِيهَا السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالشَّمَّ وَالْقَمَّ، وَيُصَوِّرُ فِي دَاخِلِ جَوْفِهَا الْحَوَائِيَّ وَالْأَمْعَاءَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ [الآية [آل عمران: ٦]، ثُمَّ إِذَا تَمَّ الطَّوْرُ الثَّلَاثُ وَهُوَ أَرْبَعُونَ صَارَ لِلْمَوْلُودِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ نَفِخَتْ فِيهِ الرُّوحُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَأَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّن تَرَابٍ﴾ يَعْنِي: أَبَاكُمْ آدَمَ ﴿ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ﴾ يَعْنِي ذُرِّيَّتَهُ، وَالنُّطْفَةُ: الْمَنِيُّ، وَأَصْلُهَا الْمَاءُ الْقَلِيلُ وَجَمْعُهَا نِطَاقٌ، ﴿ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ﴾ وَهُوَ الدَّمُ الْغَلِيظُ الْمُتَجَمِّدُ، وَتِلْكَ النُّطْفَةُ تَصِيرُ دَمًا غَلِيظًا، ﴿ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ﴾ وَهِيَ لَحْمَةٌ ﴿مُخَلَّقَةٌ وَغَيْرُ مُخَلَّقَةٍ﴾ [الح: ٥] - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مُخَلَّقَةٌ أَي: تَامَةٌ، وَغَيْرُ مُخَلَّقَةٍ أَي: غَيْرُ تَامَةٍ بَلْ نَاقِصَةٌ الْخَلْقِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مُصَوَّرَةٌ أَوْ غَيْرُ مُصَوَّرَةٍ، يَعْنِي السَّقِطُ. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: (إِنَّ النُّطْفَةَ إِذَا اسْتَقَرَّتْ فِي الرَّحِمِ أَخْلَقَهَا الْمَلَكُ بِكَيْفِهِ لِقَالَ: أَي رَبِّ مُخَلَّقَةٌ، أَوْ غَيْرُ مُخَلَّقَةٍ؟ فَإِنْ قَالَ: غَيْرُ مُخَلَّقَةٍ، قَدْ فَهَمْنَا فِي الرَّحِمِ دَمًا وَلَمْ تَكُنْ نَسَمَةً، وَإِنْ

قال: مُخَلَّقَةٌ، قَالَ الْمَلَكُ: أَي رَبِّ أَدَّكَرَ أَمْ أُنْثَى؟ أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟، مَا الرِّزْقُ وَمَا الأَجَلُ وَبِأَيِّ أَرْضٍ نَمُوثُ؟ فيقال له إِذْهَبْ إِلَى أُمِّ الكِتَابِ لِإِنِّكَ تَجِدُ فِيهَا كُلَّ ذَلِكَ. فليذهب ليجدها لى أُمِّ الكِتَابِ فليستخوها فلا تزال معه حتى ياتي الى آخر صفة).

وَلِهَذَا قِيلَ: أَلْسَعَادَةُ قَبْلَ الْوِلَادَةِ.

ترجمہ:

حضرت عبدالرحمن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اور آپ ﷺ صادق وصدوق ہیں (یعنی آپ ﷺ سچ بولنے والے ہیں اور آپ ﷺ کی صداقت مسلمہ ہے) تم میں سے ہر ایک کا مادہ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کی صورت میں جمع رہتا ہے پھر چالیس دنوں میں خون بن جاتا ہے پھر چالیس دن میں گوشت کا ٹوٹھڑا بن جاتا ہے پھر اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار باتوں یعنی اس کے رزق، موت، عمل اور بدبختی و نیک بختی کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے پس اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم میں سے ایک اہل جنت جیسے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پس اس پر لکھا ہوا سبقت لے جاتا ہے (یعنی غالب آ جاتا ہے) تو وہ جہنمیوں جیسے کام کرتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ روایت کیا اسے امام بخاری اور امام مسلم نے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان: ”وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ“۔

یعنی اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کے صادق ہونے کی گواہی (وحی کے ذریعے) دی اور اسی گواہی کی وجہ سے آپ ﷺ صدوق بھی ہوئے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ“۔ (رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے دو احتمال ہیں)۔

یہ فرمان احتمال رکھتا ہے کہ مرد و عورت کے نطفوں کو رحم مادر میں جمع کیا جاتا ہے پھر ان دونوں سے بچے کو پیدا کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ ذَافِقٍ“۔ [الطارق] (۳)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد تمام بدن کو (ماں کے پیٹ میں) جمع کیا جاتا ہے (اور اس کے تین مرحلے ہیں)۔

(جب نطفہ باپ کی پشت سے رحم مادر میں منتقل ہوتا ہے) تو وہ نطفہ پہلے مرحلے میں رحم مادر کے اندر چالیس دن تک سرایت کرتا

(تیرتا) رہتا ہے اور یہ ایام (وقت) عورت کی صحت کے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد (یعنی چالیس دن گزرنے کے بعد) نطفہ دوسرے مرحلے میں جمع کیا جاتا ہے اور اس پر اس کی قبر کی مٹی ڈالی جاتی ہے (اور اس مٹی کے ساتھ اسے گوندھا جاتا ہے) جس کی وجہ سے وہ جما ہوا خون ہو جاتا ہے۔

(جب جما ہوا خون بڑھنا شروع ہوتا ہے تو) تیسرے مرحلے میں بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے جسے مضغہ کہتے ہیں اسے مضغہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اس لقمہ کے برابر ہوتا ہے جسے چبایا جاتا ہے۔ (اور چالیس دن اسی حالت میں رہتا ہے) تو اللہ عزوجل اسی عرصہ میں اس گوشت کے لوتھڑے کو شکل انسانی عطا فرماتا ہے۔ (اس میں آنتیں، کان، ناک، آنکھیں، منہ) پیٹ میں آنتیں وغیرہ پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے، ”هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ“ [ال عمران ۶] (۴)

پھر جب تیسرا مرحلہ جو چالیس دن کا ہوتا ہے (یعنی ہر مرحلہ چالیس دن کا ہوتا ہے) تو اس طرح مولود (چار ماہ) کا ہو جاتا ہے جس میں اللہ عزوجل روح پھونکتا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے، ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن تُرَابٍ“ [حج ۵] (۵)

یعنی تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام ”ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ“ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو اور نطفہ منیٰ کو کہتے ہیں اور نطفہ کی اصل ماء قلیل (بالکل تھوڑا سا پانی) ہے (۶) اس کی جمع نطفات آتی ہے ”ثُمَّ مِن عَلَقَةٍ“ علقہ جسے ہوئے گاڑھے خون کو کہتے ہیں اور وہ نطفہ گاڑھا خون ہو جاتا ہے، ”ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ“ مضغہ گوشت کے لوتھڑے کو کہتے ہیں۔ ”مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ“ (۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مخلوقہ کی تامہ اور غیر مخلوقہ کی غیر تامہ یعنی ناقصۃ الخلق (ناقص پیدائش)

سے تفسیر فرمائی ہے اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے مخلوقہ تفسیر کی مصورۃ سے یعنی پوری انسانی صورت پر بچہ پیدا ہوتا ہے اور غیر مخلوقہ کی غیر مصورۃ سے کی یعنی انسانی صورت میں مکمل نہیں ہوتا کہ پہلے ہی حمل گر جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”بے شک جب نطفہ رحم مادر میں قرار پکڑتا ہے تو فرشتہ اسے اپنی ہتھیلی میں

پکڑتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے رب عزوجل! یہ مخلوقہ ہے یا غیر مخلوقہ؟ اگر اللہ عزوجل ارشاد فرمائے غیر مخلوقہ تو فرشتہ اسے رحم

مادر میں اس نطفہ کو پھینک دیتا ہے اس حال میں کہ وہ خون ہوتا ہے جس میں سانس نہیں ہوتا (یعنی ذی روح یعنی انسان نہیں ہوتا)

اور اگر اللہ عزوجل فرمائے مخلوقہ تو فرشتہ عرض کرتا ہے اے میرے رب عزوجل مذکر ہے یا مؤنث، بد بخت ہے یا سعادت مند؟ اس کا

رزق کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ کس زمین پر مرے گا؟ پس اس فرشتے سے کہا جائے گا تو ام الکتاب کی طرف جا، بے شک تو اس میں ان تمام کو پائے گا پس وہ لوح محفوظ کی طرف جاتا ہے تو لوح محفوظ میں ان تمام کو پالیتا ہے اور ان تمام کی تفصیل کو نقل کرتا ہے لہذا وہ تمام ان کی تفصیل (نامہ اعمال) ہمیشہ اس کے پاس رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخری صفت تک پہنچ جاتا ہے۔

(معلوم ہوا کہ تخلیق انسانی سے قبل ہی اس کے بارے میں (تقدیر کو) لکھ دیا جاتا ہے) اسی وجہ سے فرمایا گیا ہے

”السَّعَادَةُ قَبْلَ الْوِلَادَةِ“ سعادت مندی ولادت سے پہلے ہے۔

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں حکم مادر کے اندر تخلیق انسانی کے مراحل اور اس کی تقدیر کا بیان ہے۔

(۱) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد الرحمن اور ابن ام عبد ہے۔ قبیلہ بنی ہزیل سے ہیں، قدیم الاسلام اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اسلام لائے۔ صاحب ہجرتین ہیں کہ اول حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ پاک کی جانب ہجرت کی۔ بدر اور تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے، حضور ﷺ کے نعلین بردار اور صاحب اسرار تھے، سفر میں حضور ﷺ کی مسواک اور پانی، لوٹا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہتا تھا۔ عہد فاروقی میں کوفہ کے قاضی رہے، عہد عثمانی میں مدینہ پاک آگئے۔ ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی، ۳۲ھ میں مدینہ پاک میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ خلفائے راشدین کے بعد بڑے فقیہ اور عالم صحابی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ (مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول باب الکبار وعلامات الخفاق، الفصل الاول صفحہ نمبر ۷۸)

(۲) صادق المصدوق کے کہتے ہیں۔

صادق وہ ہے جس کے سارے اقوال سچے ہوں، مصدوق وہ جس کے سارے اعمال سچے ہوں، یا صادق وہ جو ہوش سنبھال کر سچ بولے اور مصدوق وہ جو پہلے ہی سے سچا ہو یا صادق وہ جو واقعہ کے مطابق خبر دے اور مصدوق وہ کہ جو اپنی زبان مبارک سے کہہ دے، واقعہ اس کے مطابق ہو جائے۔ حضور ﷺ میں یہ سارے اوصاف جمع ہیں۔

(مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول باب الایمان بالقدر صفحہ ۹۸)

صادق کی تعریف: جو اپنے قول و فعل میں سچا ہو۔

مصدوق کی تعریف: جس کے سچے ہونے کی گواہی کوئی دوسرا دے۔

لہذا رسول اللہ ﷺ صادق بھی ہیں کیونکہ آپ ﷺ اپنے ہر قول و فعل میں سچے تھے اور آپ ﷺ کے قول و فعل میں واقعی سچے ہونے کی گواہی اللہ عزوجل نے دی لہذا حضور ﷺ مصدوق بھی ہیں۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: بنایا گیا جست کرتے (اچھلتے ہوئے) پانی سے۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اس آیت کے تحت فرماتے ہیں، منکرین قیامت کو قیامت پر دو شبے تھے، ایک یہ کہ بے شمار انسانوں کے جسمی اجزاء کا سمندر و خشکی میں پھیل جانے کے بعد جمع فرمانا، اور ان کی چھانٹ کہ کسی کے بدن کا کوئی جز دوسرے کے بدن میں نہ پہنچ سکے ناممکن ہے، دوسرے یہ کہ ان کے اجزاء کو پھر انسانی شکل دینا غیر ممکن ہے ان دونوں شبہوں کو اس آیت میں جمع فرمایا کہ تمہارے نباتاتی اور حیوانی اجزاء جن سے نطفہ بنا، پھر تمہارے جسم بنے عالم میں متفرق تھے ہم نے انہیں جمع فرما کر شکل انسانی بخشی، جس دانہ یا سبزی یا گوشت سے زید کا نطفہ بننے والا تھا وہ بکر کے باپ کے پیٹ میں نہ پہنچ سکا ایسے ہی آئندہ تمہیں دوبارہ بنایا جائے گا۔

(تفسیر نور العرقان)

(۴) ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اس آیت مقدسہ کے تحت لکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ رب عزوجل کے مقبول بندوں کے کام رب عزوجل کے کام ہیں کیونکہ رحم میں بچہ بنانا فرشتہ کا کام ہے مگر چونکہ وہ رب عزوجل کے حکم سے ہے اس لیے رب عزوجل کا کام قرار پایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی شکل و صورت انسان کے اعمال کا نتیجہ نہیں رب عزوجل کی مشیت سے ہے مگر آخرت میں اعمال کے مطابق صورت ہوگی۔

[آل عمران ۱۰۶] (تفسیر نور العرقان)

”تَبَيُّضٌ وَجُودٌ وَ تَسْوَدٌ وَجُودٌ“۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا

کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی۔

قوله صلى الله عليه وسلم: (فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ) أَي: الَّذِي سَبَقَ فِي الْعِلْمِ، أَوِ الَّذِي سَبَقَ فِي اللُّوْحِ

الْمَحْفُوظِ، أَوِ الَّذِي سَبَقَ فِي بَطْنِ الْأُمِّ. وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ الْمَقَادِيرَ أَرْبَعَةٌ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ) هُوَ تَمَثِيلٌ وَ تَقْرِيْبٌ، وَالْمُرَادُ لِقِطْعَةً مِنَ

الزَّمَانِ مِنْ آخِرِ عُمُرِهِ وَ لَيْسَ الْمُرَادُ حَقِيقَةَ اللِّبْرَاعِ وَ حُدُودِهِ مِنَ الزَّمَانِ، فَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ مَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَ الْمُسْلِمُ إِذَا تَكَلَّمَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ دَخَلَ النَّارَ.

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى عَدَمِ الْقَطْعِ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ أَوْ النَّارِ، وَإِنْ عَمِلَ سَائِرَ أَنْوَاعِ الْبِرِّ، أَوْ عَمِلَ سَائِرَ أَنْوَاعِ الْفِسْقِ، وَعَلَى أَنَّ الشَّخْصَ لَا يَتَكَبَّلُ عَلَى عَمَلِهِ وَلَا يَعْجَبُ بِهِ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي مَا الْخَاتِمَةُ. وَيُنْبَغِي لِكُلِّ أَحَدٍ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى حُسْنَ الْخَاتِمَةِ وَيَسْتَعِينَهُ بِاللَّهِ تَعَالَى مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ وَشَرِّ الْعَاقِبَةِ. قَبْلَ قِيلَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا» [الكهف: ٣٥] ظَاهِرُ الْآيَةِ أَنَّ الْعَمَلَ الصَّالِحَ مِنَ الْمُخْلِصِ يُقْبَلُ، وَإِذَا حَصَلَ الْقَبُولُ بِوَعْدِ الْكَرِيمِ آمِنَ مَعَ ذَلِكَ مِنْ سُوءِ الْخَاتِمَةِ.

فَالْجَوَابُ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ مُعَلَّقًا عَلَى شَرْطِ الْقَبُولِ وَحُسْنِ الْخَاتِمَةِ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ مَنْ آمَنَ وَأَخْلَصَ الْعَمَلَ لَا يَخْتِمُ لَهُ دَائِمًا إِلَّا بِخَيْرٍ، وَأَنَّ خَاتِمَةَ السُّوءِ إِنَّمَا تَكُونُ فِي حَقِّ مَنْ أَسَاءَ الْعَمَلَ أَوْ خَلَطَهُ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ الْمَشُوبِ بِنَوْعٍ مِنَ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ الْحَدِيثُ الْآخَرُ (إِنَّ أَحَدَكُمْ لِيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَمَّا يَتَذَوُّ لِلنَّاسِ)، أَيْ: فَيَمَّا يَظْهَرُ لَهُمْ صِلَاحٌ مَعَ فَسَادِ سِرِّيَّتِهِ وَخُبِّيَّتِهَا، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ الْحَلْفِ لِتَأْكِيدِ الْأَمْرِ فِي النَّفْسِ وَقَدْ أَقْسَمَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ﴾ [الذاريات: ٢٣]، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ [التحائم: ٤]. وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”لَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ“ یعنی جب بندہ عمل کرتا ہے تو اس (تین تقدیروں میں سے ایک تقدیر ضرور غالب آجاتی ہے) یعنی جو علم الہی عزوجل میں جو لکھا ہے وہ غالب آجاتا ہے یا جو لوح محفوظ میں لکھا ہے یا وہ جو ان کی ماؤں کے پیٹ میں لکھا تھا وہ غالب آجاتا ہے اور تقدیر کے بارے میں پہلے چار اقسام (مع تفصیل) پہلے گزر گئی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان (حَقِّي مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ) اس حدیث مبارکہ میں ذراع کا ذکر کرنا بطور تمثیل و تقریب ہے جس سے مراد اس کی زندگی کا آخر وقت ہے ھیئت ذراع مراد نہیں۔ بے شک کافر (اپنی آخری عمر میں) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہتا ہے پھر مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا اور مسلمان اپنی آخری عمر میں کفر بکتا ہے (اور مر جائے) تو جہنم میں داخل ہوگا۔ (استغفر اللہ)

اس حدیث مبارکہ کی دلالت (درج ذیل) باتوں پر بھی ہوتی ہے

(۱): جنت میں دخول قطعی نہیں اگرچہ مسلمان تمام نیکیاں کر لے۔ (۸)

(۲): دوزخ میں کافر کا دخول قطعی نہیں اگر تمام برائیاں کر لے۔ (۹)

(۳): ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرے اور نہ ہی فخر کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا اس کا خاتمہ کس پر ہوگا۔

(۴): ہر ایک کیلئے مناسب یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے حسن خاتمہ کا سوال کرتا رہے اور برے انجام، برے خاتمے سے اللہ

عزوجل کی پناہ مانگتا رہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ الدِّينَ أَمْنٌ وَأَعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا"۔

(الکہف: ۳۰) (۱۰)

اس آیت مقدسہ کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مخلص نیک آدمی کا اچھا عمل مقبول ہے جب مقبولیت کا وعدہ کریم

(اللہ عزوجل) نے کر لیا اور برے خاتمہ سے امن دے دیا (اور یہ آیت حدیث پاک کے خلاف ہے)۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے اس اعتراض کے دو جواب ارشاد فرمائے، جواب دو طرح ہے:

(۱): اعمال کا ضائع نہ کرنا مقبولیت اور حسن خاتمہ کی شرط پر معلق ہے۔

(۲): جو ایمان لائے اور اپنے عمل کو خالص رضائے الہی عزوجل کیلئے کریں تو اس کا خاتمہ بالآخر ہی ہوتا ہے۔ برا خاتمہ اس

کا ہوگا جو برے اعمال کرے گا یا جو اپنے اعمال صالحہ کو ریاکاری (لوگوں کو دکھانے کیلئے عمل کرنا) کے ساتھ ملائے گا۔

اس پر دوسری حدیث مبارکہ بھی دلالت کرتی ہے۔ (۱۱)

بے شک تم میں سے ایک (آدمی) جنتیوں والے عمل محض لوگوں کی نظر میں کرتا ہے (یعنی بظاہر عمل اچھا مگر ریاکاری

دکھاوے کی وجہ سے انجام برا ہوتا ہے) یعنی لوگوں کیلئے عمل اچھا ظاہر ہوتا ہے مگر اس عمل کے اندر درحقیقت درستی نہ ہوگی اور حدیث

مبارکہ میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ کسی بات کو پختہ کرنے کیلئے نفوس کی قسم اٹھانا جائز ہے۔

[الذاریات: ۲۳] (۱۲)

تحقیق اللہ عزوجل نے قسم بیان فرمائی "فَلَوْ رَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقُّ"۔

[التغابن: ۷] (۱۳)

اللہ عزوجل نے فرمایا، "قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَنَّ ثُمَّ لَتَنْبُوْنَ بِمَا عَمِلْتُمْ"۔

(۶): حدیث ثانی میں۔

(۷): اگر گمراہ لوگوں کی صحبت اختیار کرے، برے عقائد اختیار کرے تو خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے نیز نیکو کار کو اپنے نیک اعمال پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنے رب عزوجل کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا رہے کہ نہ جانے خاتمہ بالخیر ہوگا یا نہیں۔

(۸): کافر و بدکار کو اپنے گناہوں کی وجہ سے مایوس ہو کر گناہوں کا سلسلہ جاری نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اپنے رب عزوجل سے معافی مانگے ممکن ہے کہ نیک آدمی کی صحبت مل جائے اور اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لے، لہذا مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہنا اور سمجھنا لازم ہے۔ مومن و کافر ہونے کی سند خاتمے پر ملتی ہے۔

(۹): ترجمہ کنز الایمان: اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے نیک (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔

(۱۰): امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی منہاج العابدین میں فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ بندہ پر لازم ہے کہ اپنے عمل کو دس چیزوں سے محفوظ رکھے

(۱): نفاق سے۔ (۲): ریاء سے۔ (۳): لوگوں سے میل جول سے۔

(۴): احسان جتلانے سے۔ (۵): اذیت دینے سے۔ (۶): ندامت سے۔

(۷): عجب سے۔ (۸): سستی اور کاہلی سے۔ (۹): ملامت کے خوف سے۔

(۱۰): (منہاج العابدین چھٹا باب صفحہ ۲۸۴ مکتبۃ المدینہ)

(۱۱): ترجمہ کنز الایمان: تو آسمان اور زمین کے رب (عزوجل) کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے۔

یہاں رب تعالیٰ نے اپنی قسم فرما کر قرآن کی حقانیت بیان فرمائی ہے اور سورہ یسین میں قرآن کی قسم فرما کر حضور ﷺ کی حقانیت بیان کی۔ (تفسیر نور العرقان)

(۱۲): ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب (عزوجل) کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کو تک (اعمال) تمہیں جتا دیے جائیں گے۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ تم میری قسم فرماؤ، جس سے معلوم ہوا کسی بات کو پختہ کرنے کیلئے کسی جان کی قسم اٹھانا مستحب ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿..... مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

الصَادِقُ الْمَصْدُوقُ: ایسا سچا جس کی سچائی تسلیم شدہ ہو۔

وَالْمَصْدُوقُ بِمَعْنَى "الْمَصْدُوقُ مُنْبِیْہ" یعنی مصدوق مبنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سچے ہونے میں ان کی تصدیق

فرمائی گئی ہے کہ آپ ﷺ ہر بات میں بالکل سچے ہیں۔

أَرْبَعِينَ يَوْمًا: چالیس دن۔ نَطْفَةٌ: مادہ منویہ۔ عِلَاقَةٌ: جما ہوا خون۔ أَلْرُوحُ: جان، نفس، وحی، امر الہی، قرآن۔

مَضْفَةٌ: گوشت کا ٹکڑا۔ بَارِعَ كَلِمَاتٍ: چار باتیں۔ ذِرَاعٌ: ایک ہاتھ (گز)۔

الطُّورُ الْأَوَّلُ: پہلا دور، پہلی حالت۔ تَسْرِيٌّ: فعل مضارع، سرایت کرنا۔ أَلْتَوْخَمَةُ: صحت۔ أَلْحَوَايَا:

کشمی ہوئی آنتیں، حویثہ کی جمع ہے۔ أَلْأَمْعَاءُ: آنتیں، مِعَاءُ کی جمع ہے۔

كَفٌّ: جھیلی۔ نَسْمَةٌ: زندگی کا سانس۔ ذَكَوٌّ: مرد۔ أُنْثَى: عورت۔ يَنْسِيخُ: فعل مضارع مثبت معروف،

کتاب کو نقل کرتا ہے وہ۔

السَّعَادَةُ: نیک بختی۔ تَكَلَّمَ: فعل ماضی مثبت معروف از باب تفعّل، کلام کیا اس نے۔

سَائِرٌ: چیز کا بقیہ۔ أَنْوَاعٌ: اقسام، نَوْعٌ کی جمع ہے۔ لَا يَتَكَلَّمُ: فعل مضارع منفی معروف، بھروسہ نہ کرے وہ۔

سُوءٌ: برائی، جِ اسْوَاءٌ۔

مُعَلَّقًا: لٹکایا ہوا، موقوف کیا ہوا۔ سَاءٌ: فعل ماضی مثبت معروف، خراب کیا یا بگاڑا اس ایک مرد نے۔ سَرِيوَةٌ: راز، دل، جمع

سَرَائِرٌ۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْخَامِسُ.....﴾

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: (مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ (مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ).
قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) أَيْ: مَرْدُودٌ. فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْعِبَادَاتِ مِنَ الْغَسْلِ، وَالْوُضُوءِ، وَالصَّوْمِ، وَالصَّلَاةِ إِذَا فَعَلْتَ عَلَى خِلَافِ الشَّرْعِ تَكُونُ مَرْدُودَةً عَلَى فَاعِلِهَا، وَأَنَّ الْمَاخُودَ بِالْعَقْدِ الْفَاسِدِ يَجِبُ رَدُّهُ عَلَى صَاحِبِهِ وَلَا يَمْلِكُ. وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلَّذِي قَالَ لَهُ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزْتَنِي بِأَمْرَائِهِ، وَأَنِّي أُخْبِرُكَ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمُ فَأَقْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رُدٌّ عَلَيْكَ). وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَنْ ابْتَدَعَ فِي الدِّينِ بَدْعًا لَا تَوَافَقَ الشَّرْعَ فَاتَّمَّهَا عَلَيْهِ، وَعَمَلَهُ مَرْدُودٌ عَلَيْهِ، وَأَنَّهُ يَسْتَحِقُّ الْوَعِيدَ، وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ أَخَذَتْ حَدَثًا أَوْ آوَى مَحْدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ).

ترجمہ:

حضرت ام المؤمنین ام عبد اللہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱) سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نکالی (ایجاد کی) جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔ روایت کیا اسے امام بخاری اور امام مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا دین نہیں وہ مردود (باطل) ہے۔

رسول اللہ ﷺ، ”مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ“ یعنی مردود۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں اس بات پر دلیل ہے کہ بے شک عبادات مثلاً غسل، وضو، روزہ اور نماز (وغیرہ) جب خلاف شرع ہوں تو وہ تمام عبادات اس کے کرنے والے پر لوٹا دی جاتی ہیں۔

اور اس بات پر بھی دلیل ہے کہ جو چیز عقد فاسد کے ذریعے لی جائے اس چیز کا اس کے مالک پر لوٹنا واجب ہے اور لینے

والا مالک نہیں ہوگا۔ (۳)

اور رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ بے شک میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا پس

اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا اور مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے اس (رجم) کے بدلے سو بکریاں اور ایک

لوٹڑی قدیدے دی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، لوٹڑی اور سو بکریاں تجھ پر لوٹادی جائیں۔ (۴)
اس حدیث مبارکہ (جو ابھی مذکور ہوئی) میں اس بات پر دلیل ہے کہ جس نے دین میں ایسی بدعت (نیا کام) ایجاد کی جو
شرع کے مطابق نہ ہو تو اس بدعت کا گناہ اس کے ایجاد کرنے والے پر ہے اور اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ (اس کا عمل
مقبول نہیں) وہ سزا کا بھی مستحق ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے (بری) بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ (ٹھکانا) دیا تو اس پر اللہ جل مجدہ کی لعنت
ہے۔ (۵)

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں خلاف شرع کام کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی

ام المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں، ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی صاحبزادی، آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی والدہ ام

رومان بنت عامر ابن عمویر ہیں۔

نبوت کے دسویں سال شوال کے مہینہ میں ہجرت سے تین سال قبل حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں، سات برس کی عمر
میں ہجرت سے ۱۸ ماہ کے بعد شوال کے مہینہ میں نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، نو سال تک حضور ﷺ کے ساتھ رہیں، حضور ﷺ کی
وفات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف اٹھارہ سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی کنواری بیوی
سے نکاح نہیں فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقیہہ، فصیحہ، حدیث کی حافظہ، قرآن کی بہترین مفسرہ تھیں۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے سینہ پر وفات پائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں دفن ہوئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ”۱۲۱۰“ احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۷ رمضان منگل کی شب ۵۷ ہجری
میں ۵۳ سال کی عمر پا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ امارت میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، باب الایمان والقدوم ۱۰۰)
(۲) یعنی وہ ایجاد کرنے والا مردود ہے یا اس کی یہ ایجاد مردود ہے، خیال رہے اس امر سے مراد دین اسلام اور ماسے مراد
عقائد یعنی جو شخص اسلام میں خلاف اسلام عقیدہ ایجاد کرے وہ شخص بھی مردود اور وہ عقائد بھی باطل لہذا روافض، قادیانی، وہابی وغیرہ
بہتر (۷۲) فرقے جن کے عقائد اسلام کے خلاف ہیں، باطل ہیں۔

یا ”امر“ سے مراد دین ہے اور ”ما“ سے مراد اعمال ہیں۔ (مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص ۱۲۵)

اور لیس منہ کے متعلق علی بن سلطان محمد القاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح میں نقل فرماتے ہیں

”وَلَفِي قَوْلِهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ إِشَارَةٌ إِلَى أَنْ إِحْدَاثَ مَا لَا يُنَاوِغُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ لَيْسَ مَلْعُومٌ“۔

حضور پر نور ﷺ کے قول لیس منہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کام قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو وہ مذموم نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، صفحہ ۲۱۵)

معلوم ہوا جو کام خلاف شرح نہ ہو اس کا کرنا جائز ہے مثلاً ایصالِ ثواب کیلئے قیل شریف کا ختم پاک، ۲، ربیع الاول کو پرچم کا

لہرانا، درود و سلام، ذکر اللہ عز و جل و ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محافل کا انعقاد کرنا بالکل کارِ ثواب ہے۔

(۳) ”إِنَّ الْمَاخُودَ مَا“ کا ”إِنَّ الْعِبَادَاتِ“ پر عطف ہے۔

عقد فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے بیع پر قبضہ کر لیا تو بیع کا مالک ہو گیا اور جب تک قبضہ نہ کیا ہو تو

مالک نہیں بائع کی اجازت صراحت ہو یا دلالت ہو۔ (بہار شریعت ج ۲، حصہ یازدہم بیع فاسد کے احکام، صفحہ ۷۱۳، مکتبۃ المدینہ)

اگر قبضہ کر لے تو اگرچہ ملک تو ثابت ہو گئی مگر تصرف کرنا حرام منسوخ کرنا لازم جیسا کہ علامہ شامی علیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا، ”أَنَّ

مِلْكًا خَبِيثًا حَرَامًا فَلَا يَجِلُّ أَكْلُهُ وَلَا بَيْسُهُ“۔

یعنی ملک سے مراد ملک خبیث حرام ہے جس کا کھانا پہننا حلال نہیں۔

(الدر المختار کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، مطلقاً فی شرط الفاسد، ج ۷، ص ۲۹۰)

(۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَا أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ الْقَضِ لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ بِكِتَابِ اللَّهِ إِنَّ

ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزْنِي بِأَمْرَائِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمُ فَأَقْتَدَيْتُ بِمَائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلَيْدَةٌ ثُمَّ

سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَرَزَعُمُوا أَنَّ عَلَى ابْنِي جِلْدَ مِائَةٍ وَتَفْرِبُ عَامٌ فَقَالَ وَاللَّيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا

بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلَيْدَةُ فَرُدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جِلْدُ مِائَةٍ وَتَفْرِبُ عَامٌ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَأَعِدْ

عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَارْجُمَهَا فَعَدَا أُنَيْسُ فَرَجَمَهَا“۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا

اس حال میں کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق

فیصلہ فرمائیں اس اعرابی کا محسم (مد مقابل) کھڑا ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے سچ کہا آپ ﷺ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں، بے شک میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا پس اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا تو مجھے لوگوں نے خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے سو بکریاں اور ایک لوٹھی فدیہ میں دی پھر میں نے اہل علم (علماء) سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطن ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور بالضرور تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) بہر حال بکریاں اور لوٹھی تجھ پر لوٹادی جائیں اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطن ہے۔ اور اے انیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اس کی بیوی کو لے جاؤ اور اسے رجم کر دو پس حضرت انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے گئے اور اسے رجم کر دیا۔

(صحیح البخاری ج ۲ کتاب الحارین من اہل الکفر والردۃ، ص ۱۰۱ تا ۱۰۱۱، مکتبہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۵) بدعت کا معنی: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ایسا کام جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو

(فتاویٰ فیض الرسول، ج اول کتاب العقائد ص ۶۲ مکتبہ شبیر برادرز)

بدعت کہتے ہیں۔

بدعت کی اصطلاحی تعریف: حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا شرع میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد

(فتاویٰ فیض الرسول، ج اول کتاب العقائد ص ۶۲ مکتبہ شبیر برادرز)

کرنا جو رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔

بدعت کی اقسام: بدعت کی نو اقسام ہیں

(۱) بدعت اعتقادی: وہ برے عقائد جو حضور ﷺ کے بعد اسلام میں ایجاد ہوئے جیسے وہابیوں، دیوبندیوں کا یہ عقیدہ

کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ پر قادر ہے۔

(۲) بدعت عملی: ہر وہ کام جو حضور ﷺ کے زمانہ پاک کے بعد ایجاد ہوا خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی اور خواہ وہ کام صحابہ کرام

علیہم الرضوان کے زمانہ میں ہو یا ان کے بعد۔

(۳) بدعت حسنہ: جو قرآن و حدیث کے اصول و قواعد کے مطابق ہو اور انہی پر قیاس کیا گیا ہو۔

(۴) بدعت واجبہ: جیسے قرآن و حدیث سمجھنے کیلئے علم نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر رد کیلئے دلائل قائم کرنا۔

(۵) بدعت مستحبہ: جیسے مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا، جیسے محفل میلاد شریف

وغیرہ۔

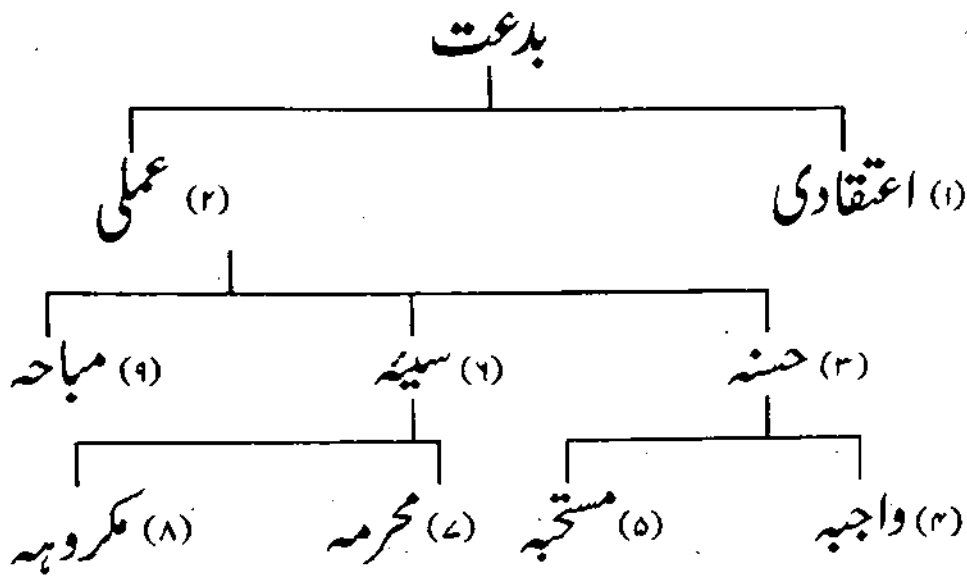
(۶) بدعت سیدہ: جو قرآن و حدیث کے اصول و قواعد کے مخالف ہو۔

(۷) بدعتِ محرّمہ: جیسے ہندوستان اور پاکستان کی مروجہ تعزیر داری۔

(۸) بدعتِ مکروہہ: جیسے خطبے کی اذان مسجد کے اندر پڑھنا۔

(۹) بدعتِ مباحہ: جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو اور جس کے کرنے نہ کرنے پر ثواب و عذاب نہ ہو جیسے

(سگریٹ، حقے کا پینا)۔ (مفصل از فتاویٰ فیض الرسول کتاب العقائد، ج اول صفحہ ۶۶ مکتبہ شبیر برادری)



☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

أَحَدَتْ: فعل ماضی ہے، وجود میں لایا۔ رَدَّ: لوٹانا، واپس کرنا۔

عَسِيفًا: مزدور، نوکرج عَسْفَاءَ۔ وَلَيْدَةً: لونڈی۔

أَوْبَى: فعل ماضی مثبت معروف از باب افعال لفيف مقرون، ٹھکانا دیا اس نے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ السَّادِسُ.....﴾

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْحَلَالَ بَيْنَ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ. أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمَى. أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (الْحَلَالَ بَيْنَ وَالْحَرَامَ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ... الخ) اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي حَدِّ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: أَلْحَلَالُ مَا دَلَّ الدَّلِيلُ عَلَى حِلِّهِ. وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: أَلْحَرَامُ مَا دَلَّ الدَّلِيلُ عَلَى تَحْرِيمِهِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ) أَي: بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، فَحَيْثُ انْتَفَتِ الشُّبُهَةُ انْتَفَتِ الْكِرَاهَةُ وَكَانَ السُّؤَالُ عَنْهُ بَدْعَةً. وَذَلِكَ إِذَا قَدِمَ غَرِيبٌ بِمَتَاعٍ يُبِيعُهُ فَلَا يَجِبُ الْبَحْثُ عَنْ ذَلِكَ، بَلْ وَلَا يَسْتَحَبُّ، وَيَكْرَهُ السُّؤَالُ عَنْهُ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ) أَي: طَلَبُ بَرَاءَةِ دِينِهِ وَسَلَامٍ مِنَ الشُّبُهَةِ. وَأَمَّا بَرَاءَةُ الْعَرَضِ فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَتْرُكْهَا تَطَاوُلَ إِلَيْهِ السُّفَهَاءُ بِالْغَيْبَةِ وَنَسَبُوهُ إِلَى أَكْلِ الْحَرَامِ فَيَكُونُ مُدْعَاةً لِيُوقِعَهُمْ فِي الْإِلْمِ وَقَدْ وَرَدَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقِفْ مَوَاقِفَ التُّهْمِ).

وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: (إِيَّاكَ وَمَا يَسْبِقُ إِلَى الْقُلُوبِ الْكَارَةُ، وَإِنْ كَانَ عِنْدَكَ اعْتِدَارَةٌ، فَرُبَّ سَامِعٍ نَكْرًا لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَسْمَعَهُ عُدْرًا). وَفِي صَحِيحِ التِّرْمِذِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ: (إِذَا أَحَدْتُ أَحَدَكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ)، وَذَلِكَ لِئَلَّا يَقَالَ عَنْهُ أَحَدٌ.

ترجمہ:

حضرت ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ ایسے امور ہیں جن میں

شبهہ ہے (یعنی ان کی حلت و حرمت میں شبہ ہے) بہت سے لوگ انہیں نہیں جانتے پس جو شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑا وہ حرام میں پڑ گیا جیسے وہ چرواہا جو سرکاری چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے قریب ہے کہ وہ (جالور) اس چراگاہ میں واقع ہو۔ خبردار بے شک ہر بادشاہ کی ایک (ممنوعہ) چراگاہ ہے۔ خبردار بے شک اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہیں اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ خبردار بے شک جسم میں گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے، خبردار وہ دل ہے۔ روایت کیا سے امام بخاری اور امام مسلم نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ“۔

حلال اور حرام کی تعریف میں علماء کرام (کَثَرَهُمُ النَّاسُ) نے اختلاف کیا (یعنی حلال و حرام کی تعریف میں علماء کرام کثرتاً اللہ کا اختلاف ہے)۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، حلال وہ ہے جس کی حلت (حلال ہونے) پر (شرع) میں دلیل ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، حرام وہ ہے جس کی تحریم (حرام ہونے) پر دلیل شرع میں ہو۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ“ یعنی حلال اور حرام کے درمیان بعض ایسے امور ہیں جو حلال و حرام کے ساتھ مشتبہ ہیں (۳) پس جب شبہ ختم ہو جائے تو کراہیت بھی ختم ہو جائے گی۔

اور اس کے بارے میں سوال کرنا (دریافت کرنا) بدعت ہے۔ مثلاً جب کوئی مسافر سامان کو فروخت کرنے کیلئے لائے تو اس (سامان) کے بارے میں بحث کرنا (معلومات لینا) واجب نہیں بلکہ بحث وغیرہ نہ کرنا مستحب اور اس کے بارے میں سوال کرنا مکروہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِزِّهِ“ یعنی اس نے اپنے دین کی براءت اور عزت کو طلب کیا (یعنی اپنے دین اور عزت کو بچایا) اور شبہ میں پڑنے سے بھی بچ گیا (۴) اور جب شبہ (والے کام) کو نہیں چھوڑتا تو بے وقوف لوگ اس کی غیبت کرنے کے ساتھ فخر کریں گے اور اس کی نسبت حرام کھانے کی طرف کریں گے۔ لہذا شبہ والے کام کرنے والا لوگوں کو گناہ میں مبتلا ہونے کی دعوت دینے والا ہوگا (یعنی لوگوں کے غیبت وغیرہ میں پڑنے کا سبب بنتا ہے)۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو“۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس چیز سے بچو جس کا دل انکار کرے اگرچہ تمہارے

پاس اس کا عذر ہو کیونکہ کتنے ہی سننے والے مگر ہوتے ہیں جسے تم اپنا عذر نہیں سنا سکتے اور صحیح ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جب تم میں سے کوئی ایک بے وضو ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی ناک کو پکڑے (۵) پھر وہ پھرے (یعنی نماز سے پھرے)۔“ اور (نماز سے نکلنے کا یہ طریقہ) اس لیے ہے تاکہ اس کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ اس سے ہوا خارج ہوئی۔

☆.....☆.....☆.....☆

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث پاک میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) امور شہوات یعنی وہ کام جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں ان سے بچنا چاہیے۔

(۲) دل کی درستی کا فرمایا گیا۔

(۱) حضرت ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

یہ بھی صحابی ہیں اور ان کے والد اور والدہ بھی۔ ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا یہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جب کوفہ حضرت مسلم، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت لینے گئے تو یہ کوفہ کے گورنر تھے یہ بظاہر لوگوں کو بیعت سے منع کرتے تھے اور اندر ترغیب دیتے تھے اور تباہ کاروان اہل بیت کو یزید پلید نے انہیں کی سپردگی میں مدینہ واپس کیا تھا۔ یہ حضرت عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے ”حمص“ کے والی تھے جب اہل حمص نے بغاوت کر دی تو یہ حمص سے نکل کر دمشق یا کہیں اور جا رہے تھے۔ خالد بن حلی کلابی نے دمشق اور حمص کے مابین یوم واسط کے معرکہ میں انہیں گھیر کر ۶۵ھ یا ۶۶ھ میں شہید کر دیا۔

نعمان نام کے تیس سے زائد صحابہ کرام (علیہم الرضوان) ہیں مگر نعمان بن بشیر یہی ہیں ان کی ماں مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھی۔ ان سے ایک سو چودہ احادیث مروی ہیں۔

(۲) ثمرہ اختلاف: اس میں اختلاف اس طرح ظاہر ہو گا کہ جس چیز کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کوئی دلیل

نہ ہو وہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حلال ہے مگر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حرام ہے۔

(۳) یعنی عام فرد امور مستہبات کے حلال و حرام میں فرق نہیں کر پاتا کیونکہ جسے اکثر لوگ نہیں جانتے مگر مجتہد دلیل شرعی

کے ذریعے اس کے حلال یا حرام ہونے کا قائل ہو جاتا ہے۔

(۴) ”وَأَمَّا بَرَاءَةُ الْعَرَضِ“ کا ”بَرَاءَةُ دِينِهِ“ پر عطف ہے۔

(۵) لوگ یہ گمان کریں کہ اس کی نکیر جاری ہو گئی ہے۔ سبحان اللہ عزوجل شریعت اسلامیہ کتنا احترام مسلم کرتی ہے مگر

بعض مسلمان شریعت اسلامیہ کا احترام نہیں کرتے۔

قوله عليه الصلاة والسلام: (لَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ) يَحْتَمِلُ أَمْرَيْنِ: أَحَلُّهُمَا أَنْ يَقَعَ فِي الْحَرَامِ وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ. وَالثَّانِي: أَنْ يَكُونَ الْمَعْنَى قَدْ قَارَبَ أَنْ يَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَمَا يَقَالُ: الْمَعَاصِي يَرِيدُ الْكُفْرَ. لِأَنَّ النَّفْسَ إِذَا وَقَعَتْ فِي الْمُخَالَفَةِ تَدْرَجُ مِنْ مَفْسَدَةٍ إِلَى أُخْرَى أَكْبَرَ مِنْهَا، قِيلَ: وَالِي ذَلِكَ الْإِشَارَةُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ﴾ [آل عمران: ١١٣]. يُرِيدُ أَنَّهُمْ تَلَدَّرُ جُورًا بِالْمَعَاصِي إِلَى قَتْلِ الْأَنْبِيَاءِ.

وفي الحديث: (لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتَقَطُّعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتَقَطُّعُ يَدُهُ)، أَي: يَتَدَرَّجُ مِنَ الْبَيْضَةِ وَالْحَبْلِ إِلَى نِصَابِ السَّرْقَةِ، وَالْحِمَى مَا يَحِمُّهُ الْغَيْرُ مِنَ الْحَشِيشِ فِي الْأَرْضِ الْمَبَاحَةِ لَمَنْ رَعَى حَوْلَ الْحِمَى يَقْرُبُ أَنْ تَقَعَ فِيهِ مَاشِيَتُهُ فَيَرَعَى فِيمَا حَمَاهُ الْغَيْرُ بِخِلَافِ مَا إِذَا رَعَى ابِلَةً بَعِيدًا مِنَ الْحِمَى. وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مُحْرَمٍ لَهُ حِمَى يُحِيطُ بِهِ، فَالْفَرْجُ مُحْرَمٌ وَحِمَاهُ الْفَخِذَانِ لِأَنَّهُمَا جُعِلَا حَرِيمًا لِلْمُحْرَمِ، وَكَذَلِكَ الْخَلْوَةُ بِالْأَجْنَبِيَّةِ حِمَى لِلْمُحْرَمِ، فَيَجِبُ عَلَى الشَّخْصِ أَنْ يَجْتَنِبَ الْحَرِيمَ وَالْمُحْرَمَ، فَالْمُحْرَمُ حَرَامٌ لِعَيْنِهِ، وَالْحَرِيمُ مُحْرَمٌ لِأَنَّهُ يَتَدَرَّجُ بِهِ إِلَى الْمُحْرَمِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً) أَي: فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا خَشَعَتْ خَشَعَتْ الْجَوَارِحُ، وَإِذَا طَمَحَتْ طَمَحَتْ الْجَوَارِحُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتْ الْجَوَارِحُ. قَالَ الْعُلَمَاءُ: الْبَدَنُ مَمْلُوكَةٌ وَالنَّفْسُ مَدِينَتُهَا، وَالْقَلْبُ وَسْطُ الْمَمْلُوكَةِ، وَالْأَعْضَاءُ كَالْخُدَامِ وَالْقُوَى الْبَاطِنِيَّةُ كَصِيَاحِ الْمَدِينَةِ، وَالْعَقْلُ كَالْوَزِيرِ الْمَشْفِقِ النَّاصِحِ بِهِ، وَالشَّهْوَةُ طَالِبُ أَرْزَاقِ الْخُدَامِ، وَالْقَضْبُ صَاحِبُ الشَّرْطَةِ، وَهُوَ عَبْدٌ مَكَارٌ خَبِيثٌ، يَتَمَثَّلُ بِصُورَةِ النَّاصِحِ وَبِصُحَّةِ سِمِّ قَاتِلٍ، وَذَائِبَةٌ أَبَدًا مَنَارِعَةُ الْوَزِيرِ النَّاصِحِ، وَالْقُوَّةُ الْمُخَيَّلَةُ فِي مُقَدِّمِ الدِّمَاغِ كَالْخَازِنِ، وَالْقُوَّةُ الْمُفَكِّرَةُ فِي وَسْطِ الدِّمَاغِ، وَالْقُوَّةُ الْحَافِظَةُ فِي آخِرِ الدِّمَاغِ، وَاللِّسَانُ كَالْتَرَجْمَانِ، وَالْحَوَاسُّ الْخَمْسُ جَوَاسِيسُ، وَقَدْ وَكَّلَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِصَنِيعٍ مِنَ الصَّنَاعَاتِ، فَوَكَّلَ الْعَيْنُ بِعَالِمِ الْأَلْوَانِ، وَالسَّمْعُ بِعَالِمِ الْأَصْوَاتِ، وَكَذَلِكَ سَائِرُهَا فَإِنَّهَا أَصْحَابُ الْأَخْبَارِ، ثُمَّ قِيلَ: هِيَ كَالْحَجَبَةِ تُوَصَّلُ إِلَى النَّفْسِ مَا تَدْرِكُهُ، وَقِيلَ: إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالشَّمَّ كَالطَّلَاقَاتِ تَنْظُرُ مِنْهَا النَّفْسُ، فَالْقَلْبُ هُوَ الْمَلِكُ فَإِذَا صَلَحَ الرَّاعِي صَلَحَتِ الرَّعِيَّةُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتِ الرَّعِيَّةُ، وَأَمَّا يَحْضُلُ صَلَاحُهُ بِسَلَامَتِهِ مِنَ الْأَمْرَاضِ الْبَاطِنَةِ

كَمَا الْغَلِّ وَالْحَقْدِ، وَالْحَسَدِ، وَالشَّحِّ، وَالْبُخْلِ، وَالْكِبْرِ، وَالسُّخْرِيَّةِ، وَالرِّيَاءِ، وَالسُّمْعَةَ، وَالْمَكْرَ، وَالْحِرْصَ،
وَالطَّمْعَ، وَعَدَمَ الرِّضَى بِالْمَقْدُورِ، وَأَمْرَاضَ الْقَلْبِ كَثِيرَةً تَبْلُغُ نَحْوَ الْأَرْبَعِينَ، غَافِلَانَا اللَّهُ مِنْهَا وَجَعَلْنَا مِمَّنْ
يَأْتِيهِ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ.

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”فَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ“۔

یہ فرمان عالی شان دو باتوں کا احتمال رکھتا ہے۔

(۱): انسان حرام میں پڑ جاتا ہے اس حال میں کہ وہ اسے حرام خیال نہیں کرتا۔

(۲): (حرام میں پڑتا تو نہیں ہوتا البتہ) شبہ والی چیز کی وجہ سے حرام میں پڑنے کے قریب ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ منقول ہے، ”الْمَعَاصِي بَدِيئَةُ الْكُفْرِ“ گناہ کفر کا ڈاکخانہ ہے۔

کیونکہ جب نفس خلاف شرع کام میں پڑتا ہے تو درجہ بدرجہ (آہستہ آہستہ) چھوٹے گناہ سے بڑے گناہ کی طرف جاتا

ہے اور کہا گیا ہے کہ اسی کی طرف اللہ عزوجل کے اس فرمان میں اشارہ ہے ”وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا

وَكَانُوا يَعْتَدُونَ“۔ [ال عمران ۱۱۲] (۶) اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ گناہوں کے سبب انبیاء علیہم السلام کے قتل پر جرأت کرتے

ہیں۔

حدیث پاک میں ہے، اللہ عزوجل نے لعنت فرمائی اس سارق (چوری کرنے والے) پر جو انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا

ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے یعنی انڈا، رسی (معمولی معمولی چیزوں کی چوری) سے

نصاب سرقہ تک کی چوری کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ (۷)

کسی کا مباح زمین میں گھاس وغیرہ کا روکنا حرامی کہلاتا ہے۔ (۸) لہذا جو چراگاہوں کے ارد گرد مویشیوں کو چراتا ہے تو

چرواہے کے مویشیوں کا چراگاہ میں واقع (داخل) ہونا قریب ہوتا ہے (بلکہ) یہاں تک کہ وہ غیر کی چراگاہ میں چراتا ہے برخلاف

اس چرواہے کے جو اپنے اونٹوں کو چراگاہ سے دور چراتا ہے۔ (اسی طرح) ہر حرام شے کیلئے ایک ممنوع چراگاہ ہے جو اس حرام شے

کو گھیرے ہوئے ہے۔ جیسے شرمگاہ حرام شے ہے جس کی چراگاہ دونوں رائیں ہیں کیونکہ یہ دونوں کو محرم (حرام شے) کیلئے حرام

(حرام کے بالکل قریب شے) بنایا گیا ہے اور اسی طرح لاجویہ عورت کے ساتھ خلوت کا اختیار کرنا محرم (حرام شے) کیلئے چراگاہ

ہے۔ لہذا ہر شخص پر حریم و حرام سے بچنا واجب ہے اور محرم حرام بعینہ ہے اور حریم محرم (حرام کا کنارہ) ہے جس کے ذریعے حریم کا ارتکاب کرنے والا محرم (حرام) شے میں آہستہ آہستہ پڑ جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”أَلَا وَ إِنَّ لِي الْجَسَدِ مُضْفَعًا“ یعنی جسم میں ایک گوشت کا ٹوٹھڑا ہے جب وہ عاجزی کرتا ہے تو اعضاء بھی عاجزی کرتے ہیں اور جب وہ سرکشی (نافرمانی) کرتا ہے تو اعضاء جسم بھی سرکشی کرتے ہیں اور جب وہ فاسد ہوگا تو اعضاء جسم بھی فاسد ہو گئے۔ (۹)

علماء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا، بدن مملکت ہے اور نفس اس کا شہر ہے، بدن ایک مملکت ہے اور دل مملکت کا مرکز ہے۔ اعضاء جسم رعایا، تو تین باطنہ شہر کی جائیداد، عقل اچھے برے کی پہچان بتانے والی ہے۔ شہوت رعایا کے رزق کا مطالبہ کرنے والی ہے، غصہ ایک سپاہی کی طرح ہے اور غصہ مکار خبیث ہوتا ہے جو کہ ناصح کی صورت اختیار کرتا ہے حالانکہ اس کی نصیحتیں زہر قاتل ہوتی ہیں اور اس کی عادت اچھے برے کی پہچان بتانے والے سے جھگڑا کرنا ہوتا ہے۔ قوت خمیلہ خازن کی طرح دماغ کے آگے ہوتی ہے قوت مفکرہ دماغ کے درمیان میں ہوتی ہے، قوت حافظہ دماغ کے آخر میں ہوتی ہے، زبان ترجمان کی طرح ہوتی ہے (۱۰)۔ حواس خمسہ (۱۱) جاسوس ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی کام کا وکیل بنایا گیا ہے یعنی ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی کام پر معمور کیا گیا ہے مثلاً آنکھ کو دنیا کے رنگوں (عالم الوان) کا کام سونپا گیا ہے، کان کو عالم اصوات (دنیا کی آوازوں) کا کام سونپا گیا، اسی طرح باقی حواس خمسہ کہ وہ بھی اصحاب اخبار (یعنی خبر دینے والے ہیں)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دربان کی طرح ہیں جو بات ان کو حاصل ہوتی ہے اسے نفس تک پہنچاتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ کان، آنکھ، خوشبو کھڑکیوں کی طرح ہیں جن سے نفس دیکھتا ہے اور دل جسم انسانی کا بادشاہ ہے۔ لہذا جب بادشاہ درست ہوگا تو رعایا بھی درست ہوگی جب بادشاہ بگڑ جائے تو رعایا بھی بگڑ جائے گی اور دل اس وقت درست ہوگا جب وہ امراض باطنہ جیسے دھوکا، کینہ، حسد، بخل، تکبر، حقارت، ریا کاری، شہرت، مکر، لالچ، تقدیر پر راضی نہ ہونا (وغیرہ وغیرہ) سے بچے گا اور امراض قلب (۱۲) تقریباً چالیس ہیں، اللہ عزوجل ہمیں ان سے بچائے اور ہمیں قلب سلیم والوں میں سے کر دے۔ (امین)

شرح:

(۶) ترجمہ کنز الایمان: اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے یہ اس لیے کہ نافرمانی بردار اور سرکش تھے۔

اس آیت مقدسہ کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں یعنی ان بد نصیبوں کو کفر و قتل انبیاء

(علیہم السلام) کی جرات اس لیے ہوئی کہ انہوں نے پہلے تو گناہ کیے پھر ان کے عقیدے بگڑے، انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا ہوا، پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفر کر بیٹھے آخر کار انبیائے کرام علیہم السلام جیسی ہستیوں کے قتل کے مرتکب ہو گئے۔

(تفسیر نعیمی ج ۳، سورۃ ال عمران ۱۱۲، ص ۱۰۱)

معلوم ہوا شبہ والی چیزوں سے بچنا چاہیے کہ جو لوگ بچتے نہیں اکثر کفر میں پڑ جاتے ہیں۔ لہذا شبہ والی اشیاء کو ترک کرنے

میں ہی عافیت ہے۔

حضرت بشر حافی علیہ رحمۃ الکانی کی بہن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، دریافت فرمایا، ہم اپنی چھتوں پر سوت کاتتے ہیں حکام کی مشعلیں جب نکلتی ہیں تو ہم پر روشنی پڑتی ہے اس روشنی میں کاتیں یا بند کر دیں؟ دریافت فرمایا، کون ہو؟ بتایا کہ بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہن ہوں۔ رونے لگے، فرمایا درع تمہارے گھر سے نکلا ہے تم اس کی روشنی میں مت کاتو۔

حضرت مالک بن دینار چالیس سال تک بصرہ میں رہے اخیر دم تک وہاں کی کھجوریں نہیں کھائی۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱، کتاب الایمان ص ۳۹۳)

(۷) اس حدیث میں انڈا، رسی وغیرہ کی چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے کا حکم اوائل اسلام میں تھا اب یہ منسوخ ہو گیا ہے

۔ عند الاحناف دس درہم سے کم پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے مرفوعاً مروی ہے، ”لَا تُقَطَّعُ الْيَدُ

(حاشیہ ابن عابدین کتاب السرقة ج ۶ صفحہ ۱۳۵)

فِي أَقْلٍ مِنْ عَشْرَةِ دِرَاهِمٍ“

”وَعَلَمَاؤُنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ اسْتَعْدُّوا بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

لَا قَطْعَ إِلَّا فِي دِينَارٍ أَوْ عَشْرَةِ دِرَاهِمٍ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَوْقُوفًا وَمَرْفُوعًا لَا تُقَطَّعُ الْيَدُ إِلَّا

فِي دِينَارٍ أَوْ فِي عَشْرَةِ دِرَاهِمٍ وَهَكَذَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَفِي الْحَدِيثِ الْمَعْرُوفِ لَا مَهْرَ أَقْلٍ مِنْ

(المسبوط للسرخسی جلد ۹ صفحہ ۱۳۷، دار المعرفۃ بیروت)

عَشْرَةٍ وَلَا قَطْعَ فِي أَقْلٍ عَشْرَةِ دِرَاهِمٍ“

اور ہمارے علماء (حناف) رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا وہ روایت

کرتے ہیں اپنے والد سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا سے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”قطع ید نہیں مگر ایک دینار یا دس

درہم میں“ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً و مرفوعاً روایت کرتے ہیں ہے کہ قطع ید نہیں مگر ایک دینار یا دس درہم میں

اور اس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور حدیث معروف میں ہے دس درہم سے کم مہر نہیں اور دس درہم سے کم

میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۸) حمی کا معنی: وہ ممنوعہ علاقہ (یعنی جس کے قریب جانا ممنوع ہو) جو کسی کی زیر نگرانی ہو۔

سلسلہ اسباب کی رو سے دل ہی کا نشان سب سے پہلے ماں کے پیٹ میں بنتا ہے اور خلقت تام ہونے اور نفع روح کے بعد ہی یہی سب سے پہلے حرکت میں آتا ہے اور مرنے کے وقت سارے اعضاء بیکار ہو جانے کے بعد یہی سب کے بعد بند ہوتا ہے اور یہی روح کا مرکز ہے۔ اگر یہ درست ہے تو سب درست اگر یہ بگڑا تو سب بگڑے۔ خیالات دل ہی میں پیدا ہوتے ہیں وہیں جڑ پکڑتے ہیں پھر دل ہی حکم کرتا ہے۔

صوفیاء کرام اپنے سارے اعمال و مشاغل پر دل کا تصفیہ مقدم رکھتے ہیں اور اس چیز سے بچتے ہیں جو اس میں مخل ہو۔ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے چھت سے گر کر جاں بحق ہو گئے۔ اطلاع ملی تو فرمایا، اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ جو مجھے اس کی طرف سے غافل کرتا اس کو لے لیا۔ (مخص: زینۃ القاری شرح صحیح البخاری، بیع اول کتاب الایمان، ص ۳۹۶)

(۹) کیونکہ دل مرکز ایمان ہے جس کی وجہ سے جسم دل کے تابع ہوتا ہے اگر دل اچھے کام کا مشورہ دے تو جسم کی حرکت پاکیزہ جس کی وجہ سے دل بھی پاکیزہ ہو جاتا ہے تو پھر کائنات کے مشاہدات کا ذریعہ یہی پاکیزہ دل ہوتا ہے جس کی وجہ سے دل دور و نزدیک کی باتوں، لوگوں کے سینوں کے اسرار بلکہ لوح محفوظ کو پڑھ لیتا ہے۔

مگر افسوس لوگ اپنے ظاہر کی تو فکر کرتے ہیں مگر باطن کی فکر نہیں کرتے۔ امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی منہاج العابدین میں نقل فرماتے ہیں، حضور ﷺ فرماتے ہیں

”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَ أَبْشَارِكُمْ وَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ“

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صرف ظاہری صورتوں اور کھالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو بھی دیکھتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دل رب العالمین جل مجدہ کی نظر کا مقام ہے تو اس شخص پر تعجب ہے جو ظاہر چہرے کا اہتمام کرے اسے دھوئے، میل کچیل سے ستھرا رکھے، تاکہ مخلوق اس کے چہرے کے کسی عیب پر مطلع نہ ہو مگر دل کا اہتمام نہ کرے جو رب العالمین عزوجل کی نظر کا مقام ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ دل کو پاکیزہ رکھے، اسے آراستہ کرے اور ستھرا رکھے تاکہ رب العالمین عزوجل اس میں کسی عیب کو نہ پائے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ دل گندگی، پلیدی اور غلاظت سے لبریز ہے مگر جس پر مخلوق کی نظر پڑتی ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اس میں کوئی عیب و قباحت نہ پائی جائے۔ (منہاج العابدین، چوتھی فصل دل کے بیان میں، صفحہ نمبر ۱۱۳)

دل کو دل کہنے کی وجہ، کسی شاعر نے کہا ہے:

وَرَأَى يَضْرِبُ بِاللِّسَانِ أَطْوَارًا

مَا سَمِيَ الْقَلْبُ إِلَّا مِنْ تَقَلُّبِهِ

قلب کا نام اس لیے قلب رکھا گیا ہے کہ یہ ہر آن اول بدل ہوتا رہتا ہے اور اس میں مختلف رائیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں، خیال رہے کہ عربی میں دل کو قلب کہتے ہیں قلب کے معنی ہیں الٹنا پلٹنا، چونکہ دل کبھی روح کی طرف ہو جاتا ہے جس سے اس پر نورانی تجلیاں پڑتی ہیں اور کبھی نفس کی طرف جس سے اس پر نفسانی تاریکیاں آ جاتی ہیں۔ گویا دل وہ بیٹھک ہے جس کے دو دروازے ہیں ایک یار کی طرف اور دوسرا اختیار کی طرف، یار والا دروازہ کھل جائے تو خلوت خانہ ہو جاتا ہے ورنہ جلوت خانہ، اس لیے اسے قلب کہتے ہیں۔

(مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجہاد الفصل الثانی صفحہ ۲۵۴ مکتبہ قادری پبلشرز)

(۱۰) یعنی زبان دل و دماغ کی عکاسی کرتی ہے لہذا دل و دماغ میں اچھے خیالات ہونے چاہیے اور زبان کی ہر دم حفاظت کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطعی جنتی ہیں مگر پھر بھی اپنی زبان اقدس کو پکڑ کر زبردستی کر کے، ”عَنْ أَسْلَمَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَهُوَ يَجْبُدُ لِسَانَهُ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ عَقَرَ اللَّهُ لَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ هَذَا أَوْ رَدَيْتِ الْمَوَارِدَ“۔ حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو وہ اپنی زبان اقدس کھینچ رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشے ٹھہریے، اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈالا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب حفظ اللسان والغیۃ والشم الفصل الثالث ص ۲۱۵)

لہذا ہمیں چاہیے کہ زبان سے اچھی بات نکالیں ورنہ خاموش رہتے ہوئے فکر آخرت میں غور و فکر کر لیں کہ یہ بھی قاعدہ سے خالی نہیں۔ ”عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَصِينٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصُّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً“۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا مقام و مرتبہ خاموشی کے ساتھ ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔

(۱۱) حواس خمسہ کی تعریفات:

(۱) بصر کی تعریف: ”هِيَ قُوَّةٌ مُتَرَبِّتَةٌ فِي الْعَصَبَيْنِ الْمَجْوُفَتَيْنِ اللَّعِينَيْنِ تَعْلَقُ الْبَيَانَ فَتَفْرُقَانِ إِلَى الْعَيْنَيْنِ“۔

وہ قوت ہے جو ان دو خالی پٹھوں میں رکھی گئی ہے جو مقدم دماغ سے مل کر دونوں آنکھوں کی طرف جدا ہوتے ہیں۔

(مختصر المعانی الفہم الثانی علم البیان ص ۳۲۳ قدیمی کتب خانہ)

(۲) سح کی تعریف: ”السَّمْعُ قُوَّةٌ رُبِّتْ فِي الْعَصَبِ الْمَفْرُوشِ عَلَى سَطْحِ بَاطِنِ الصِّمَاحَيْنِ يُنْزَكُ

بِهَا الْأَصْوَاتُ“۔

وہ ایسی قوت ہے جو کانوں کے سوراخوں کے اندرونی سطح پر بچھے ہوئے ٹٹھے میں رکھی گئی ہے۔

(۳) ذوق کی تعریف: ”هِيَ قُوَّةٌ مُنْبَثَةٌ فِي الْعَصَبِ الْمَفْرُوشِ عَلَى جَرْمِ اللِّسَانِ“۔

ذوق وہ قوت ہے جو جرم لسان (زبان کی جلد) پر بچھے ہوئے ٹٹھے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

(مختصر المعانی الفن الثانی علم البیان ص ۳۲۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) اشم کی تعریف: ”هِيَ قُوَّةٌ مُتَرَبِّتَةٌ فِي زَاوِيَةِ مُقَدِّمِ الدِّمَاغِ الشَّبِيهَتَيْنِ بِحَمَلَتَيِ النَّدِيِّ مِنَ

الرُّوَائِحِ“۔

شم وہ قوت ہے جو مقدم دماغ میں دو زائندوں میں سرپستان کے مشابہ رکھی ہوتی ہے (جیسے روائح)۔ (ایضاً)

(۵) لمس کی تعریف: ”هِيَ قُوَّةٌ مَسَارِيَةٌ فِي الْبَدَنِ كُلِّهِ يُنْزَكُ بِهَا الْمَوَسَّاتُ“۔

لمس وہ قوت ہے جو سارے بدن میں سرایت کی ہوتی ہے جس کے ذریعے ملموسات کا ادراک کیا جاتا ہے (جیسے حرارت

، پیرو دست، رطوبت و بیوست)۔ (ایضاً)

(۱۲) چند امراض قلب کی تعریفات:

(۱) دھوکا: ”الْبَخْدُ أَنْ تُوهِمَ غَيْرُكَ خِلَافَ مَا تُخْفِيهِ مِنَ الْمَكْرُوهِ لِتُزَلَّ عَمَّا هُوَ فِيهِ وَعَمَّا هُوَ

بِصَدِّهِ“۔

تیرا اپنے ساتھی کو اس کے خلاف وہم میں ڈالنا جسے تو چھپائے ہوئے ہے جو تیرے ساتھی کے نزدیک ناپسندیدہ ہے تاکہ تو

اسے پھسلانے جسمیں میں ہے (یعنی اسے اس کے مطلوب سے ہٹانا جو اسے حاصل ہو یا ہوگا۔ (تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۶۳)

(۲) کینہ: کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے اس سے غیر شرعی دشمنی و بغض رکھے، نفرت رکھے اور یہ

کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔ (احیاء العلوم کتاب ذم الغضب ج ۳ صفحہ ۲۲۳ مکتبہ دارصادر)

(۳) حسد کی تعریف: ”كِرَاهَةُ النِّعْمَةِ وَحُبُّ زَوَالِهَا عَنِ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِ“۔ منعم علیہ یعنی انعام یافتہ کی نعمت کو

ناپسند کرنا اور اس سے نعمت کا زوال پسند کرنا۔ (مغز ابواب من احیاء علوم الدین، بیان حسد ص ۵ مکتبہ المدینہ)

حسد کے معنی من لے صاحب خیر
تمنائے زوال نعمت غیر

(۴) بخل کی تعریف: "الْبَخْلُ هُوَ الْمَنْعُ مِنْ مَالِ نَفْسِهِ"۔

اپنے نفس کو مال خرچ کرنے سے روکنا۔ (الترغیبات باب الحماہ صفحہ ۳۳ مکتبہ دارالمنار)

(۵) تکبر کی تعریف: "أَنْ يَسْتَعْظِمَ لِنَفْسِهِ وَيَسْتَحْقِرَ غَيْرَهُ"۔

اپنے آپ کو بڑا (معظم) اور دوسروں کو حقیر جاننا۔ (منتخب ابواب احیاء علوم الدین بیان الکبر صفحہ ۱۲۷)

(۷) ریاکاری کی تعریف: اللہ عزوجل کی رضا کے علاوہ کسی اور ارادے سے عبادت کرنا (تاکہ عبادت پر لوگ آگاہ

نیکی کی دعوت حصہ اول ص ۶۶، مکتبہ المدینہ)

ہوں)۔

(۸) حقارت کی تعریف: "کسی کو اپنے سے کم تر جاننا"۔

(مفردات الفاظ القرآن ص ۶۹۷ دار القلم دمشق)

(۹) لالچ کی تعریف: "خواہشات کی زیادتی کے ارادے کو کہتے ہیں اور بری حرص یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کر لینے

کے باوجود دوسرے کے حصے کا لالچ رکھے یا کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص کہتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح کتاب الرقاق ج ۹ صفحہ ۱۱۹ دار الفکر بیروت)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

بَیِّنٌ: واضح۔ مُشَبَّهَاتٌ: جن چیزوں میں شبہ ہو، مُشَبَّهَةٌ کی جمع ہے۔

اسْتَبْرَأَ: فعل ماضی از باب استفعال، اس نے بچالیا۔ رَاعَى: چرواہا، اسم فاعل۔

الْحَمَى: چراگاہ۔ مَحَارِمٌ: محرم کی جمع، حرام چیزیں۔ حَلَدٌ: تعریف۔

أُمُورٌ: اُمْرٌ کی جمع، کام۔ غَرِيبٌ: مسافر۔ سَفِيْنَةٌ: جمع السَّفِيْهَاءُ، بے وقوف۔ مُدْعَاةٌ: بہت دعوت دینے والا۔

مَوَاقِفٌ: مَوَاقِفٌ کی جمع ہے، ٹھہرنے یا کھڑے ہونے کی جگہیں۔ اِغْتِيَاؤٌ: نشان کاٹنا، عذر بیان کرنا۔

بُرَيْدٌ: جمع بُرَيْدٌ قاصد، ڈاک۔ الْبَيْضَةُ: ائڈا۔ الْحَشِيْشُ: گھاس۔ فَالْفَرْجُ: شرمگاہ۔ حَمَاهُ: اس کی

چراگاہ مرکب اضافی۔ الْحَرِيْمُ: حرام کے قریب چیز، حرام کا کنارہ۔ الْمُحْرَمُ: حرام کی ہوئی چیز۔ خَشَعَتْ: اس نے

عاجزی کی۔ الْجَوَارِحُ: جَارِحَةٌ کی جمع، انسانی جسم کے اعضاء خصوصاً ہاتھ اور پاؤں۔

مَمْلِكَةٌ: سلطنت۔ ضِيَاعٌ: جائداد۔ جَوَاسِيْسٌ: کھوجی، جَوَاسٌ کی جمع۔ الْاَلْوَانُ: لَوْنٌ کی جمع ہے رنگوں۔

الغِلّ: وهو كـ. الحَقُّ: كينه. الحَسَدُ: حد كرتا. الشح: بجل كرتا. الكبر: تكبر كرتا. الرِّياءُ: وكهاوا. السُّمعةُ: شبرت.

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ السَّابِعُ.....﴾

عَنْ أَبِي رُقَيْةَ تَمِيمِ بْنِ أَوْسِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (الَّذِينَ النَّصِيحَةُ) قُلْنَا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: (لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ)، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (الَّذِينَ النَّصِيحَةُ، لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ). قَالَ الْخَطَّابِيُّ: النَّصِيحَةُ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ مَعْنَاهَا حِيَاةُ الْحَظِّ لِلْمَنْصُوحِ لَهُ. وَقِيلَ النَّصِيحَةُ مَاخُوذَةٌ مِنْ نَصَحَ الرَّجُلُ ثُوبَهُ إِذَا خَاطَهُ، فَشَبَّهُوا فِعْلَ النَّاصِحِ فِيمَا يَتَحَرَّاهُ مِنْ صِلَاحِ الْمَنْصُوحِ لَهُ بِمَا يَسُدُّ مِنْ خِلَلِ الثُّوبِ، وَقِيلَ: إِنَّهَا مَاخُوذَةٌ مِنْ نَصَحْتُ الْعَسَلَ، إِذَا صَفَيْتَهُ مِنَ الشَّمْعِ، شَبَّهُوا تَخْلِيصَ الْقَوْلِ مِنَ الْغَشِّ بِتَخْلِيصِ الْعَسَلِ مِنَ الْخَلْطِ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: أَمَّا النَّصِيحَةُ لِلَّهِ تَعَالَى فَمَعْنَاهَا يُنْصَرَفُ إِلَى الْإِيْمَانِ بِاللَّهِ، وَنَفْيُ الشَّرِيكِ عَنْهُ، وَتَرْكُ الْإِلْحَادِ فِي صِفَاتِهِ وَوَصْفِهِ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ وَالْجَلَالِ كُلِّهَا، وَتَنْزِيهُهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَنْ جَمِيعِ أَنْوَاعِ النَّقَائِصِ، وَالْقِيَامُ بِطَاعَتِهِ، وَاجْتِنَابُ مَعْصِيَتِهِ، وَالْحُبُّ فِيهِ، وَالْبَغْضُ فِيهِ، وَمُؤَدَّةٌ مِنْ أَطَاعَتِهِ، وَمُعَادَاةٌ مِنْ عَصَاةٍ، وَجِهَادٌ مِنْ كَفْرٍ بِهِ، وَالاعْتِرَافُ بِنِعْمَتِهِ، وَشُكْرُهُ عَلَيْهَا، وَالِاخْتِلَاصُ فِي جَمِيعِ الْأُمُورِ، وَالِدُّعَاءُ إِلَى جَمِيعِ الْأَوْصَافِ الْمَدْكُورَةِ، وَالْحَتُّ عَلَيْهَا، وَالتَّلَطُّفُ بِجَمِيعِ النَّاسِ، أَوْ مَنْ أَمَكَّنَ مِنْهُمْ عَلَيْهَا، وَحَقِيقَةُ هَذِهِ الْأَوْصَافِ رَاجِعَةٌ إِلَى الْعَبْدِ فِي نَصِحِهِ نَفْسَهُ وَاللَّهُ تَعَالَى غَنِيٌّ عَنْ نِصَحِ النَّاصِحِينَ.

وَأَمَّا النَّصِيحَةُ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى: فَالْإِيْمَانُ بِأَنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى وَتَنْزِيلُهُ، لَا يَشْبَهُهُ شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، وَلَا يَقْبَلُهُ عَلَى مِثْلِهِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ ثُمَّ تَعْظِيمُهُ وَتِلَاوَتُهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ، وَتَحْسِينُهَا، وَالخُشُوعُ عِنْدَهَا، وَاقَامَةُ حُرُوفِهِ فِي التَّلَاوَةِ، وَالدُّبُّ عَنْهُ لِتَأْوِيلِ الْمُحَرِّفِينَ، وَتَعْرِضُ الطَّاعِنِينَ وَالتَّصْدِيقُ بِمَا فِيهِ، وَالْوُقُوفُ مَعَ أَحْكَامِهِ، وَتَفْهَمُ غُلُوبِهِ وَأَمْثَالِهِ، وَالِاغْتِبَارُ بِمَوَاعِظِهِ، وَالتَّفَكُّرُ فِي عَجَائِبِهِ، وَالْعَمَلُ بِمَحْكَمِهِ، وَالتَّسْلِيمُ لِمُتَشَابِهِهِ، وَالبَحْثُ عَنْ عَمُومِهِ وَخُصُوصِهِ، وَنَاسِخِهِ وَمَنْسُوخِهِ، وَنَشْرُ عِلْمِهِ وَالدُّعَاءُ إِلَيْهِ وَالِي مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ نِصِيحَتِهِ.

وَأَمَّا النَّصِيحَةُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَّصْدِيقُهُ عَلَى الرَّسَالَةِ، وَالْإِيْمَانُ بِجَمِيعِ مَا جَاءَ بِهِ،

وطاعته فی أمره ونهیہ ونصرتہ حیاً ومیتاً، ومُعَادَاةٌ مِنْ عَادَاهُ وَمَوَالَاةٌ مِنْ وَآلَاةِ، وَاعْظَامٌ حَقِّهِ وَتَوْقِیرُهُ وَاحْیَاءُ طَرِیقَتِهِ وَسُنَنِیهِ، وَبِتُّ دَعْوَتَهُ وَنَشْرُ سُنَّتِهِ وَنَفْسُ التُّهْمِ عَنْهَا، وَنَشْرُ عُلُومِهَا، وَالتَّفَقُّهُ فِيهَا، وَالدَّعَاءُ لَهَا، وَالتَّلَطُّفُ فِي تَعْلُمِهَا وَتَعْلِيمِهَا، وَاعْظَامُهَا وَاجْلَالُهَا، وَالتَّأْدِبُ عِنْدَ قِرَاءَتِهَا، وَالْإِمْسَاكُ عَنِ الْكَلَامِ فِيهَا بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَاجْلَالُ أَهْلِهَا لِانْتِسَابِهِمْ إِلَيْهَا. وَالتَّخَلُّقُ بِأَخْلَاقِهِ وَالتَّأْدِبُ بِآدَابِهِ، وَمَحَبَّةُ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمُجَانِبَةٌ مِنْ ابْتِدَاعِ سُنَّتِهِ أَوْ تَعَرُّضٌ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَلِحَوْ ذَلِكِ.

وَأَمَّا النَّصِيحَةُ لِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ: فَمَعَاوَنَتُهُمْ: عَلَى الْحَقِّ وَطَاعَتِهِمْ فِيهِ، وَأَمْرُهُمْ بِهِ وَنَهْيُهُمْ وَتَذَكِيرُهُمْ بِرَفْقٍ، وَاعْلَامُهُمْ بِمَا غَفَلُوا عَنْهُ وَلَمْ يُبَلِّغُوهُمْ مِنْ حَقُوقِ الْمُسْلِمِينَ وَتَرْكُ الْخُرُوجِ بِالسَّيْفِ عَلَيْهِمْ، وَتَأْلِيفُ قُلُوبِ الْمُسْلِمِينَ لِطَاعَتِهِمْ.

قَالَ الْخَطَّابِيُّ: وَمِنَ النَّصِيحَةِ لَهُمْ، الصَّلَاةُ خَلْفَهُمْ، وَالْجِهَادُ مَعَهُمْ، وَأَدَاءُ الصَّدَقَاتِ إِلَيْهِمْ، وَتَرْكُ الْخُرُوجِ بِالسَّيْفِ عَلَيْهِمْ إِذَا ظَهَرَ مِنْهُمْ حَيْفٌ أَوْ سُوءٌ عَشْرَةٌ، وَإِنْ لَا يَفْرُوْا بِالثَّنَاءِ الْكَاذِبِ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ يَدْعَى لَهُمْ بِالصَّلَاحِ.

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: فِي هَذَا الْخَدِيثِ دَلِيلٌ أَنَّ النَّصِيحَةَ تُسَمَّى دِينًا وَاسْلَامًا، وَأَنَّ الدِّينَ يَقَعُ عَلَى الْعَمَلِ كَمَا يَقَعُ عَلَى الْقَوْلِ، قَالَ: وَالنَّصِيحَةُ فَرَضٌ يُجْزَى فِيهِ مَنْ قَامَ بِهِ، يَسْقُطُ عَنِ الْبَاقِينَ، قَالَ: وَالنَّصِيحَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى قَدْرِ الطَّاقَةِ إِذَا عَلِمَ النَّاصِحُ أَنَّهُ يَقْبَلُ نَصِيحَةَ وَيُطَاعُ أَمْرُهُ وَأَمِنْ عَلَى نَفْسِهِ الْمَكْرُوهَ، فَإِنَّ خَشْيَةَ أَدَى فَهَوٍ فِي سَبْعَةِ وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَمُ. فَإِنْ قِيلَ لَفِي "صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ" أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ)، وَهُوَ يُدَلُّ عَلَى تَعْلِيقِ الْوَجُوبِ بِالِاسْتِنصَاحِ لَا مَطْلَقًا، وَمَفْهُومُ الشَّرْطِ حُجَّةٌ فِي تَخْصِيصِ عَمُومِ الْمَنْطُوقِ. فَجَوَابُهُ: يُمَكِّنُ حَمْلُ ذَلِكَ عَلَى الْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ كَنِكَاحِ امْرَأَةٍ وَمُعَامَلَةِ رَجُلٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَالْأَوَّلُ يُحْمَلُ بِعَمُومِهِ فِي الْأُمُورِ الدُّنْيَوِيَّةِ الَّتِي هِيَ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَمُ.

ترجمہ:

حضرت ابورقہ تیم بن اوس الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دین خیر خواہی ہے ہم نے عرض کیا اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کس کیلئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کیلئے اس کی کتاب کیلئے

اس کے رسول ﷺ کیلئے ائمہ مسلمین (مسلمان حکمرانوں) کیلئے اور عوام الناس کیلئے۔ روایت کیا اسے امام مسلم نے۔
رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”الَّذِينَ النَّصِيحَةُ لِلَّهِ وَلِكُتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا لِمَا أُمِرُوا بِهِمْ وَعَمَاتِهِمْ“۔
علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ (۲) نصیحت ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس کا پہلا معنی منسوح لہ کیلئے اس کا حق جمع (محفوظ) کرنا۔

(دوسرا معنی) کہا گیا ہے کہ نصیحت ”نَصَحَ الرَّجُلُ نَوْبَهُ“ سے ماخوذ ہے۔ (مرد نے اپنے کپڑے کی سلائی کی) لہذا یہاں ناصح (نصیحت کرنے والا) کا وہ فعل جو منسوح لہ (جس سے خیر خواہی یعنی نصیحت کی جائے) کی درستی و اصلاح کا تقاضہ (طلب کرنا) کرتا ہے اسے اس چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو کپڑے کے خلل کو بند کر دیتا ہے (یعنی کپڑے کی سلائی کر دیتا ہے)۔
(تیسرا قول) نصیحت ”نَصَحْتُ الْعَسَلَ“ سے ماخوذ ہے یہ اس وقت کہا جاتا ہے جو تو شہد کو شمع سے خالص اور صاف کر دے۔ (یہاں) قول (بات) کو ملاوٹ سے پاک کرنے کو شہد کو ملاوٹ سے پاک کرنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (۳)

اور علماء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا، ”النَّصِيحَةُ لِلَّهِ تَعَالَى“ کا معنی (مطلب) یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر ایمان لانا (یعنی یقین رکھنا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی سچا معبود نہیں)۔ اس سے شریک کی نفی کرنا (یعنی اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا) اللہ عزوجل کی صفات کمالیہ، صفات جلالیہ کا اقرار کرنا اسے تمام عیوب و نقائص سے پاک ماننا، اس کی اطاعت (عبادت) پر قائم رہنا، اس کی نافرمانی سے بچنا، اسی کیلئے محبت کرنا، اسی کیلئے بغض رکھنا، اس کے مطیع بندے سے موڈت کرنا، اس کے نافرمان سے عداوت رکھنا، اس کے منکر (کافروں) سے جہاد کرنا، اس کی نعمتوں کا اعتراف کرنا اور ان نعمتوں پر شکر بجالانا نیز ان تمام مذکورہ امور (اوصاف) میں اخلاص کا ہونا (ضروری ہے) اور ان تمام مذکورہ اوصاف کی طرف نرمی کے ساتھ تمام لوگوں کو بلانا اور ان پر ابھارنا یعنی بقدر ممکن نرمی کرنا۔ اور درحقیقت مذکورہ بالا تمام اوصاف اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں بندے ہی کی طرف لوٹتے ہیں کیونکہ اللہ عزوجل ناصحین کی خیر خواہی سے بے نیاز ہے۔ (۴)

”وَأَمَّا النَّصِيحَةُ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى“۔ اور بہر حال اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن) کیلئے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لانا قرآن منزل من اللہ عزوجل، خدا تعالیٰ ہی کا مقدس کلام ہے جو کہ لوگوں کے کلام کے مشابہ نہیں اور نہ ہی مخلوق (لوگوں) میں سے کوئی ایک بھی اس کی مثل لانے پر قادر ہے اور قرآن کی تعظیم کرتے ہوئے تجوید و قرات کے اعتبار سے جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے ویسی ہی خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوت کرنا اور اسی سے محرفین (تحریف کرنے والوں) کی تحریف اور

عیب لگانے والوں کے عیب کو دور کرنا اور جو کچھ بھی قرآن میں مذکور ہے اس کی سچے دل سے تصدیق کرنا، اسی کے احکام کو جاننا، اسی کے علوم و امثال کو سمجھنا، اس کے مواعظ سے عبرت حاصل کرنا، اس کے عجائب میں غور و فکر کرنا، اس کے محکم آیات پر عمل کرنا، اس کے تشابہ آیات کو سچے دل سے تسلیم کرتے ہوئے اس سے اللہ عزوجل کی مراد کو حق جاننا، اس کے عموم و خصوص، ناخ، منسوخ میں بحث کرنا (یعنی انہیں جاننا) اور اس کے علوم کو پھیلانا اور ان کی طرف لوگوں کو بلانا وغیرہ جو باتیں ہم نے ذکر کی ہیں یہ تمام قرآن یعنی اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

”وَأَمَّا النَّصِيحَةُ لِرَسُولِهِ (ﷺ)۔“

بہر حال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی رسالت (نبوت) کی تصدیق کرنا جو کچھ آپ ﷺ لائے اس پر سچے دل سے ایمان لانا، آپ ﷺ کے امر و نہی کی پیروی کرنا (حضور ﷺ کی زندہ سنت کو مزید زندہ اور فوت شدہ سنت کو زندہ کر کے) آپ ﷺ کی مدد کرنا، آپ ﷺ نے اگرچہ ظاہری وصال فرمایا ہو یا نہ۔ آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی اور دوستوں سے دوستی رکھنا، آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا، آپ ﷺ کے طریقہ اور سنتوں پر عمل کر کے زندہ کرنا (۵) اور دوسروں کو ترغیب دینا (یعنی سنتوں کو پھیلانا)، لوگوں کو ترغیب اس طرح دینا کہ سنتوں سے تہمتوں کو دور کرنا اور سنتوں کو خود سیکھنے اور دوسروں تک ان کے علوم کو پہنچانا اور سنتوں کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے ان کی طرف لوگوں کو بلائے۔ سیکھنے سکھانے میں لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا احادیث مبارکہ کو باادب طریقے سے پڑھے، بغیر علم ہرگز ہرگز اس میں کلام تاویلین نہ کرنا، جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا اہتمام کرتے ہیں ان کا ادب و احترام کرنا، اس لیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے پڑھنے، پڑھانے، لکھنے، لکھوانے وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے قابل تعظیم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ اور آداب مبارکہ کو اپنانا اور آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت کرنا، ان بدعتیوں سے بچنا جو آپ ﷺ کی سنتوں میں اپنی طرف سے زیادتی کرتے ہیں یا آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک پر سب و ستم کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیر خواہی ہے)۔

”وَأَمَّا النَّصِيحَةُ لِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ“ اور بہر حال ائمہ مسلمین کیلئے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ حق پران کی معاونت کرنا، حق میں ان کی پیروی کرنا، حق پر قائم رہنے کا حکم، کسی معاملہ سے روکنے کا حکم اور کسی معاملہ کی طرف توجہ نرمی سے دلانا، جس چیز سے غافل ہو، کسی وجہ سے مسلمانوں کے حقوق سے غافل ہو اس پر انہیں بتانا (خبردار کرنا) اور اگر ان سے کوئی خطا ہو تو بلاوجہ شرعی ان پر تلوار نہ اٹھانا (بغاوت نہ کرنا)، ائمہ مسلمین کی اطاعت کیلئے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈالنا۔

حضرت علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ائمہ مسلمین سے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز ادا کرنا، ان کی معیت میں جہاد کرنا، ان کی طرف صدقات پہنچانا اور جب ان سے ظلم یا خلاف شرع کوئی کام ظاہر ہو تو ان کے خلاف تلوار نہ اٹھانا (بغاوت نہ کرنا)، ان کی جھوٹی تعریف کر کے انہیں دھوکے میں نہ ڈالنا۔

علامہ ابن بطل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (۶)، اس حدیث مبارکہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ خیر خواہی دین اور اسلام کا نام ہے اور بے شک جس طرح دین کا اطلاق عمل پر ہوتا ہے اسی طرح قول پر بھی ہوتا ہے۔

حضرت علامہ ابن بطل رحمۃ اللہ علیہ نے (مزید) فرمایا، نصیحت (خیر خواہی) ایک ایسا فرض ہے جو اسے قائم کرتا (بجالاتا) ہے وہ اس میں جزاء دیا جاتا ہے اور باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے (مزید) فرمایا جب ناصح (نصیحت کرنے والے) کو ظلم ہو جائے کہ بے شک اس کی نصیحت (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کو قبول کیا جائے گا اور اس کے حکم کی پیروی (عمل) کی جائے گی اور اسے اپنی جان پر مکروہ چیز سے امن (خوف نہ) ہو تو نصیحت بقدر طاقت کرنا اس پر واجب ہے اور اگر اسے تکلیف کا خوف ہو تو وہ وسعت میں ہے (یعنی اس کیلئے رخصت ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اگر اعتراض کیا جائے کہ صحیح البخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ“ جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے نصیحت طلب کرے تو اس (بھائی) کو چاہئے کہ اسے نصیحت کرے۔ حضور ﷺ کا یہ مقدس فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نصیحت کا وجوب نصیحت طلب کرنے کے ساتھ معلق ہے مطلقاً نصیحت کرنا واجب نہیں۔ (۷)

پس اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس حدیث مبارکہ کا حمل امور دنیویہ پر ہو جیسے کسی عورت سے نکاح کرنا، اور کسی سے مرد کا معاملہ وغیرہ اور پہلی حدیث مبارکہ اپنے عموم کے ساتھ ان امور دنیویہ پر محمول ہو جو ہر مسلمان پر واجب ہیں (۸) واللہ تعالیٰ اعلم

شرح: خلاصہ حدیث

دین خیر خواہی کا نام ہے۔

(۱) حضرت ابورقیہ تمیم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی تمیم اور کنیت ابورقیہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں صرف ایک بیٹی ہی ہوئی جس کا نام رقیہ تھا اسی کی نسبت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابورقیہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذہب نصرانی کو ترک کر کے

ہجرت کے نویں سال اسلام لائے (اور چالیس سال کی عمر میں وفات پائی اور بیت جبریل کے ساتھ دفن ہوئے)۔

ابو نعیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد میں چراغ روشن کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلسطین میں اقامت پزیر رہے پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریہ عینون سونپا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط بھی لکھا اور قریہ آج بھی بیت المقدس کے پاس مشہور و معروف ہے۔ اور ابو عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ المنورہ میں رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد شام کی طرف منتقل ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ تہجد گزار تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات کو قیام فرماتے تو ایک آیت کی تکرار اس قدر کرتے کہ صبح ہو جاتی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت ”إِنَّمَا حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ“ (تکرار سے) پڑھتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر رکوع اور سجدہ کرتے اور بہت روتے۔ حضرت روح بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے کیلئے جو صاف کر رہے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارد گرد تشریف فرما ہیں تو میں نے عرض کیا کہ کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کام کرنے والا کوئی نہیں ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان اپنے گھوڑے کیلئے جو صاف کر کے اس پر پیش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر دانے کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، ص ۳۰۲)

(۲) یہاں سے علامہ نووی علیہ الرحمۃ نصیحت کے معنی کے متعلق تین قول ذکر کر رہے ہیں جن میں سے پہلا منصوحہ کیلئے اس کا حق جمع کرنا یعنی وہ اپنے بھائی کی پراگندگی کو جمع کرتا ہے جیسے سوئی کپڑے کو ملاتی ہے اس لفظ سے توبہ نصوح ہے گویا کہ گناہ دین کو بکھیرتا ہے اور اس کے ٹکڑے کرتا ہے اور توبہ اسے جمع (اکٹھا) کرتی ہے۔ (تفہیم البخاری، ج ۱، کتاب الایمان ص ۲۱۵)

(۳) معلوم ہوا کہ ہمدردی کرنے کو نصیحت کہتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ

يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ [اخلاص]

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس

کے جوڑ کا کوئی۔

اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل سے کسی قسم کی غرض نہیں۔ جان اسی کی عطا کردہ، احکام پر عمل کی توفیق اسی کی عطا کردہ، پھر جنت

بھی اپنے فضل و کرم سے عطا کرتا ہے۔ جو کسی سے خیر خواہی کرے، اس میں اسی کا بھلا، رب تعالیٰ کی رحمت تو بہانہ تلاش کرتی ہے۔

(۵) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْضُرَ اللَّهُ إِمْرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا قَبْلَهُ كَمَا سَمِعَهُ قُرْبُ مَبْلَغِ أَوْطَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي النَّزْدَاءِ“۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اے تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا پھر جیسا سنا ویسا ہی پہنچا دے کیونکہ بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ سمجھدار (یاد رکھنے والے) ہوتے ہیں۔

(۶) علامہ ابن بطلال علیہ الرحمۃ نصیحت کا شرعی حکم بیان فرما رہے ہیں نصیحت کرنا فرض کفایہ اور واجب کفایہ کی طرح ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی جماعت پر سلام کرے تو اب اس سلام کا جواب اس جماعت پر واجب کفایہ ہے کہ اگر کسی ایک نے بھی سلام کا جواب دیا تو سب بری الذمہ ہونگے ورنہ سب گنہگار۔ کہ جس طرح نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر محلہ سے جن کو اطلاع ہوئی ان میں سے کوئی ایک بھی ادا کر لے تو سب سے ساقط، بری الذمہ وگرنہ سب گنہگار۔

اس حدیث میں نصیحت کو دین اسلام کہا گیا ہے اور دین کا اطلاق قول و عمل دونوں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرض کفایہ ہے کہ بعض لوگ اسے قائم کریں اور دین سیکھیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے اور باقی لوگ اپنی ضرورت کے مطابق دین سیکھیں۔

(۷) مطلب یہ کہ اس حدیث مبارکہ میں اسْتَنْصَحَ باب استعمال سے ہے جس میں چاہت و طلب کے معنی پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص خود چاہے کہ مجھے نصیحت کرو تو تب اسے نصیحت کرنا واجب ہے، مطلقاً واجب نہیں۔

(۸) یعنی علامہ ابن بطلال رحمۃ اللہ علیہ نے جو وجوب کا فرمایا اس سے مراد ان امور دینیہ میں نصیحت کرنا ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان جو بخاری شریف میں مذکور ہوا اس سے مراد معاملات، امور دنیویہ میں جب کوئی مشورہ طلب کرے تو اسے مشورہ دینا مراد ہے۔



﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

حِیَارَةٌ: دکھانا، جمع کرنا، سختی سے جکڑنا۔ اَلْعَشُّ: ملاوٹ۔ اَنْوَاعٌ: نَوْعٌ کی جمع ہے قسمیں۔ مَعَادَاةٌ: دشمنی کرنا،
باب مفاعله سے غادی کا مصدر ہے اصل میں مُعَادَاةٌ تھ۔ اَلطُّفُ: مہربانی کا برتاؤ کرنا، باب تفعّل کے وزن پر مصدر ہے۔
الدُّبُّ: دفع کرنا۔ تَعْرِیضٌ: تعریض کرنا یعنی دفع کرنا۔ مَحْكَمٌ: فیصلہ۔ اِغْظَامٌ: تعظیم کرنا۔
نَفْسُ التَّهْمِ عَنْهَا: کا مطلب سنتوں سے تہمتوں کا دور کرنا۔ اَخْلَاقٌ: خُلُقٌ کی جمع ہے عادتیں۔ مَجَانِيَةٌ: بچنا۔
تَذَكِيرٌ: نصیحت کرنا۔ تَأْلِيفٌ: ملانا۔ حِيْفٌ: ظلم۔ عِشْرَةٌ: باہمی رہائش، میل جول۔ یَسْقُطُ: ساقط ہوگا۔ خَشْيٌ:
خوف۔ تَعْلِيقٌ: بناوٹ، معلق کرنا۔ حُجَّةٌ: دلیل، عَمُومُ الْمَنْطُوقِ عَمُومٌ (مفہوم کا عام ہونا)۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّامِنُ.....﴾

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: (أَمُرْتُ أَنْ أَقَابِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (أمرت... الخ) فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَطْلَقَ الْأَمْرِ وَصِيغَتَهُ تَدُلُّ عَلَى

الْوَجُوبِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ)، فإِنْ قِيلَ: فَالصُّومُ مِنْ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَكَذَلِكَ الْحَجُّ وَلَمْ يُذْكَرْهُمَا، فْجَوَابُهُ: أَنَّ الصُّومَ لَا يُقَاتَلُ الْإِنْسَانُ عَلَيْهِ بَلْ يُحْبَسُ وَيُمْنَعُ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ، وَالْحَجُّ عَلَى التَّرَاجِي، فَلَا يُقَاتَلُ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ لِأَنَّهُ يُقَاتَلُ عَلَى تَرْكِهَا وَلِهَذَا لَمْ يُذْكَرْ الصُّومُ وَالْحَجُّ لِمَعَاذِ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، بَلْ ذَكَرَ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ، خَاصَّةً.

وقوله صلى الله عليه وسلم: (الْأَبْحَقُّ الْإِسْلَامُ) لِمَنْ حَقَّ الْإِسْلَامُ فَعَلَّ الْوَاجِبَاتِ، فَمَنْ تَرَكَ الْوَاجِبَاتِ جَازَ قِتَالَهُ كَالْبُغَاةِ، وَقُطَاعِ الطَّرِيقِ، وَالصَّائِلِ، وَمَانِعِ الزَّكَاةِ، وَالْمُمْتَنِعِ مِنْ بَدْلِهِ الْمَاءِ لِلْمُضْطَّرِّ وَالْبَهِيمَةِ الْمُحْتَرَمَةِ. وَالْجَانِي وَالْمُمْتَنِعِ مِنْ قِضَاءِ الدَّيْنِ مَعَ الْقُدْرَةِ وَالزَّانِي الْمُحْضَنِ وَتَارِكِ الْجُمُعَةِ وَالْوَضُوءِ.

فَفِي تِلْكَ الْأَحْوَالِ يُبَاحُ قِتَالُهُ وَقِتَالُهُ، وَكَذَلِكَ لَوْ تَرَكَ الْجَمَاعَةَ وَقُلْنَا إِنَّهَا فَرَضٌ عَيْنٌ، أَوْ كِفَايَةٌ. قوله صلى الله عليه وسلم: (وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى) يَعْنِي مَنْ أَتَى بِالشَّهَادَتَيْنِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ عَصَمَ دَمَهُ وَمَالَهُ، ثُمَّ إِنْ كَانَ فَعَلَ ذَلِكَ بِنِيَّةٍ خَالِصَةٍ صَالِحَةٍ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَإِنْ كَانَ فَعَلَهُ تَقِيَّةً وَخَوْفًا مِنَ السَّيْفِ كَالْمَنَافِقِ فَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ، وَهُوَ مُتَوَلَّى السَّرَائِرِ، وَكَذَلِكَ مَنْ صَلَّى بِغَيْرِ وَضُوءٍ أَوْ غَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ، أَوْ أَكَلَ فِي بَيْتِهِ وَادَّعَى أَنَّهُ صَائِمٌ، يَقْبَلُ مِنْهُ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا

کیا یہاں تک کہ لوگ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں پس جب وہ اسے بجلائیں گے (ایسا کریں گے) تو وہ مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لے گئے مگر اسلام کا حق باقی ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ روایت کیا اس امام بخاری اور امام مسلم نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان (أَمْرٌ..... الخ) اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ امر اور صیغہ امر مطلق و جوب پر دلالت کرتا

ہے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، "فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ" اگر اعتراض کیا جائے کہ روزہ،

حج اسلام کے ارکان میں سے ہیں تو ان دونوں کو ترک نہیں کیا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھنے پر انسان سے قتال (جہاد) نہیں کیا جائے گا جبکہ اسے قید کیا جائے گا اور (اس کا)

کھانا پینا روک دیا جائے گا اور حج و جوب علی التراخی کو چاہتا ہے جس پر جھگڑا (قتال) نہیں کیا جائے گا۔ (۳)

اور محض رسول اللہ ﷺ نے ان تین (شہادت، نماز، زکوٰۃ) ہی کو ترک فرمایا ہے کیونکہ ان کے ترک کرنے والے سے جہاد

کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے حج کا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کیلئے روزہ، حج کا ترک فرمایا جب آپ رضی اللہ عنہ کو امام الانبیاء ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا بلکہ محض ان تین ہی کو ترک فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، "إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ" اسلام کا حق تمام واجبات کو بجالانا ہے (۴) پس جس نے واجبات کو

ترک کیا اس کے ساتھ قتال جائز ہے مثلاً باغی، ڈاکو، چور، مانع زکوٰۃ، محترم اور مضطر (مجبور کیے ہوئے) جانوروں کیلئے پانی خرچ

کرنے سے منع کرنے والا، جنایت کرنے والا، ادائے قرض کی قدرت ہونے کے باوجود قرض ادا نہ کرنے والا، شادی شدہ زانی،

نماز جمعہ اور وضو ترک کرنے والا۔

پس (اگر کسی میں مذکورہ) احوال میں سے ایک بھی پایا گیا تھا اس سے قتال اور قتل کرنا جائز ہے، اسی طرح جماعت کو ترک

کرنے والے کا حکم ہے کیونکہ جماعت سے نماز کا پڑھنا فرض عین ہے یا فرض کفایہ۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، "وَجَسَابَتُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى" یعنی جس نے توحید و رسالت کی گواہی دی، نماز قائم کی اور

زکوٰۃ ادا کی تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو گیا۔ پھر اگر ان کو خالص نیک نیت (رضا الہی عزوجل) سے کیا تو وہ مومن ہے اور اگر ان

کاموں کا کرنا تقیہ اور تلوار کے ڈر سے منافق کی طرح کیا تو اس کا حساب اللہ عزوجل پر ہے اور وہ عی رازوں کا والی ہے اور اسی طرح

جس نے بغیر وضو اور بغیر غسل جنابت کے نماز پڑھی یا گھر میں (یا کسی اور جگہ چھپ کر) کھایا اور دعویٰ کیا کہ میں تو روزہ دار ہوں تو اس کے دعویٰ کو قبول (تسلیم) کیا جائے گا البتہ اس کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆.....☆.....☆.....☆

شرح: خلاصہ حدیث

احکام خداوندی بجالانے والے کا مال و خون محفوظ ہوتا ہے۔ نیز حکم ظاہر پر ہے باطن اللہ تعالیٰ کے سپرد۔

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبد اللہ ابن عمر ہے۔ ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے (۶۰۰ھ میں شہادت ابن زبیر سے تین ماہ بعد وفات پائی، ذی طوی کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے)۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہیزگار، عالم، زاہد تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کوئی ایسا نہیں جسکی طرف دنیا مائل نہ ہوئی اور وہ دنیا کی طرف مائل نہ ہو سوائے حضرت عمر اور ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار یا اس سے زائد افراد کو آزاد کیا۔ غزوہ خندق میں حاضر ہوئے، ۶۰۰ھ میں شہادت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین ماہ بعد وفات پائی، حل میں دفن ہونے کی خواہش تھی مگر کسی سے پوری نہ ہوئی اور ذی لوی کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے، چوراسی سال کی عمر شریف پائی۔ راویوں کی ایک بڑی تعداد نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان ص ۶۷)

(۲) یہاں الناس سے مراد تمام کفار ہیں بعض حضرات نے فرمایا کہ صرف مشرکین مراد ہیں جیسا کہ نسائی کی روایت میں بجائے الناس کے المشرکین وارد ہے۔ مگر یہ تخصیص درست نہیں اس لیے کہ حدیث میں جو حکم مذکور ہے وہ تمام کفار کو عام ہے خواہ مشرک ہوں خواہ نہ ہوں اور نسائی کی روایت کی توجیہ یہ ہے کہ جب حکم تمام کفار کیلئے ہے تو مشرکین کیلئے بھی ہے لہذا یہ کہنے میں حرج نہیں کہ مجھے مشرکین سے لڑنے کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ ایمان کی شہادت دیں۔ (نزہۃ القاری ج اول کتاب الایمان ص ۳۳۳)

نیز عند الشواہح امر مطلق وجوب کیلئے آتا ہے جب کہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک امر مطلق وجوب کیلئے آتا ہے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی قرینہ و دلیل نہ ہو، جیسا کہ حضرت صفی بن نصیر الرومی رحمۃ اللہ علیہ معدن الاصول میں لکھتے ہیں، الْأَمْرُ الْمَطْلُوقُ الْوَجُوبُ إِلَّا إِذَا قَامَ الدَّلِيلُ عَلَىٰ خِلَافِهِ امر مطلق وجوب کے ساتھ آتا ہے جب تک اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو۔

(معدن الاصول شرح اصول الشاشی فصل اول فی الامر مطلق وجوب کے ساتھ آتا ہے جب تک اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو۔)

(۳) یعنی حج (مامور بہ) کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے لہذا صاحب استطاعت عمر بھر میں جب ادا کرنا چاہے جائز ہے کیونکہ حج کی ادائیگی کا حکم مطلق دیا اور مطلق کا حکم یہ ہے

حُكْمُ الْمُطْلَقِ أَنْ يَكُونَ الْإِدَاءُ وَاجِبًا عَلَى التَّرَاخِي بِشَرْطِ أَنْ لَا يَفُوتَهُ فِي الْعُمْرِ۔

مطلق حکم یہ ہے کہ مامور بہ کا ادا کرنا تاخیر کے جواز کے ساتھ واجب ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ مامور بہ مکلف سے عمر بھر فوت نہ ہو۔ البتہ اسے فوراً ادا کرنا مستحب ہے۔

(اصول الثانی فصل المامور بہ نوعان صفحہ ۳۷۷ قدیمی کتب خانہ)

(۴) یعنی اگرچہ شہادتیں، نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی وجہ سے مال و دم محفوظ تو ہو جائیں گے جو اس کا حق تھا لیکن ہر ایسے شخص پر اسلام کا حق باقی رہتا ہے اور اسلام کا حق واجبات کو بجالانا ہے جو واجبات کو بجا نہیں لائے گا اس پر اسلام کا حق ترک کرنے کی وجہ سے سزا مرتب ہوگی مثلاً چوری کی تو چوری کی سزا پائے گا، اسی طرح زنا، قتل وغیرہ۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

أَمْرٌ: مجھے حکم دیا گیا۔ أَقَاتِلْ: میں لڑوں گا، واحد مکلم۔ يُقِيمُوا: وہ قائم کریں۔ عَصَمُوا: انہوں نے بچالیا۔ دِمَاءٌ: دم کی جمع ہے خون۔ أَرْكَانٌ: رُكْنٌ کی جمع ہے، ستون۔ يُحْبَسُ: قید کیا جائے گا۔ الْوَجِبَاتُ: وَاجِبَةٌ: کی جمع ہے لازم۔ الْبَغَاةُ: باغ کی جمع ہے، ظلم کرنے والے، زیادتی کرنے والے۔ قَطَاعُ الطَّرِيقِ: ڈاکو۔ الْقَتَائِلُ: حملہ کرنے والا، کود پڑنے والا۔

الْمُحْصِنُ: شادی شدہ۔ الشَّهَادَتَيْنِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کو شہادتین کہتے ہیں۔ أَسْرَارًا: سیر کی جمع ہے، راز۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ التَّاسِعُ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الدِّينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاجْتِلَالُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَبُوهُ) أَي: اجْتَبُوهُ جَمَلَةً وَاحِدَةً لَا تَفْعَلُوهُ وَلَا شَيْئًا مِنْهُ، وَهَذَا مَحْمُولَةٌ عَلَى نَهْيِ التَّخْرِيمِ، فَأَمَّا نَهْيُ الْكِرَاهَةِ فَيَجُوزُ فِعْلُهُ، وَأَصْلُ النَّهْيِ فِي اللُّغَةِ: الْمَنْعُ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ) فِيهِ مَسَائِلٌ: مِنْهَا: إِذَا وَجَدَ مَاءٌ لِلوَضُوءِ لَا يَكْفِيهِ فَالْأَظْهَرُ وَجُوبُ اسْتِعْمَالِهِ ثُمَّ يَتِمُّ لِلْبَاقِي. وَمِنْهَا: إِذَا وَجَدَ بَعْضَ الصَّاعِ فِي الْفِطْرَةِ فَإِنَّهُ يَجِبُ اخْرَاجُهُ. وَمِنْهَا إِذَا وَجَدَ بَعْضَ مَا يَكْفِي لِنَفَقَةِ الْقَرِيبِ أَوْ الزَّوْجَةِ أَوْ الْبَهِيمَةِ فَإِنَّهُ يَجِبُ بَدَلُهُ. وَهَذَا بِخِلَافِ مَا إِذَا وَجَدَ بَعْضَ الرِّقْبَةِ فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عِتْقُهُ عَنِ الْكُفَّارَةِ لِأَنَّ الْكُفَّارَةَ لَهَا بَدَلٌ وَهُوَ الصَّوْمُ.

وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الدِّينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاجْتِلَالُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ).

إِعْلَمَ أَنَّ السُّوَالَ عَلَى أَقْسَامٍ:

الْقِسْمُ الْأَوَّلُ: سُوَالُ الْجَاهِلِ عَنِ فَرَائِضِ الدِّينِ كَالوَضُوءِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ، وَعَنْ أَحْكَامِ الْمَعَامِلَةِ

وَنَحْوِ ذَلِكَ.

وَهَذَا السُّوَالُ وَاجِبٌ وَعَلَيْهِ حُمِلَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

وَمُسْلِمَةٍ)، وَلَا يَسَعُ الْإِنْسَانُ السُّكُوتَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ تَعَالَى: ﴿فَسْئَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

[النحل: ٢٣]، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنِّي أُعْطِيتُ لِسَانًا سَتُورًا، وَقَلْبًا عَقُولًا، كَذَلِكَ أَخْبَرَ عَنِ

نَفْسِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ.

وَالْقِسْمُ الثَّانِي: السُّوَالُ عَنِ التَّفَقُّهِ فِي الدِّينِ لِالْعَمَلِ وَحَدِهِ مَثَلُ الْقَضَاءِ وَالْفَتْوَى وَهَذَا فَرَضٌ

كِفَايَةٌ لِقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ﴾ [التوبة: ١٢٢]-

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَلَا فَلْيُعَلِّمُ الشَّاهِدُ مِنْكُمْ الْغَائِبَ).

الْقِسْمُ الثَّلَاثُ: أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُوجِبْهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَلَا عَلَى غَيْرِهِ، وَعَلَى هَذَا حُمِلَ الْحَدِيثُ

لأنه قد يكون في السؤال ترتب مُشَقَّةٌ بِسَبَبِ تَكْلِيفِ يَحْصُلُ وَلهَذَا قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَسَكُّ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةٌ لَكُمْ فَلَا تَسْأَلُوا عَنْهَا). وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران: 97] - قَالَ رَجُلٌ: أَكُلُّ عَامٍ يَأْرُسُونَ اللَّهَ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى آعَادَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَمَا يُؤْشِكُ أَنْ أُنْفِلَ نَعْمًا، وَاللَّهِ لَوْ قُلْتُ: نَعْمَ لَوَجَّهْتُ، وَلَوْ وَجَّهْتُ لَمَّا اسْتَطَعْتُمْ، فَاتْرُكُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الدِّينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاسْتِغْلَالِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُمْ عَنْ أَمْرٍ فَاجْتَنِبُوهُ، فَانزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ﴾ [المائدة: 101]، أُنِيَ: لَمْ أَمُرْكُمْ بِالْعَمَلِ بِهَا، وَهَذَا النَّهْيُ خَاصٌّ بِزَمَانِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَمَّا بَعْدُ أَنْ اسْتَقَرَّتِ الشَّرِيعَةُ، وَأَمِنَ مِنَ الزِّيَادَةِ فِيهَا زَالَ النَّهْيُ بِزَوَالِ سَبَبِهِ وَكَرَاهَةِ جَمَاعَةٍ مِنَ السَّلَفِ السُّوَالُ عَنْ مَعَانِي الْآيَاتِ الْمُشْتَبِهَةِ.

سُئِلَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ [طه: 5] فَقَالَ: الْأَسْتَوَاءُ مَعْلُومٌ، وَالْكَيفُ مَجْهُولٌ، وَالْإِيْمَانُ بِهِ وَاجِبٌ، وَالسُّوَالُ عَنْهُ بِدَعَاةٍ وَأَرَاكَ رَجُلٌ سُوءٌ أَخْرَجُوهُ، عَنِّي. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَذْهَبُ السَّلَفِ اسْتِمْ، وَمَذْهَبُ الْخَلْفِ اعْلَمُ: وَهُوَ السُّوَالُ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تمہیں جس بات سے منع کیا (روکا) اس سے باز رہو اور جس بات کا میں نے تمہیں حکم دیا اسے حسب طاقت بجالاؤ محض تم سے پہلے لوگوں کو اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بکثرت سوال اور ان سے اختلاف نے ہلاک کر دیا۔ روایت کیا ہے اسے امام بخاری اور امام مسلم نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”مَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ“ یعنی جس چیز سے (میں نے) منع کیا اس سے بالکل رک جاؤ کسے بات کو کہو نہ کچھ کام کرو۔ (اس حدیث مبارکہ میں نبی، نبی تحریم پر محمول ہے بہر حال نہی الکراہۃ (مکروہ تنزیہی) کا کرنا تو جائز ہے۔

نہی کے لغوی معنی المنع (روکنا) ہے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَمَا أَمَرْتُمْ بِهِ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ“۔

اس فرمان عالی شان سے چند مسائل ثابت ہوتے ہیں

(۱): جب کسی کے پاس وضو کرنے کیلئے تھوڑا پانی (جو وضو کیلئے کافی نہ ہو) تو اظہر قول کے مطابق کم پانی کو استعمال کرنا اور باقی اعضاء کیلئے تیمم واجب ہے۔ (۳)

(۲): اگر کسی کے پاس مکمل صاع صدقہ فطر نہ ہو (بلکہ تھوڑا ہو) تو اسی تھوڑے صاع کا ادا کرنا واجب ہے۔ (۴)

(۳): فرعی رشتہ داروں کا نان نفقہ واجب ہو اور اس کے پاس تھوڑا نان نفقہ ہو جو کافی نہ ہو تو اس تھوڑے ہی کو خرچ کرنا واجب ہے۔ اسی طرح شادی شدہ مرد پر بیوی کا جو نان نفقہ لازم ہے اس سے کم ہو تو کم ہی کو خرچ کرنا واجب ہے اسی طرح چوپایوں کا (چارہ جو کم ہو)۔ (۵)

(۴): جب کسی پر کفارہ لازم ہو اور اس کے پاس نصف غلام ہو تو کفارہ میں اس نصف غلام کا آزاد کرنا واجب نہیں کیونکہ کفارہ میں غلام کا بدل روزہ موجود ہے۔ (۶)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَ اِخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَاءِهِمْ“ جان لے تو کہ بے شک سوال چندا قسم پر ہے۔

پہلی قسم: جاہل کافر انص دین کے متعلق سوال کرنا مثلاً وضو، نماز، روزہ اور احکام معاملہ کے بارے میں سوال کرنا وغیرہ وغیرہ اور یہ سوال کرنا واجب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان اسی پر محمول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، علم دین حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ (۷)

اور کوئی بھی انسان گنجائش نہیں رکھتا فرض دین کے متعلق سوال کرنے سے خاموش رہنے کی۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“۔ (۸)

[المحل: ۳۳]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے سوال کرنے والی زبان اور سمجھ دار دل عطا کیا گیا ہے۔ اس طرح آپ رضی

اللہ عنہما نے اپنے بارے میں خبر دی اللہ عزوجل ان سے راضی ہو۔ (۹)

دوسری قسم: دوسری قسم صرف عمل کیلئے نہیں بلکہ تفقہ فی الدین کے متعلق سوال کرنا مثلاً قضاء و فتویٰ کے بارے میں سوال

کرنا اور یہ سوال کرنا فرض کفایہ ہے (۱۰) کیونکہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا

[التوبہ: ۱۲۲]

فِي الدِّينِ“۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”أَلَا فَلْيُعَلِّمِ الشَّاهِدَ مِنْكُمْ الْغَائِبَ“۔ (۱۱)

خبردار سنو! پس چاہیے کہ (میری بات) تم میں سے حاضر، غیر حاضر کو بتائے۔

تیسری قسم: ایسی شے کے بارے میں سوال کرنا جو اس پر اور اس کے غیر پر (کسی پر بھی) واجب نہیں اور اسی تیسری قسم پر

حدیث کو محمول کیا گیا ہے کیونکہ کبھی کبھی سوال کرنے کی مشقت کا اٹھانا باعث تکلیف ہوتا ہے۔

اسی لیے امام الانبیاء رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا،

اور میں جن اشیاء (کے احکام) کو بیان کرنے سے خاموش رہا تم پر رحم فرماتے ہوئے تو تم ان کے بارے میں سوال نہ کرو۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی، ”وَلِلَّهِ

عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا“۔ [۱/ عمران: ۹۷] (۱۲)

تو ایک مرد نے کہا (۱۳) یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا (چہرہ مبارک پھیر لیا)

یہاں تک کہ اس نے دو یا تین مرتبہ سوال کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب تھا کہ میں ہاں کہہ دیتا، اللہ عزوجل کی قسم اگر میں

ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال واجب ہو جاتا اور اگر واجب ہو جاتا تو تم اس کی ہرگز طاقت نہ رکھتے۔ پس جس چیز کے بارے میں تم کو حکم

نہ دوں اس چیز کے بارے میں مجھ سے سوال مت کرو۔ بے شک تم سے پہلی امتوں کو ان کے انبیاء علیہم السلام سے کثرت سوال و

اختلاف نے ہلاک کر دیا لہذا جب میں تم کو جس چیز کے کرنے کا حکم دوں اسے بقدر طاقت (استطاعت) کرو اور جس چیز سے منع

کروں اس سے بچو اللہ عزوجل نے (آیت مقدسہ کو) نازل کیا۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ“۔ [المائدہ ۱۰۱] (۱۴)

یعنی جن اشیاء پر عمل کرنے کا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا اس کے بارے میں سوال نہ کرو اور یہ نبی امام الانبیاء ﷺ کے زمانہ

افس کے ساتھ خاص ہے۔

بہر حال شریعت مطہرہ کے استقرار پانے اور اللہ عزوجل کے شریعت کو اس میں زیادتی (یا کمی) ہونے سے محفوظ کر دینے

کے بعد نبی اپنے سبب کے زوال کے ساتھ ہی زائل ہو گئی اور اسلاف کی ایک جماعت متشابہ آیات کے معانی کے متعلق سوال کرنے

کو مکروہ (ناپسند) قرار دیتی ہے۔ (۱۵)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ عزوجل کے فرمان، ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى“ (طہ ۵) (۱۶) کے متعلق

سوال کیا گیا تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، استواء معلوم ہے (بہر حال کیفیت مجہول ہے) اس پر ایمان لانا واجب اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور میں تجھے برا مرد خیال کرتا ہوں۔ (اے لوگو) اس کو مجھ سے دور کر دو (یعنی میری درس گاہ سے نکال دو) اور بعض نے فرمایا کہ اسلاف کا مذہب اسلم اور بعد والوں کا مذہب اعلم اور وہ سوال کرنا ہے۔ (۱۷)

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو فلسفہ زندگی سے آگاہ فرمایا کہ تمہارا راہ نجات پانا صرف میری اتباع میں ہے لہذا جس کا حکم دوں وہ اختیار کرو جس کا حکم نہ دوں اسے چھوڑ دو کہ کثرت سوال باعث مشقت و ہلاکت ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ شریف سے ظاہر ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام کفر میں عبد الغمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر رومی ہے۔ خیبر کے سال اسلام لائے چار سال سفر و حضر میں حضور ﷺ کی ہمراہ سایہ کی طرح رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلی بڑی پیاری تھی حتیٰ کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ رضی اللہ عنہ اس کنیت سے مشہور ہو گئے، مدینہ منورہ میں ۵۷ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے ۸۷ سال عمر ہوئی غضب (کرم) کا حافظہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار ہزار تین وچونٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل

الاول ۴۶)

(۲) نہی کی لغوی تعریف:

النَّهْيُ هُوَ الْمَنْعُ لَعَنَةُ نَهْيٍ كَالنَّهْيِ مَعْنَى رُكْنًا هِيَ۔ (حاشیہ احسن الحواشی علی اصول الشاشی فصل فی النہی الناشر قدیمی کتب خانہ) نہی کی اصطلاحی تعریف:

”النَّهْيُ هُوَ قَوْلُ الْقَائِلِ لِغَيْرِهِ عَلَى سَبِيلِ الْإِسْتِعْلَاءِ لَا تَفْعَلْ“۔

نہی وہ قائل کا اپنے غیر کو استعلاء (بڑا جانتا) کے طور پر ”لَا تَفْعَلْ“ کہنا۔

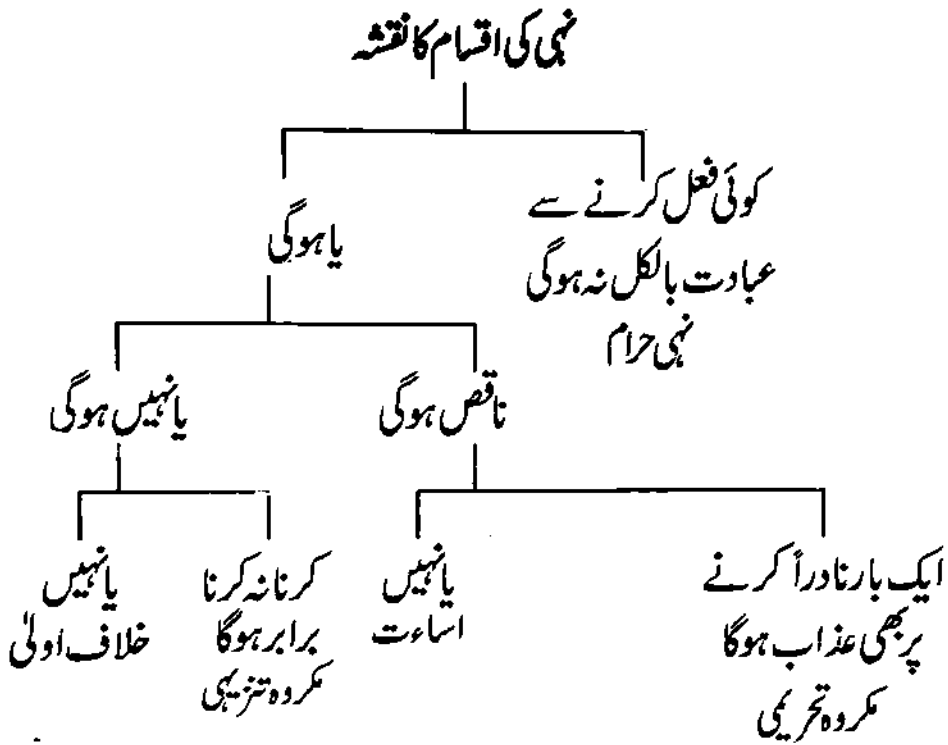
(معدن الاصول شرح اصول الشاشی فصل النہی صفحہ ۲۲۳ ناشر المکتبۃ المحمیدیہ پشاور)

نہی کی اقسام:

(۱): حرام کی تعریف: یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ فسق ہے۔

- (۲): مکروہ تحریمی: یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے۔
- (۳): مکروہ تنزیہی: جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے۔
- (۴): اساءت: جس کا کرنا برابر ہو اور نادرا کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عذاب۔
- (۵): خلاف اولیٰ: جس کا نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں۔

(بہار شریعت ج اول، حصہ دوم ص ۶)



(۳): عند الاحتاف غسل اور تیمم کو اکٹھا (جمع) کرنا ممنوع ہے۔

وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ اور دھونے اور تیمم کو جمع نہیں کرے گا۔

(نور الایضاح باب التیمم ص ۳۷، الناشر ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی)

(الفتاویٰ العالمگیری ج اول الباب الرابع فی التیمم الفصل الاول فی امور لا بد منها فی التیمم ص ۲۸)

غسل اور دھونے کو جمع کرنا اس لیے منع ہے کہ غسل کا بدل تیمم ہے اصل نہ ہو تو بدل پر عمل کیا جائے گا دونوں کو جمع کرنا یعنی بدل و مبدل کو جمع کرنا ممنوع ہے جیسا کہ منقول ہے،

”لَا يَصِحُّ الْجَمْعُ بَيْنَ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ لِمَا فِيهِ مِنَ الْجَمْعِ بَيْنَ الْبَدَلِ مِنَ الْمُبْدَلِ“

غسل و تیمم کو جمع کرنا درست نہیں کیونکہ اس سے بدل و مبدل کو جمع کرنا لازم آتا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح باب التیمم فصل لاجمع بین البدل والمبدل ص ۱۲۹ ناشر صدیقی پبلیکیشنز)

(۴) صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستونصف صاع کھجور یا مکے ہو یا آٹا یا ستوا ایک صاع۔

(بہار شریعت ج اول حصہ پنجم صدقہ فطر کا بیان صفحہ ۹۳۸ مکتبہ المدینہ)

(۵) لَعْنَةُ: مَا يَنْفِقُهُ الْإِنْسَانُ عَلَى عِيَالِهِ، نفقہ کے لغوی معنی ہے وہ چیز جسے انسان اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے۔

وَشَوْعًا كَمَا قَالَ هِشَامٌ سَأَلْتُ الْإِمَامَ مُحَمَّدًا عَنِ النَّفَقَةِ لَقَالَ هِيَ الطَّعَامُ وَالْكِسْوَةُ وَالسُّكْنُ۔

اور نفقہ کے شرعی معنی جیسا کہ ہشام علیہ الرحمۃ نے امام محمد علیہ الرحمۃ سے نفقہ کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا

نفقہ طعام، کپڑا، رہنے کا مکان ہے۔ (المہاب فی شرح الکتاب الجزء الثانی کتاب النفقات، صفحہ ۲۰۹ قدیمی کتب خانہ)

اسباب نفقہ: تَجِبُ بِأَسْبَابٍ ثَلَاثَةٍ زَوْجِيَّةٍ وَ قَرَابَةِ وَمَلِكٍ۔

نفقہ تین اسباب کے سبب واجب ہوتا ہے، زوجیت، قرابت (نسب) ملک (ملکیت) لہذا جس عورت سے نکاح صحیح ہو

اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں فرمایا، ”وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلِّفُ نَفْسٌ إِلَّا

وُسْعَهَا لَا تُضَارُّ وَالِدَةً بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَالِدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ“۔

ترجمہ کنز الایمان: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر

اس کے مقدور بھرماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد

والا اپنی اولاد کو اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔ [البقرہ ۲۳۳]

(۶) لَوْ كَانَ عَبْدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ أَعْتَقَ أَحَدَهُمَا نَصِيْبَهُ عَنِ الْكُفَّارِ بِهِ لَا يَجُوزُ عَنْهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللَّهِ

عليه۔

اور اگر ایک غلام دو افراد کے درمیان مشترک ہو ان میں سے ایک نے اپنے کفارہ سے اپنے حصے کا آزاد کیا تو امام اعظم

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہیں۔ لہذا اگر کسی کی ملکیت میں مکمل غلام نہ ہو تو اس کا بدل روزے کا اختیار کرنا لازم ہوگا۔

(التتاری العالگیری ج اول کتاب الطلاق الباب العاشر فی الکفارة صفحہ ۵۱۰)

(۷) ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے۔ علم سے بقدر ضرورت شرعی مسائل مراد ہیں لہذا روزے نماز کے

مسائل ضروریہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے

مسائل سیکھنا حج کو جانے والے پر فرض عین ہیں لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔

صوفیا فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کے آفات، شیطانی اثرات کا جاننا بھی ہر مسلمان کو ضروری ہے تاکہ ان سے بچ سکے۔
(مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الثانی ص ۱۹۶)

(۸) ترجمہ کنز الایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں یہ آیت ان مشرکین کے رد میں اتری جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بشر کو نبی نہیں بنا سکتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے کیونکہ نہ جاننے والے پر ضروری ہے کہ وہ جاننے والے سے پوچھے، تقلید میں بھی یہی ہوتا ہے کہ غیر مجتہد اجتہادی مسائل اپنے امام سے پوچھتا ہے۔

(۹) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بارے میں اس طرح خبر دی معلوم ہوا کہ سوال کرنے میں عار

نہیں ہونی چاہیے کیونکہ بے علمی کا علاج سوال ہے۔ ”عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجْرًا فَشَجَّهَ فِي رَأْسِهِ فَأَحْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيْمَمِ قَالُوا مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أُخْبِرَ بِذَلِكَ قَالَ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ إِلَّا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا سِفَاءُ الْعَمَى السُّوَالُ كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ تَيْمَّمَ وَيُعْصَبَ عَلَى جَرْحِهِ خَرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ“.
(مشکوٰۃ المصابیح باب التیمم الفصل الثانی ص ۵۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں گئے پس ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا جس نے اس کا سر زخمی کر دیا۔ پھر اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے سوال کیا، کیا تم میرے لیے تیمم میں رخصت پاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا ہم آپ کیلئے رخصت نہیں پاتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی پر قادر ہیں۔ اس نے غسل کر لیا پس وہ شہید ہو گئے۔ جب ہم حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں عارت کرے انہوں نے اسے مار دیا۔ خبردار جب علم نہ تھا تو پوچھ کیوں نہ لیا بے علمی (جہالت) کا علاج سوال (پوچھنا) ہے۔ اسے تو محض اتنا ہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر کپڑا لپیٹ لیتا پھر اس پر مسح کر لیتا اور باقی جسم دھو ڈالتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا علم نہ تھا جسکی وجہ سے ایسا ہوا اور حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تم نے مجھ سے کیوں نہ پوچھا اور معلوم ہوا کہ اگر نہ آتا ہوتا تو عار محسوس نہیں کرنی چاہیے بلکہ ”لَا أَذْرِي“ کہہ دینا چاہیے۔

پیر طریقت رہبر شریعت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اس پر خود بھی عمل کرتے اور اپنے مدنی مذاکروں کے شروع میں بھی اکثر فرماتے ہیں، ”سوال کیجئے معلوم ہوا تو عرض کر دوں گا،

معلوم نہ ہوا تو لا ادری کہہ دوں گا، بن پڑا تو معلوم کر کے عرض کروں گا، غلطی کرتا پائیں تو فوراً اصلاح فرمائیں“ وغیرہ وغیرہ۔
علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ”لَا اَدْرِى بِصِفِّ الْعِلْمِ“ مجھے علم نہیں کہنا آدھا علم ہے۔
(شرح فقہ اکبر ص ۳۲ مکتبہ حقانیہ)

”لَا شِفَاءَ لِذَوِّ الْجَهْلِ إِلَّا التَّعَلُّمُ“ جہالت کی بیماری کیلئے شفا نہیں مگر سوال۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ باب التیمم الفصل الثانی ص ۸۹)

حضور ﷺ کا ان کو بددعا کیے کلمات حقیقی بددعا کیلئے نہ تھے۔ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہیں، ”عَابَهُمْ عَلَيْهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالِافْتَاءِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَالْحَقُّ بِهِمُ الْوَعِيدُ بِأَنَّ دَعَا عَلَيْهِمْ لِكُونِهِمْ مُقْصِرِينَ فِي التَّأَمُّلِ فِي النَّصِّ
وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ حَوَجٍ“

رسول اللہ ﷺ نے ان کو شرم دلائی (ان کے فعل کو معیوب قرار دیا) بغیر علم کے فتویٰ دینے کی وجہ سے اور ان کے بارے

میں بددعا کیے کلمات کہہ کر انہیں وعید سے ملایا اس لیے کہ انہوں نے نص یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ”يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ
حَوَجٍ“ میں غور و فکر کرنے میں کوتاہی کی۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب التیمم الفصل الثانی ج اول ص ۸۹)

نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خطا اجتہادی کی بنا پر قتل بھی واقع ہو جائے تب بھی مجتہد پر قصاص یا دیت بلکہ گناہ بھی

نہیں۔ نیز اس حدیث مبارکہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وَيُعَصِّبُ كَاوَاذِبٍ مَعْنَى اَوْ هِيَ مَطْلَبٌ يَهِيَ كَمَا اَرَوَهُ غَسْلٌ
بِالْكُلِّ نَهْ كَرَسَلْتَا تَهَابٌ تَوْتِيمٌ كَرَلِيْتَا اَوْرَا كَرَفِ سِرِّ پَانِي ذَا نَا مَضْرُتْهَا تَوْتِيمٌ پَرِ پِي بَانْدَه كَرَسَح كَرَلِيْتَا بَاتِي جِسْمٌ دَهْوَلِيْتَا۔ امام شافعی علیہ

رحمۃ اللہ علیہ اس واؤ کو جمع کیلئے مانتے ہیں اور فرماتے ہیں ایسی حالت میں تیمم بھی کرے اور غیر مجروح حصے کا غسل بھی لیکن امام اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کا قول بہت قوی ہے کیونکہ تیمم غسل کا نائب ہے اور نائب واصل کبھی جمع نہیں ہو سکتے نیز محدثین کے نزدیک یہ حدیث
ضعیف بھی ہے خیال رہے کہ مشکوک پانی کی صورت میں غسل و تیمم دونوں کرتے ہیں اس کی وجہ ہماری اپنی بے علمی ہے کہ پانی مطہر
ہے یا نہیں وہاں اصل و نائب کا اجتماع نہیں وہاں غسل ہی طہارت ہے یا تیمم ہی۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول باب التیمم الفصل الثانی صفحہ ۳۳۱)

(۱۰) یعنی عالم و مفتی بننا تمام علوم کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے جیسا کہ آنے والی آیت مقدسہ سے بھی ظاہر ہے۔

(۱۱) ترجمہ کنز الایمان: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۲ کے تحت فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عموماً جہاد اور مکمل علم

دین سیکھنا فرض کفایہ ہے اور معلوم ہوا کہ اگر بستی میں ایک شخص بھی مکمل عالم دین ہو جائے تو سب کا فرض ادا ہو گیا۔

(تفسیر نور العرفان)

(۱۲) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

(۱۳): وہ شخص حضرت اقرع بن جالس رضی اللہ عنہ تھے۔

(۱۴) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

اس آیت مقدسہ کا شان نزول یہ ہے

بعض لوگ حضور پر نور ﷺ سے اکثر بے فائدہ باتیں پوچھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ! میرا اونٹ گم ہو گیا ہے وہ کہاں ہے وغیرہ وغیرہ یہ ناگوار خاطر مبارک ہوتا تھا۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ اچھا جو پوچھنا ہے پوچھ لو، ہم ہر بات کا جواب دیں گے۔ ایک شخص نے پوچھا میرا انجام کیا ہے؟ فرمایا جہنم، دوسرے نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا صدقہ، یعنی تو حرامی ہے اپنے باپ کے نطفے سے نہیں کیونکہ اس کی ماں کا خاوند کوئی اور تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ ہمارے حبیب ﷺ سے اپنے راز فاش نہ کراؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو ازل سے ابد تک سب کچھ روشن ہے۔ کسی کا بیٹا ابتدا ہے، جہنم یا دوزخ میں جانا، مگر دونوں کی حضور ﷺ کو خبر ہے اگرچہ ظاہر نہ فرمائیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ حج فرض ہے کسی نے عرض کیا کہ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، انہوں نے کئی بار یہ سوال کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال ہی حج فرض ہو جاتا اور پھر تم نہ کر سکتے، جو میں بیان نہ کروں تم اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مالک احکام بنایا ہے۔ آپ ﷺ کی ہاں اور نہ شرعی

احکام ہیں دوسرے یہ کہ ہر چیز مباح ہے جب تک شریعت حرام نہ کرے۔

(تفسیر نور العرفان)

(۱۵) سوال نہ کرنا حضور ﷺ کے ساتھ خاص تھا اب بقدر ضرورت علماء کرام عَنَہُمُ اللہ سے سوال کرنا جائز ہے کیونکہ جب سبب نہ رہا تو مسبب بھی نہ رہا نیز تشابہات کے پیچھے پڑنا مکروہ ہے کہ اس سے اللہ عزوجل کی کیا مراد ہے وہ ہی جانے یا اس کے بتائے سے اس کے برگزیدہ بندے جانے۔

(۱۶) ترجمہ کنز الایمان: وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔

عرش بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں اور استوئی اس پر بیٹھنے کو۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پاک ہے لہذا یہ آیت تشابہات میں

(تفسیر نور العرفان)

سے ہے یعنی جو استوئی رب عزوجل کی شان کے لائق ہے نہ کہ ہماری طرح بیٹھنا۔

(۱۷) خیال رہے کہ گذشتہ صالحین کو سلف اور پچھلوں کو خلف کہا جاتا ہے۔ لہذا ہر جماعت صالحین انگوں کے لحاظ سے خلف اور پچھلوں کے لحاظ سے سلف ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ۱، کتاب العلم الفصل الثانی ص ۲۱۳ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿..... مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

نَهَيْتُ: میں نے روکا۔ فَاجْتَنِبُوا: تم پرہیز کرو۔ فَاتُوا: تم بجالاؤ۔ أَهْلَكَ: اس نے ہلاک کر دیا۔
مَسَائِلٌ: مَسْئَلَةٌ کی جمع ہے، سوالات۔ اِخْتِلَافٌ: مختلف ہونا، کسی کی بات کو تسلیم نہ کرنا۔
جُمْلَةٌ وَاحِدَةٌ: یک بار۔ الْمَنْعُ: باز رہنا، رکنا۔

اَسْكُوتُ: خاموش رہنا۔ فَرَضٌ كِفَايَةٌ: ایسا فرض جس کو محلہ میں ایک فرد بھی ادا کرے تو سب بری ہو جاتے ہیں، جیسے نماز جنازہ اور قضا و فتووں کا سیکھنا۔

قَرَيْبٌ: مرتب ہونا۔ عَامٌ سَالٌ: اَعَادَ: فعل ماضی، اس نے لوٹایا۔ يُوْشِكُ: فعل مقارب۔ فَاتُوْكَوْنِي: جمع فعل امر حاضر معروف، تم مجھے چھوڑ دو یعنی مجھ سے سوال نہ کرو۔ فَاتُوا: جمع فعل امر حاضر معروف، تم لاؤ۔ فَاجْتَنِبُوا: جمع فعل امر حاضر معروف، پس تم بچو اس سے۔ اِسْتَقْرَتْ: ثابت ہو گئی۔

اَلْاَيَاتُ: آية کی جمع، نشانیاں۔ اَلْاَيَاتُ الْمُشْبَهَةُ: غير واضح آيات جن میں التباس ہو۔ اَلْاِسْتِوَاءُ: اِتِّعَالَ کا مصدر ہے، درستی، اعتدال و خط استواء۔

مَجْهُوْلٌ: نامعلوم، غير معروف۔ اُرَاكَ: اُرِي فعل ماضی اور ك ضمير منصوب مفتاح۔ اَسْلَمٌ: زيادہ محتاط۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْعَاشِرُ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: (إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوا مِنَ الطَّيِّبِ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا» (مؤمنون ٥١) الْآيَةَ، وَقَالَ: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ» (البقرة ١٦٨) الْآيَةَ، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْفَئْتِ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَغَدِيٌّ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى طَيِّبٌ)، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَطْهَرِ الطَّاهِرِ، الطَّيِّبِ الْمَبَارَكِ الْأَحَبِّ إِلَيْكَ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجِبْتَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ، وَإِذَا أُسْتُرِحْتِ بِهِ رَحِمْتَ، وَإِذَا اسْتُفْرِحْتَ بِهِ فَرِحْتَ)، وَمَعْنَى الطَّيِّبِ: الْمَنْزُوعُ عَنِ النَّقَائِصِ وَالْخَبَائِثِ، فَيَكُونُ بِمَعْنَى الْقُدُوسِ، وَقِيلَ طَيِّبُ الشَّيْءِ وَمَسْتَلْدُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ الْعَارِفِينَ بِهَا، وَهُوَ طَيِّبُ عِبَادِهِ لِدُخُولِ الْجَنَّةِ بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَطَيِّبَهَا لَهُمْ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا) أَيُّ: فَلَا يَقْرُبُ إِلَيْهِ بِصَدَقَةٍ حَرَامٍ، وَيَكْرَهُ التَّصَدُّقَ بِالرَّذِيءِ مِنْ الطَّعَامِ كَالْحَبِّ الْعَتِيقِ الْمُسْوَسِ، وَكَذَلِكَ يَكْرَهُ التَّصَدُّقَ بِمَا فِيهِ شُبُهَةٌ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَيْبَ مِنْهُ تَنَفُّونَ﴾ [البقرة: ٢٦٤] - فَكَمَا أَنَّهُ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ مِنَ الْمَالِ إِلَّا الطَّيِّبَ كَذَلِكَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا الطَّيِّبَ الْخَالِصَ مِنْ شَائِبَةِ الرِّيَاءِ وَالْعُجْبِ وَالسُّمْعَةِ وَنَحْوِهَا.

قَوْلُهُ: فَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبِ وَأَعْمَلُوا صَالِحًا﴾ [المؤمنون: ٥١] وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ [البقرة: ١٦٢] - الْمُرَادُ بِالطَّيِّبَاتِ الْحَلَالُ. فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الشَّخْصَ يُنَابُ عَلَى مَا يَأْكُلُهُ إِذَا قَصَدَ بِهِ التَّقْوَى عَلَى الطَّاعَةِ أَوْ إِحْيَاءِ نَفْسِهِ، وَذَلِكَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ، بِخِلَافِ مَا إِذَا أَكَلَ لِمَجْرَدِ الشَّهْوَةِ وَالتَّنَعُّمِ.

قَوْلُهُ: (وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَغَدِيٌّ بِالْحَرَامِ) أَيُّ: شَبِعَ وَهُوَ بِضَمِّ الْغَيْنِ الْمَعْجَمَةِ وَكَسْرِ الدَّالِ الْمَعْجَمَةِ الْمَخْفَفَةِ مِنَ الْغَدِيِّ بِالْكَسْرِ وَالْقَصْرِ، وَأَمَّا الْغَدَاءُ بِالْفَتْحِ وَالْمَدِّ وَالدَّالِ الْمَهْمَلَةِ، فَهُوَ عِبَارَةٌ

عَنْ نَفْسِ الطَّعَامِ الَّذِي يُؤْكَلُ فِي الْغَدَاةِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قَالَ لِفَتْنَةٍ إِنَّا غَدَاةٌ نَا﴾. [الكهف: ٢٤]
قولہ: ﴿فَأَنى يُسْتَجَابُ لَهُ﴾ أَى: اسْتَبْعَاداً لِقُبُولِ إِجَابَةِ الدَّعَاءِ، وَلِهَذَا خَرَطَ الْعِبَادُ لِقُبُولِ الدَّعَاءِ أَكْلَ
الْحَلَالِ، وَالصَّحِيحُ أَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِشَرْطٍ لَقَدْ اسْتَجَابَ لِشَرِّ خَلْقِهِ إِبْلِيسَ فَقَالَ: ﴿قَالَ إِنَّكَ مِنَ
الْمُنظَرِينَ﴾. [الاعراف: ١٥]

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک ہی قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اسی بات کا حکم دیا جس بات کا مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا اللہ تعالیٰ نے (مرسلین علیہم السلام کو) فرمایا اے رسول پاک اشیاء سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے (مومنین کو) فرمایا، اے ایمان والو ہمارے دیے ہوئے پاک رزق سے کھاؤ، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے اس کے بال پراگندہ اور چہرہ گرد آلود ہے وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے اے میرے رب عزوجل اے میرے رب عزوجل حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اسے حرام سے غذا دیا گیا (یعنی مال حرام سے اس کی پرورش ہوئی) پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو؟ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى طَيِّبٌ“۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو (یوں) فرماتے

ہوئے سنا،

اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے اس نام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جو طاہر، مطہر، طیب مبارک تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے کہ جب اس کے وسیلہ سے تجھے پکارا جائے تو تو قبول فرماتا ہے، جب تجھ سے اس کے وسیلہ سے سوال کیا جائے تو تو عطا فرماتا ہے جب تجھ سے اس کے وسیلہ سے رحم طلب کیا جائے تو تو رحم فرماتا ہے اور جب تجھ سے اس کے وسیلہ سے وسعت (کشادگی) کو طلب کیا جائے تو تو وسعت و کشادگی عطا فرماتا ہے۔

طیب (۲) کا معنی تمام نقائص و خباثت سے منزہ (پاک) ہونا اور (اس طرح حدیث مبارکہ میں) طیب بمعنی قدوس کے ہوگا اور کہا گیا ہے کہ طیب کا معنی یہ ہے کہ ”طیب“ اس پاک تعریف والی ذات کو کہتے ہیں جسکے ناموں سے عارفین لذت حاصل

کرتے ہیں اور وہ اللہ جل مجدہ ہی کی ذات اقدس ہے کہ جو اپنے بندوں کو نیک اعمال کے ذریعے پاک و صاف کر کے جنت میں داخل فرمائے گا (یہاں تک کہ) اللہ عزوجل اپنے بندوں کیلئے اعمال کو بھی پاک و صاف کرتا ہے مثلاً پاک کر دینے والا (نیک عمل) کلمہ، ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔ (۳)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا“ یعنی مال حرام کا صدقہ کرنے سے ثواب۔ یعنی اللہ عزوجل مال حرام کے صدقے کو قبول نہیں فرماتا (اس پر صدقہ کرنے والا ثواب نہیں پاتا) اور روی طعام کا صدقہ کرنا مکروہ ہے مثلاً پرانے گھن والے دانے، اسی طرح جس چیز میں شبہ ہو اس کا صدقہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”وَلَا تَبْمُمُوا الْخَبِيثَاتِ مِنْهُ تَنْفِقُونَ“۔ [البقرہ: ۲۶۷] (۴)

پس جس طرح اللہ عزوجل پاکیزہ مال ہی کو قبول فرماتا ہے اسی طرح اللہ عزوجل اس پاکیزہ عمل کو قبول فرماتا ہے جو ریا، عجب، سمعہ وغیرہ کی گندگی سے خالص ہو۔ (۵)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا“۔

[المومنون: ۵۱] (۶)

اور ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ“۔

ان دونوں آیتوں میں ”طَيِّبَاتِ“ سے حلال رزق مراد ہے اس حدیث مبارکہ میں اس بات پر دلیل ہے کہ بے شک آدمی جو کھاتا ہے اس (کے کھانے) پر اسے ثواب دیا جاتا ہے بشرطیکہ اس کھانے سے وہ خود کو زندہ رکھنے یا اطاعت والے کاموں کو بجا لانے پر طاقت حاصل کرنے کا قصد کرے گا (اطاعت والے کام فرائض اور واجبات ہیں) برخلاف اس کے کہ جب اس نے محض شہوت اور لذت کیلئے کھایا (تو ثواب نہیں دیا جائے گا)۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَغُلْدِي بِالْحَرَامِ“۔

یعنی اس کی پرورش مال حرام سے کی گئی اور لفظ غُلْدِي (۸) نمین معجمہ کے ضمہ اور ذال معجمہ مخففہ کے کسرہ کے ساتھ الغلدي نمین کے کسرہ اور قصر کے ساتھ مشتق ہے اور بہر حال الغذاء نمین کے فتح، وال مہملہ اور مد کے ساتھ اس طعام (کھانے) کو کہتے ہیں جسے صبح ناشتے میں تناول کیا جاتا ہے۔

(جیسے) اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”قَالَ لِفَتَى ابْنِ عَدَاءِ نَا“۔ (الکہف: ۶۲) (۹)

رسول اکرم ﷺ کا فرمان، ”فَاتَىٰ يُسْتَجَابُ لَهُ“۔

دعا کا قبول ہونا بعید از قیاس ہے اسی وجہ سے (بعض حضرات نے کہا کہ) حلال کھانا دعا کی قبولیت کیلئے عبادت کرنے والوں پر شرط قرار دیا گیا ہے۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ شرط نہیں کیونکہ خود رب کائنات جل و علا نے اپنی مخلوق میں سے بدترین ابلیس (علیہ لعنہ اللہ) کی دعا قبول فرمائی۔

[الاعراف ۱۵] (۱۰)

پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ“۔

☆.....☆.....☆.....☆

شرح: خلاصہ حدیث

مذکورہ حدیث مبارکہ میں حرام سے بچنے اور حلال کھانے کا حکم فرمایا گیا۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی (دعوت اللہ ص ۱۵۷)۔

(۲) یہاں سے علامہ نووی علیہ الرحمۃ لفظ الطیب کے معنی بیان فرما رہے ہیں۔

(۳) اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعمال کو پاک کرتا ہے کہ غیر مسلم پڑھے تو پاک و صاف آلودہ دل والا پڑھے تو پاک و صاف۔

اور یہ کلمہ طیبہ سب سے افضل ذکر ہے چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث پاک ہے

”عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ“۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی آخر الزماں امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا، افضل ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے

اور افضل دعا الْحَمْدُ لِلَّهِ ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب ثواب التسبیح والتعلیل والتسبیح الفصل الثانی صفحہ ۲۰۱ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۴) ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مِنْ طَيْبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا

الْخَبِيثَاتِ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخِلِّينَ لَهُ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ“۔ [البقرہ ۲۶۷]

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے

نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ

بے پرواہ سراہا گیا ہے۔

مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ اس آیت مقدسہ کے تحت تفسیر نور العرفان میں اس کا شان نزول یوں بیان فرماتے ہیں،

بعض لوگ اللہ عزوجل کے نام پر ردی کجوریں صدقہ دیتے تھے ان کے متعلق یہ آیت اتری یعنی جب تم رب عزوجل سے

جزا اچھی چاہتے ہو تو اس کی راہ میں مال بھی اعلیٰ درجے کا اپنا پسندیدہ خرچ کرو۔ نیز اس (آیت مقدسہ) سے چند مسئلے معلوم

ہوئے:

(۱) کسب کرنا، تجارت، نوکری اور تمام حلال پیشے کرنا چاہئیں۔ بے کار رہنا برا ہے۔

(۲) اپنی کمائی سے خیرات کرنا بہتر ہے۔

(۳) جو اپنا پسندیدہ مال ہو اس سے خیرات کرے۔

(۴) مال حلال سے خیرات کرے۔

(۵) سارا مال خیرات نہ کرے بلکہ کچھ اپنے خرچ کیلئے بھی رکھے جیسا کہ مسئلے معلوم ہوا۔

(۶) صرف زکوٰۃ دینے پر ہی قناعت نہ کرے بلکہ اور صدقہ نقلی بھی دیتا رہے جیسا کہ انفقوا کے اطلاق سے معلوم ہوا۔

نیز یہ آیت امام اعظم قدس سرہ کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کی ہر پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے تھوڑی ہو یا زیادہ

اس کا پھل سال بھر تک رہے یا نہ رہے کیونکہ یہاں ”ما“ عام ہے اس کی تائید ان روایات سے ہے جن میں فرمایا گیا کہ جس زمین کو

بارش سے سیراب کیا گیا اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جس کو کنوئیں سے سیراب کیا گیا اس میں سے بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ جس

روایت میں ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں اس سے مراد تجارتی زکوٰۃ ہے نہ کہ پیداوار کی زکوٰۃ کیونکہ اس زمانہ میں ایک وسق

چالیس درہم کا تھا تو پانچ وسق دو سو درہم کے ہوئے اور یہی تجارتی زکوٰۃ کا نصاب ہے۔ [تفسیر نور العرفان]

(۵) کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک کام ہی کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ اس حدیث کے شروع والے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ کنز الایمان: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔

یعنی اے رسولو! خوب مزیدار حلال چیزیں شوق سے کھاؤ پیو، حلال چیزیں حرام کر لینا تقویٰ نہیں بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ

ہے نیز پاکیزہ غذا سے عبادت میں لذت آتی ہے۔

(۷) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔ اس آیت سے بھی دو مسئلے معلوم ہوئے۔

(۱) عبادت کی طرح بوقت ضرورت کھانا پینا بھی اہم فرض ہے۔

(۲) ہمیشہ پاک اور حلال چیزیں کھانا چاہئے تقویٰ یہ نہیں کہ اچھے کھانے چھوڑے بلکہ تقویٰ کے یہ معنی ہے کہ حرام

چیزیں چھوڑ دے۔

(۸) یہاں سے علامہ نووی علیہ الرحمۃ غلڈی اور غلڈاء میں فرق بیان کر رہے ہیں۔ غلڈی فعل ماضی مثبت مجہول

سیخہ واحدہ کر غائب ہفت اقسام ناقص یا کسی از شش اقسام ثلاثی مجرد و عدم مصدر سے ہے۔

(۹) ترجمہ کنز الایمان: موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لادو۔

(۱۰) ترجمہ کنز الایمان: فرمایا تجھے مہلت ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

طَبِيبٌ: پاک۔ يُطِيلُ: وہ طویل کرتا ہے۔ أَشْعَتُ: پراگندہ بالوں والا۔ أَغْبَرُ: گرد آلود چہرے والا۔ مَطْعَمٌ:

کھانا۔ مَشْرَبٌ: پینا (مشروب)۔ مَلْبَسٌ: لباس۔ الْمَطْهَرُ: پاک کرنی والا۔ دُعِيْتُ بِهِ: جس کے ساتھ تجھے پکارا جائے، فعل ماضی مجہول۔ أُسْتَرْحَمْتُ بِهِ: جس کے ذریعے تجھ سے رحم طلب کیا جائے۔

الْمُنَزَّةُ: بری، پاک۔ النِّقَائِصُ: نَقِيصَةٌ کی جمع ہے، عیب، بری خصلت۔ الرَّدِيُّ: نکمی، خراب، ناقص۔

الْحَبُّ الْعَتِيقُ: پرانے دانے۔ الْمَبْسُوسُ: گھن والی چیز۔ شُبُهَةٌ: شک۔ شَائِبَةٌ: گندگی، عیب۔

إِحْيَاءٌ: زندہ کرنا۔ اسْتَبْعَادٌ: دور بھنا، یا پانا۔ الْعِبَادُ: عَابِدٌ کی جمع، عبادت گزار۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْاِحَادِيُّ عَشْرَ.....﴾

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سِنِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِثَانِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (دَعُ مَا يَرِيئُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيئُكَ) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (دَعُ مَا يَرِيئُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيئُكَ) فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمُتَّقِيَ يُبَغِي لَهٗ أَنْ لَا يَأْكُلَ الْمَالَ الَّذِي فِيهِ شُبُهَةٌ، كَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ أَكْلُ الْحَرَامِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِلَى مَا لَا يَرِيئُكَ) أَيُّ أُعْدِلُ إِلَى مَا لَا رَيْبَ فِيهِ مِنَ الطَّعَامِ الَّذِي يَطْمَئِنُّ بِهِ الْقَلْبُ وَتَسْكُنُ إِلَيْهِ النَّفْسُ. وَالرَّيْبَةُ: الشُّكُّ وَتَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَنِ الشُّبُهَةِ.
ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور مہکتے پھول حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔ روایت کیا سے امام ترمذی و نسائی نے اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”دَعُ مَا يَرِيئُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيئُكَ“۔

اس فرمان مقدس میں اس بات پر دلیل ہے کہ جیسے متقی (پرہیزگار) پر مال حرام کھانا حرام ہے اسی طرح اس کیلئے مناسب بھی ہے کہ وہ ایسا مال نہ کھائے جس میں شبہہ ہو اور شبہہ کے متعلق بحث گزر گئی۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”إِلَى مَا لَا يَرِيئُكَ“ یعنی تو عدول کر اس طعام کی طرف جس میں شک و شبہہ نہ ہو اور اس پر دل مطمئن ہو اور اس کی طرف نفس کو سکون حاصل ہوتا ہے اور ریہہ شک کو کہتے ہیں اور شبہہ کے متعلق بحث گزر گئی۔ (۳)

☆.....☆.....☆.....☆

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں مقام تقویٰ بیان کیا گیا ہے۔

(۱) ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات زندگی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو محمد کنیت ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے تیسرے سال پندرہ رمضان المبارک کو پیدا ہوئے۔ امام الانبیا ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام حسن رکھا۔ مدینہ و کوفہ میں آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکونت اختیار کی اور پیارے آقا ﷺ سے احادیث مبارکہ روایت کیں اور مدینہ منورہ پچاس سال کی عمر میں وفات پائی۔

(معجم الصحابہ للبخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸ التوفی ۳۱ھ الناشر مکتبہ دار البیان کویت)

(۲) دیکھئے حدیث نمبر ۱۰۰۔

(۳) دیکھئے حدیث نمبر ۱۰۱۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

سَبَطٌ: نواسہ۔ رَيْحَانَةٌ: پھول۔ دُعُ: تو چھوڑ۔ يُرِيْبُ: وہ شک میں ڈالتا ہے۔

الْمُتَّقِي: بچنے والا۔ يَنْبَغِي: مناسب، وہ چاہتا ہے۔ شُبُهَةٌ: شک۔

تَقَدَّمَ: وہ گزر گیا۔ أُغْدِلُ: تو واپس ہو۔ يَطْمَئِنُّ: وہ مطمئن ہوتا ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّانِي عَشَرَ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ). حديث حسن، رواه الترمذی (1) وغيره هكذا.

قوله صلى الله عليه وسلم (مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ) أى: مَا لَا يَهْمُهُ مِنْ أَمْرِ الدِّينِ وَالدُّنْيَا مِنَ الْأَفْعَالِ وَالْأَقْوَالِ.

وقال صلى الله عليه وسلم لأبى ذر حين سأله عن صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: (كَانَتْ أَمْثَالًا كُلِّهَا، كَانَ فِيهَا: أَيُّهَا السُّلْطَانُ الْمَعْرُورُ أَيْ لَمْ أَبْعَثْكَ لِتَجْمَعَ الْأَمْوَالَ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَكِنْ بَعَثْتُكَ لِتَرُدَّ عَنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ فَاتَى لَا أَرُدُّهَا، وَلَوْ كَانَتْ مِنْ كَافِرٍ. وَكَانَ فِيهَا: عَلَى الْعَاقِلِ مَا لَمْ يَكُنْ مَغْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَرْبَعُ سَاعَاتٍ: سَاعَةٌ يَنَاجِي فِيهَا رَبَّهُ، وَسَاعَةٌ يَتَفَكَّرُ فِي صَنِيعِ اللَّهِ تَعَالَى، وَسَاعَةٌ يُحَدِّثُ فِيهَا نَفْسَهُ وَسَاعَةٌ يَخْلُو بِذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، وَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ عَرُونَ لَهُ عَلَى تِلْكَ السَّاعَاتِ. وَكَانَ فِيهَا: عَلَى الْعَاقِلِ مَا لَمْ يَكُنْ مَغْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ، إِنْ لَا يَكُونُ سَاعِيًا إِلَّا لِي ثَلَاثٍ: تَزُودُ لِمَعَادٍ، وَمُؤَنَّةٌ لِمَعَاشٍ، وَلَذَّةٌ فِي غَيْرِ مُحْرَمٍ. وَكَانَ فِيهَا: عَلَى الْعَاقِلِ مَا لَمْ يَكُنْ مَغْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ أَنْ يَكُونَ بَصِيرًا لِزَمَانِهِ، مُقْبِلًا عَلَى شَأْنِهِ. حَافِظًا لِلْسَّانِيَةِ، وَمَنْ حَسَبَ الْكَلَامَ مِنْ عَمَلِهِ يُؤْهِبُكَ أَنْ يَقُلَ الْكَلَامَ إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ. قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي لَمَّا كَانَ فِي صُحُفِ مُوسَى؟ قَالَ: (كَانَتْ عِبْرًا كُلِّهَا، كَانَ فِيهَا: عَجَبًا لِمَنْ أَيْقَنَ بِالنَّارِ كَيْفَ يَضْحَكُ، وَعَجَبًا لِمَنْ أَيْقَنَ بِالمَوْتِ كَيْفَ يَفْرَحُ، وَعَجَبًا لِمَنْ رَأَى الدُّنْيَا وَتَقَلَّبَهَا بِأَهْلِهَا وَهُوَ يَطْمَئِنُّ إِلَيْهَا، وَعَجَبًا لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْقَدْرِ ثُمَّ هُوَ يَفْضِبُ، وَعَجَبًا لِمَنْ أَيْقَنَ بِالْحِسَابِ غَدًا وَهُوَ لَا يَعْمَلُ)، قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي هَلْ بَقِيَ مِمَّا كَانَ فِي صُحُفِهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: (نَعَمْ، يَا أَبَا ذَرٍّ ﴿قَدْ أُلْحِقَ مَنْ تَزَكَّى﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ [الاعلى: 18، 19])، قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي أَوْ صَنِئِي، قَالَ: أَوْصِيكَ بِعَفْوِ اللَّهِ فَإِنَّهَا رَأْسُ أَمْرِكَ كُلِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: (عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَادِّكْرُ اللُّةَ كَثِيرًا فَإِنَّهُ يَذْكُرُكَ فِي السَّمَاءِ)، قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: (عَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَةُ الْمُؤْمِنِينَ)، قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: (عَلَيْكَ بِالصَّمْتِ فَإِنَّهُ مُطْرَدَةٌ لِلشَّيَاطِينِ عَنْكَ، وَعَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ)، قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ (قُلِ الْحَقُّ وَلَوْ كَانَ مُرًّا)، قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: (لَا تَأْخُذْكَ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَائِمٌ)، قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ (صَلِّ رَحِمَكَ وَإِنْ قَطَعُوكَ)، قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: (بِحَسْبِ أَمْرِي مِنَ الشَّرِّ مَا يَجْهَلُ مِنْ نَفْسِهِ، وَيَتَكَلَّفُ مَا لَا

يَعْنِيهِ. يَا أَبَا ذَرٍّ: لَا عَقْلَ كَالْعَذِيبِ، وَلَا وَزَعَ كَالْكَفِّ، وَلَا حُسْنَ كَحُسْنِ الْخَلْقِ).

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”انسان کے اسلام کی خوبی لایعنی (فضول) کام کو چھوڑنا ہے۔“ یہ حدیث حسن ہے، روایت کیا سے ترمذی اور ان کے علاوہ نے اسی طرح۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ“۔

یعنی وہ افعال و اقوال جس میں دین و دنیا کا فائدہ نہ ہوا نہیں ترک کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں کے بارے میں سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تمام امثال پر مشتمل ہے۔

اس میں تھا اے مغرور بادشاہ بیشک میں نے تجھے مالوں کے ڈھیرے جمع کرنے کیلئے نہیں بھیجا لیکن میں نے تجھے اس لیے بھیجا کہ تو مظلوم کی پکار کو سنے (۲) (اس پر ظلم نہ ہونے دے) بے شک میں مظلوم کی دعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ مظلوم کافر ہی ہو۔

اس میں تھا کہ عاقل جب تک اپنی عقل پر مغلوب نہ ہوگا تو اس کیلئے چار ساعتیں ہوں گی۔ ایک ساعت (گھڑی) میں وہ اپنے رب عزوجل سے مناجات کرے گا، ایک ساعت میں اللہ عزوجل کی کاریگری میں غور و فکر کرے گا، ایک ساعت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے گا اور ایک ساعت میں ذوالجلال والا کرام کیلئے تنہائی اختیار کرے گا اور بے شک یہ (چوتھی) ساعت اس عاقل کیلئے (باقی تین) ساعتوں کیلئے مددگار ہے۔

اس میں تھا کہ جب تک عاقل اپنی عقل پر مغلوب نہ ہو تو وہ سفر نہ کرے مگر تین (۱) قیامت کیلئے زاد راہ جمع کرنے کیلئے، (۲) معاش کی مشقت یعنی کسب معاش کیلئے، (۳) حلال میں لذت پانے کیلئے۔

اس میں تھا کہ جب تک عاقل اپنی عقل پر مغلوب نہ ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانے کو دیکھنے والا ہو، اپنے کام سے کام رکھنے والا ہو۔ زبان کی حفاظت اور جس نے اپنے کلام کو اپنے عمل کے مطابق کیا قریب ہے (امید ہے) کہ وہ کلام بھی با مقصد کرے۔

میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا، تمام صحائف عبرت پر مشتمل تھے۔

اس میں تھا تعجب ہے اس پر جسے دوزخ کا یقین ہو پھر بھی ہنستا ہے۔ تعجب ہے اس پر جسے موت کا یقین ہو وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے۔ تعجب ہے اس پر جس نے دنیا اور اس میں آنے والوں کو پھرنے (تبدیل ہونے) کو دیکھا وہ کیسے اس کی طرف دل لگائے ہوئے ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جسے تقدیر کا یقین ہے پھر بھی غصہ (ناراض) ہوتا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جسے یقین ہے (کہ کل قیامت کے دن) حساب دینا ہے پھر بھی وہ (نیک) عمل نہیں کرتا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ان دو صحیفوں سے کچھ باقی بھی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں ”قَدْ أَلْفَحَ مَنْ تَزَلَّجِي“ سورۃ کے آخر تک۔ [الاعلیٰ ۱۳-۱۹]۔ (۳)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھے وصیت فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”میں تجھے اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں بے شک وہ تیرے ہر معاملہ کی بنیاد ہے۔“

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اور نصیحت فرمائیے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”تلاوت قرآن کرنا تجھ پر لازم ہے اور اللہ عزوجل کا ذکر زیادہ کرو بے شک وہ آسمان میں تیرا چرچا کرے گا۔“

میں نے عرض کیا مجھے اور زیادہ (وصیت) فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تجھ پر جہاد لازم ہے بے شک وہ مومنین کی

رہبانیت ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے اور وصیت فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے خاموشی اختیار کرنا لازم ہے کہ بے شک وہ تجھ سے شیطانوں کو دور بھگانے والی چیز ہے اور تیرے دینی معاملہ پر تیری مددگار ہے۔

میں نے عرض کیا مجھے اور زیادہ (وصیت) فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ حق کہو اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے عرض کیا

مجھے اور زیادہ (وصیت) فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تجھے اللہ عزوجل کے احکام میں ملامت کرنے والے کی ملامت نہ پکڑے (یعنی خوف نہ ہو)۔ میں نے عرض کیا مجھے اور زیادہ (وصیت) فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اگرچہ وہ تجھ سے قطع تعلق کریں۔ میں نے عرض کیا مجھے اور زیادہ (وصیت) فرمائیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کے برا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے نفس سے جاہل ہو (اپنے بارے میں علم حاصل نہ کرے) اور لایعنیہ امور امور میں پڑا

رہے۔ اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں، پرہیزگاری جیسا کوئی تقویٰ نہیں، حسن اخلاق جیسا کوئی حسن نہیں۔

خلاصہ حدیث

شرح:

انسانی زندگی بہت ہی قلیل ہے اور اموال ہیرے کی طرح نہایت ہی قیمتی ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی کیلئے دیکھئے الحدیث العاسع۔

(۲) یعنی مظلوم کی مدد کرنے کیلئے حاکمیت دی یعنی مظلوم کی مدد کرے اور مظلوم کی مدد کرنے پر بہت فضیلت ہے۔

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُفْرَةً مِنْ كُفْرَةِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُفْرَةً مِنْ كُفْرَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسِّرَ اللَّهُ وَعَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَ سُورَةَ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَخَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو کسی

مومن سے دنیا کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دور کرے گا اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے اور جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے گمروں میں سے کسی گھر میں کوئی قوم جمع نہیں ہوتی کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور اسے آپس میں سیکھیں سکھائیں مگر ان پر سکون نازل ہوتا ہے رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر سایہ لگن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بارگاہ میں ان کا ذکر فرماتا ہے اور جس آدمی کا عمل تاخیر کرے اس کا نسب اس کیلئے جلدی نہیں کرتا۔“

(صحیح مسلم شریف ج ۲ کتاب الذکر باب فضل اجتماع علی تلاوة القرآن والذکر صفحہ ۳۳۵ قدیمی کتب خانہ لاہور)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَى تَغِيثُوا الْمَلْهُوفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ۔

یہاں تک کہ شیطان مردود کی دعا کو رد نہ کیا گیا جو مظلوم نہ تھا بلکہ ظالم تھا تو مظلوم کی دعا بدرجہ اولیٰ رو نہیں ہوگی۔

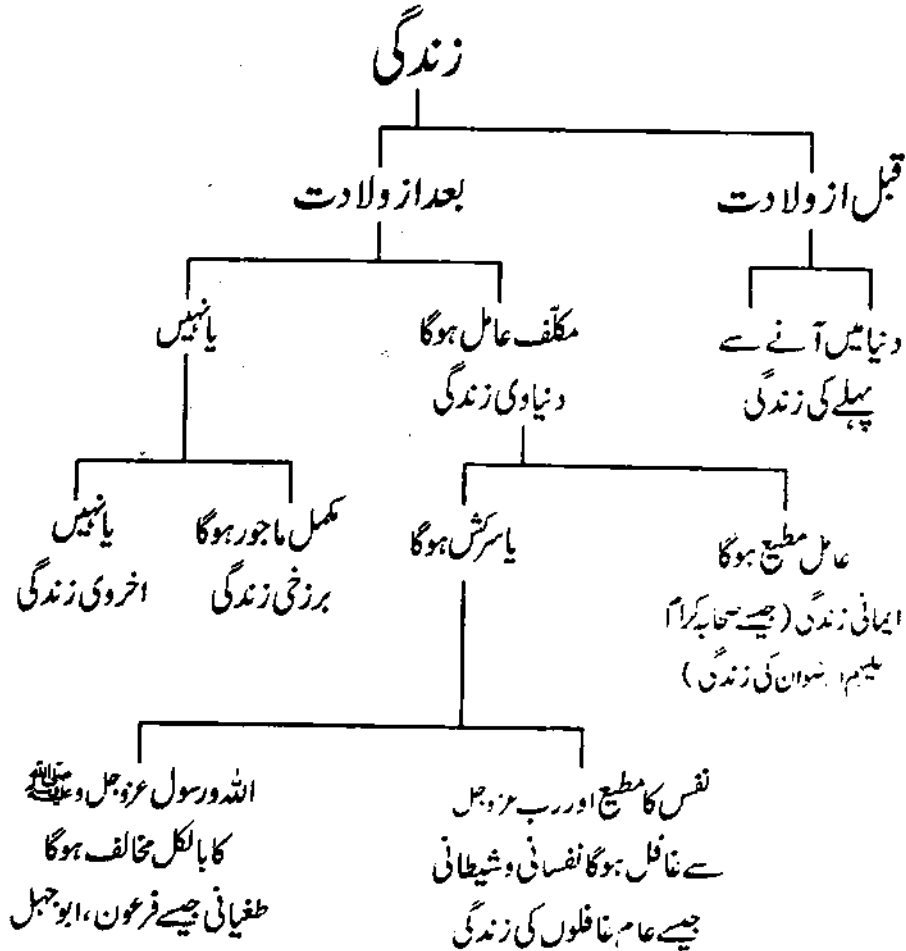
(ابوداؤد شریف ج ۲ کتاب الادب باب الطرقات صفحہ ۳۱۵ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۳) مکمل آیات یہ ہیں،

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝ بَلْ تُؤْتِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةَ خَيْرَ ۝ وَأَبْقَى ۝ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ۝

ترجمہ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچا جو ستمراہو اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جتنی دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بے شک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔
یہاں آیت مقدسہ میں ایمان کے علاوہ زندگی مراد ہے۔ دنیاوی زندگی کے ساتھ عمل ضروری ہے کیونکہ دنیاوی زندگی صفر کی مثل ہے اگر اکیلی رہے تو خالی اور اگر کسی عدد کے ساتھ مل جائے تو اس کو دس گنا بنا دے۔ اگر یہ آخرت سے مل جائے تو دس گنا بلکہ سات سو گنا کر دے اللہ عزوجل نصیب فرمائے۔

﴿.....زندگی کی اقسام مع نقشہ.....﴾



(۴) تمام وہ امور خیر جو تقرب الہی عزوجل کا ذریعہ ہیں ذکر میں داخل ہیں اگر لفظ ذکر کو اس معنی پر محمول کریں تو

تلاوت کے بعد اسکا تذکرہ تخصیص کے بعد تعیم کے طور پر ہے۔ حدیث میں ہے کہ سب سے افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے۔ اگر حدیث مذکورہ میں مراد کلمہ طیبہ ہے تو اب کل کے بعد جز کا ذکر ہوگا کیونکہ اس میں شرف و فضیلت دیگر اذکار سے زائد ہے۔

(شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۶ ص ۸۲ باب حفظ اللسان والغیۃ والشم)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

حُسْنٌ: خوبی۔ الْمَرْءُ: انسان۔ لَا یَعْنِی: بے مقصد۔ دَعْوَةٌ: پکار۔ اُرْدٌ: میں نہیں لوٹاتا۔ یُنَاجِی: وہ وہ باہم سرگوشی کرتا ہے۔ صَنَعَ: بنانا، کاریگری۔

یُحَدِّثُ: محاسبہ کرتا ہے۔ عَوْنٌ: مددگار۔ تَزَوَّدَ: زاد راہ اختیار کیا۔

یَقُلُ: کم کرتا ہے۔ رَاٰی: اس نے دیکھا۔ اَوْصِی: مجھے نصیحت کریں۔ وَزَعٌ: کہتے ہیں۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّلَاثُ عَشَرَ.....﴾

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ خَادِمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

قوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ): الْأَوَّلَى أَنْ يُحْمَلَ ذَلِكَ عَلَى عُمُومِ الْأَخُوَّةِ، حَتَّى يَشْمَلَ الْكَافِرَ وَالْمُسْلِمَ، فَيُحِبُّ لِأَخِيهِ الْكَافِرِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنْ دُخُولِهِ فِي الْإِسْلَامِ، كَمَا يُحِبُّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ دَوَامَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَلِهَذَا كَانَ الدُّعَاءُ بِالْهِدَايَةِ لِلْكَافِرِ مُسْتَحَبًّا، وَالْحَدِيثُ مَحْمُولٌ عَلَى نَفْيِ الْإِيمَانِ الْكَامِلِ عَمَّنْ لَمْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ. وَالْمُرَادُ بِالْمَحَبَّةِ إِرَادَةُ الْخَيْرِ وَالْمَنْفَعَةِ، لَمْ يَمُرَّ: الْمَحَبَّةُ الدِّينِيَّةُ لَا الْمَحَبَّةُ الْبَشَرِيَّةُ، فَإِنَّ الطَّبَاعَ الْبَشَرِيَّةَ قَدْ تَكَرَّرَ حُصُولُ الْخَيْرِ وَتَمَيُّزَ غَيْرِهَا عَلَيْهَا، وَالْإِنْسَانُ يُحِبُّ عَلَيْهِ أَنْ يُخَالَفَ الطَّبَاعَ الْبَشَرِيَّةَ وَيَدْعُو لِأَخِيهِ وَيَتَمَنَّى لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ، وَالشَّخْصُ مَتَى لَمْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ كَانَ حَسُودًا.

وَالْحَسَدُ كَمَا قَالَ الْغَزَالِيُّ: يَنْقَسِمُ إِلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ:

الْأَوَّلُ: أَنْ يَتَمَنَّى زَوَالَ نِعْمَةِ الْغَيْرِ وَحُصُولَهَا لِنَفْسِهِ.

الثَّانِي: أَنْ يَتَمَنَّى زَوَالَ نِعْمَةِ الْغَيْرِ وَإِنْ لَمْ تَحْصُلْ لَهُ كَمَا إِذَا كَانَ عِنْدَهُ مِثْلُهَا أَوْ لَمْ يَكُنْ يُحِبُّهَا،

وَهَذَا أَشْرُّ مِنَ الْأَوَّلِ.

الثَّلَاثُ: أَنْ لَا يَتَمَنَّى زَوَالَ النِّعْمَةِ عَنِ الْغَيْرِ وَلَكِنْ يَكْرَهُ إِرْتِفَاعَهُ عَلَيْهِ فِي الْخَطِّ وَالْمَنْزَلَةِ وَيَرْضَى

بِالْمَسَاوَاةِ وَلَا يَرْضَى بِالزِّيَادَةِ، وَهَذَا أَيْضًا مُحَرَّمٌ، لِأَنَّهُ لَمْ يَرْضَ بِقِسْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿أَنْتُمْ يَفْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ﴾ [الزُّرْف: ٣٣]. فَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِالْقِسْمَةِ فَقَدْ عَارَضَ اللَّهَ تَعَالَى فِي قِسْمَتِهِ وَحُكْمَتِهِ. وَعَلَى

الْإِنْسَانِ أَنْ يُعَالَجَ نَفْسَهُ وَيَحْمِلَهَا عَلَى الرِّضَى بِالْقَضَاءِ وَيُخَالَفَهَا بِالْإِعْدَاءِ لِعَدُوِّهِ بِمَا يُخَالَفُ النَّفْسَ.

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱)

نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ پسند

کرے اپنے بھائی کیلئے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے“۔ روایت کیا اسے امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ" اس فرمان کو اخوت کے عموم پر محمول کرنا اولیٰ ہے (۲) تاکہ یہ کافر و مسلم (دونوں) کو شامل ہو جائے (اس صورت میں معنی یہ ہونگے) پس جس طرح اپنے لیے اسلام میں داخل ہونے کو پسند کرتا ہے تو اپنے کافر بھائی کیلئے بھی اسلام میں داخل ہونے کو پسند کرے، جیسا کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کیلئے اسلام پر ثابت قدمی پسند کرتا ہے اسی وجہ سے کافر کیلئے ہدایت کی دعا کرنا مستحب ہے۔ (۳) اور حدیث مبارکہ ان لوگوں کے ایمان کامل کی نفی پر محمول ہے جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں وہ اپنے بھائی کیلئے پسند نہیں کرتے (۴) اور محبت سے (یعنی معنی) مراد خیر و منفعت اور دینی محبت مراد ہے نہ کہ بشری (انسانی) محبت، کیونکہ انسانی مزاج کبھی خیر کے حصول کو پسند نہیں کرتا اور برائی کو خیر پر اہمیت (ترجیح) دیتا ہے اور انسان پر انسانی مزاج کی مخالفت کرنا اپنے بھائی کیلئے دعا کرنا اور وہ تمنا کرنا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے واجب ہے اور جو آدمی اپنے لیے جو پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کیلئے پسند نہ کرے تو وہ حاسد ہے۔ (۵)

اور حسد تین اقسام کی طرف تقسیم ہوتا ہے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

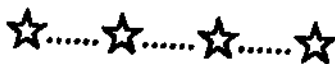
اول: غیر سے نعمت کا زوال اور اپنے لیے اس کے حصول کی تمنا کرنا۔

ثانی: غیر سے نعمت کا زوال اگرچہ اسے حاصل نہ ہو۔ مثلاً اس کے پاس دوسرے کی مثل نعمت ہے اور دوسرے سے زوال چاہتا ہے یا وہ اس نعمت کو ہی پسند نہیں کرتا (نہ اپنے لیے نہ دوسرے کیلئے) بس کسی کو نہ ملے مجھے ملی تو دوسرے کو بھی ملے گی پھر تو دوسرا مجھ سے بڑھ جائے گا حالانکہ خود بھی تو بڑھے گا، اور یہ قسم ثانی قسم اول سے زیادہ بری ہے کیونکہ اس میں حصول نعمت نہ حاسد کیلئے ہے اور نہ دوسرے کیلئے۔

ثالث: غیر سے نعمت کے زوال کی تمنا نہ کرنا مگر دوسرے کی ترقی کو مقام و مرتبہ (دوستندی) میں پسند نہ کرنا اور مساوات (برابری) پر راضی ہو زیادتی پر راضی نہ ہو یہ بھی اسی طرح حرام ہے (حسد ہونے کی وجہ سے) کیونکہ وہ اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی نہیں ہوا۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: "أَلَمْ يَفْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ" [الزخرف ۳۲]۔ (۶)

لہذا جو اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی نہ ہو تو تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی تقسیم و حکمت میں معارضہ کیا اور انسان پر لازم ہے اپنے نفس کا تزکیہ کرنا اور اسے اللہ عزوجل کی قضاء پر ابھارنا، اپنے نفس کا تزکیہ کرنا اور دشمن کیلئے دعا کر کے نفس کی مخالفت کرنا لازم ہے۔



شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں دوسروں کو حقیر نہ جاننے اور دوسروں کو ضرر نہ دینے کا یہاں ہے۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک بن انصر الانصاری الخزرجی التجاری کی کنیت ابو حمزہ ہے جو کہ خرفہ کا ساگ کا نام ہے۔ خود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بقلہ (خرفہ کا ساگ) کی کنیت عطا فرمائی جسے میں پختا کرتا تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی مدینہ المنورہ میں آمد کے بعد دس سال حضور ﷺ کے خاص خادم رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ﷺ کا ادنیٰ سا غلام ہے اس کیلئے برکت کی دعا فرما دیں تو امام الانبیاء ﷺ نے دعا فرمائی، ”اللَّهُمَّ بَارِكْ فِي مَالِهِ وَوَلَدِهِ وَاطْلُ عُمُرَهُ وَاعْفِرْ ذَنْبَهُ“ اے اللہ عزوجل حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال، اولاد میں برکت دے، اس کی عمر لمبی فرما اور اس کی لغزشیں معاف فرما۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی سخت زمین کے سو خزانے کو دو سو پاتا اور ایک سال میں دو مرتبہ پھل پاتا، یہاں تک کہ میں زندگی سے اکتا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کثیر لوگوں نے احادیث روایت کی۔ عہد فاروقی میں بصرہ چلے گئے تاکہ لوگوں کو فقہ سکھائیں۔ ۹۳ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔ بصرہ میں آخری صحابی کی وفات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل الاول، ص ۱۴۴ مکتبہ خانہ)

(۲) اس میں دو احتمال ہیں اس سے مراد صرف مسلمان بھائی ہو یا انسانی بھائی بصورت اول معنی ہوگا، تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے بھی وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے بصورت ثانی معنی ہوگا تم میں کوئی اس وقت مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک تم انسانی بھائی کیلئے وہ پسند نہ کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ علامہ نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دوسری صورت پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ یہ فرمان مسلمان و کافر سب کو شامل ہو لہذا اس طرح لاجیہ میں عموم ہوگا۔

(۳) کافر کیلئے ہدایت (اسلام قبول کرنے) کی دعا کرنا جائز ہے بلکہ خود امام الانبیاء ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش و عرض پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کیلئے دعا فرمائی۔

”وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ كُنْتُ أَذْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاسْمَعْتَنِي لِي

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَكْرَهَ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَ أَنَا أَبْكِي فَلْت يَارَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَهْدِي أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ
 لِقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ لَعَزَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٍ
 فَسَمِعْتُ أُمَّيْ خَشَفَ لَدَيْمِي فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَ سَمِعْتُ خَضْحَضَةَ الْمَاءِ فَأَغْتَسَلْتُ فَلَبِسْتُ دِرْعَهَا
 وَ عَجَلْتُ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
 رَسُولُهُ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ أَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَ قَالَ خَيْرًا“۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب فی الحجرات الفصل الاوّل صفحہ ۵۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف دعوت
 دیتا تھا وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ باتیں سنائیں جو میں
 پسند نہیں کرتا، تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں
 کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہدایت دے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا، اے اللہ عزوجل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی والدہ کو ہدایت دے تو میں خوشی خوشی نکلا حضور ﷺ کی دعا سے تو جب میں دروازے تک پہنچا تو وہ بند تھا، میری ماں نے میرے
 قدموں کی آہٹ سنی تو بولیں اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں ہی رہو اور میں نے پانی کی چھلک سنی۔ انہوں نے غسل کیا پھر اپنی
 قمیض پہنی اور اپنے دوپٹے سے جلدی کی دروازہ کھولا پھر بولیں اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ عزوجل کے
 سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا میں خوشی
 سے رو رہا تھا۔ امام الانبیاء ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور دعا خیر کی۔

معلوم ہوا کہ فریلتے ہدایت کی دعا اور نو مسلم کیلئے دعائے استقامت کرنا سنت ہے۔

(۴) یعنی ایسے لوگ کافر نہیں مسلمان ہیں مگر ناقص ایمان والے جیسے حضور ﷺ نے فرمایا، ”لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ
 الْكِتَابِ“ نماز نہیں مگر سورۃ فاتحہ کے ساتھ۔ جس طرح سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے مگر ناقص، اسی طرح مسلمان تو ہے مگر کمزور
 ایمان والا۔

(۵) یہاں سے امام نووی علیہ الرحمۃ حسد کی اقسام کو بیان فرما رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحسد ص ۱۸۳ الحدیث ۴۹۰۳)

کسی کو نعمت ملے اور اسے ناپسند کرنا اور اس سے زوال چاہنا حسد کہلاتا ہے اور اگر ناپسند نہ کرے اور زوال بھی نہ چاہے بلکہ اپنے لیے بھی تمنا کرے تو رشک اور مومن کیلئے رشک لائق ہے نہ کہ حسد کیونکہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا،
الْمُؤْمِنُ يَغْبِطُ وَالْمُنَافِقُ يَحْسِدُ مومن رشک کرتا ہے اور منافق حسد کرتا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۱۱۲۶۸، الباب الاحیاء صفحہ ۲۵۴)

(۶) ترجمہ کنز الایمان: کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں۔

یعنی جو کچھ کسی کو ملتا ہے اللہ عزوجل عطاء تقسیم ہے اسی پر راضی رہنا چاہیے۔ اللہ عزوجل کی عطا کے بغیر کسی کو نبوت تو کجا عام نعمت بھی نہیں مل سکتی۔ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، نبوت و رسالت کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں نہیں جسے ہم چاہیں نبوت دیں یہ تو ہمارے کرم سے ملتی ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

لَا يُؤْمِنُ: وہ مومن نہیں۔ لَا يَخْبِيهِ: اپنے بھائی کیلئے۔ لِنَفْسِهِ: اپنی ذات کیلئے۔ عُمُومًا: عمومیت، شمولیت۔
الْهِدَايَةُ: رہنمائی، بھلائی۔ الْمَنْفَعَةُ: منافع اس کی جمع آتی ہے، فائدہ، نفع۔ الطَّبَاعُ الْبَشَرِيَّةُ: انسانی مزاج۔ يَتَمَنَّى:
وہ آرزو کرتا ہے، یا تمنا کرتا ہے۔ حَسُودًا: حاسد، حسد۔ أَشْرًا: زیادہ برا۔ الْمُسَاوَاةُ: برابری۔ بِقِسْمَةِ اللَّهِ: اللہ
عزوجل کی تقسیم کے ساتھ۔ يُعَالِجُ: وہ علاج کرے، مزاج درست۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الرَّابِعُ عَشَرَ.....﴾

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: (لَا يَجِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِأَخَذِي ثَلَاثٍ: الثِّيبُ الزَّائِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.
قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (الثِّيبُ الزَّائِي) المراد: مَنْ تَزَوَّجَ وَوَطِئَ فِي بَيْتِ بَيْتٍ صَحِيحٍ ثُمَّ زَنَا بَعْدَ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ يُرْجَمُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُتَزَوِّجًا فَبِي حَالِهِ الزَّانَا لِإِصْطِفَائِهِ بِالْإِحْصَانِ.
قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ) أَي: بِشَرْطِ الْمُكَافَاةِ، فَلَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ وَلَا الْحُرُّ بِالْعَبْدِ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ، لَا الْحَنْفِيَّةِ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ) وَهُوَ الْمُرْتَدُّ وَالْعِبَادُ بِاللَّهِ تَعَالَى، وَقَدْ يَكُونُ مُوَافِقًا لِلْجَمَاعَةِ كَالْيَهُودِيِّ إِذَا تَنَصَّرَ، وَبِالْعَكْسِ يَقْتُلُ لِأَنَّهُ تَارِكٌ لِدِينِهِ غَيْرَ مُفَارِقٍ لِلْجَمَاعَةِ، وَفِيهِ قَوْلَانِ، أَحْسَنُهُمَا: لَا يُقْتَلُ بَلْ يُلْحَقُ بِالْأَمْنِ. وَالثَّانِي: يُقْتَلُ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ بُطْلَانَ دِينِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ وَانْتَقَلَ إِلَى دِينٍ كَانَ يَرَى بُطْلَانَهُ قَبْلَ ذَلِكَ، وَهُوَ غَيْرُ الْحَقِّ فَلَا يَتْرَكَهُ بَلْ إِنْ لَمْ يُسْلِمِ يُقْتَلُ، وَقَدْ تَقَدَّمَ الْقَتْلُ أَيْضًا فِي صُورَةٍ سَبَقَ الْكَلَامَ عَلَيْهَا.

ترجمہ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”کسی مسلمان مرد کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین میں سے ایک کے سبب، شادی شدہ زانی، جان کے بدلے جان، اپنے دین کو چھوڑنے والا، جماعت سے الگ ہونے والا۔“ روایت کیا اسے امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”الثِّيبُ الزَّائِي“۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے نکاح کیا اور نکاح صحیح میں مخصوص فعل (یعنی وطی کی یا خلوت صحیح پائی گئی) اس کے بعد زنا کیا تو اسے رجم کیا جائے گا اگرچہ وہ زنا کی حالت میں شادی شدہ نہ ہو کیونکہ وہ پہلے احسان کی صفت سے متصف ہو چکا ہے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ“ یعنی برابری کی شرط کے ساتھ لہذا حضرات شافعیہ علیہم الرحمۃ کے نزدیک مسلمان کو کافر کے بدلے، آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرات حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ایسا حکم نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ“ اور وہ مرتد ہی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ

عزوجل کی پناہ)۔ اور کبھی وہ جماعت کے موافق ہوتا ہے مثلاً یہودی جب نصرانی ہو اس کے برعکس نصرانی یہودی ہو جائے ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ دین کو چھوڑنے والا ہے جماعت کو نہیں۔

اس بارے میں دراصل دو قول ہیں

پہلا یہ ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے امن دیا جائے گا۔

دوسرا یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے اس دین کے باطل ہونے کا اعتقاد کیا ہے جس پر وہ تھا اور اس دین کی طرف پھرا جس کو وہ اس سے پہلے باطل جانتا تھا جو کہ درست نہیں لہذا اسے چھوڑا نہیں جائے گا بلکہ اسلام نہ لانے کی صورت میں قتل کر دیا جائے گا اور قتل کے متعلق بحث پہلے بھی گزر گئی۔

☆.....☆.....☆.....☆

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں انسان کی جان کی اہمیت یعنی قیمتی ہونے کا بیان ہے

(۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی (دیکھئے الحدیث الرابع)

(۲) یعنی اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے چکا یا اس کی زوجہ انتقال کر گئی نکاح صحیح میں مخصوص فعل یا خلوت صحیحہ کر لینے

کے بعد مہسن ہو چکا جیسا ردالمحتار میں ہے ”لَا يَجِبُ بَقَاءُ النِّكَاحِ لِبَقَائِهِ أَيْ الْأَخْصَانِ فَلَوْ نَكَحَ فِي عُمُرِهِ مَرَّةً ثُمَّ طَلَّقَ وَبَقِيَ مُجْرًا وَذَلِي رُجْمٍ“ مہسن رہنے کیلئے نکاح کا باقی رہنا واجب (ضروری) نہیں لہذا اگر اس نے عمر میں ایک بار بھی نکاح کر لیا (اور اس میں وطی کر لی) پھر طلاق دے دی تو مہسن ہی رہے گا اگرچہ عمر بھر مجرد (شادی کے بغیر) رہے اور (اگر) زنا کیا تو رجم کیا جائے گا۔ (ردالمحتار کتاب الحدود ج ۶ صفحہ ۲۷ مکتبہ رشیدیہ)

مہسن ہونے کی سات شرائط ہیں۔

(۱) آزاد ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) مسلمان ہونا (۵) نکاح صحیح ہونا (۶) نکاح صحیح کے ساتھ وطی ہونا

(۷) میاں بیوی دونوں کا وقت وطی میں صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہونا لہذا اگر باندی سے نکاح کیا ہے یا آزاد عورت نے غلام سے نکاح کیا تو مہسن و محسنہ نہیں، ہاں اگر ان کے آزاد ہونے کے بعد وطی واقع ہوئی تو اب مہسن ہو گئے۔

(بہار شریعت ج دوم حصہ نہم حدود کا بیان ص ۳۷۷)

☆☆☆☆

﴿..... مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

قَوْلَانِ: دو قول۔ اِعْتَقَدَ: اس نے اعتقاد کیا، معاملہ پختہ کیا۔ بُطْلَانَةٌ: اس کا باطل ہونا۔ تَقَدَّمَ: گزر گیا۔

لَا يَجِلُّ: جائز نہیں۔ دَمٌ: خون۔ اَلْقَيْبُ: شادی شدہ۔ اَلنَّفْسُ: جان۔

مِن تَزْوِجٍ: جس نے نکاح کیا۔ مُتَزَوِّجًا: نکاح کیا ہوا، شادی شدہ۔ اَلْمُكَافَاةُ: بدلہ، کافی ہونا۔ تَنَصَّرَ: وہ

نصرانی بنا۔ موافق: مطابق۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْخَامِسُ عَشَرَ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ ضَيْفَهُ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ) قَالَ الشَّافِعِيُّ
رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: مَعْنَى الْحَدِيثِ: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَلْيَفْكُرْ، فَإِنْ ظَهَرَ أَنَّهُ لَا ضَرَرَ عَلَيْهِ تَكَلُّمًا، وَإِنْ ظَهَرَ أَنْ فِيهِ
ضَرَرٌ أَوْ شَكٌّ فِيهِ أَمْسَكَ. وَقَالَ الْإِمَامُ الْجَلِيلُ أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنُ أَبِي زَيْدٍ إِمَامُ الْمَالِكِيَّةِ بِالْمَغْرِبِ فِي زَمَانِهِ:
جَمِيعُ آدَابِ الْخَيْرِ تَنْفَرُ مِنْ أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ: قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ). قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ حَسَنَ إِسْلَامَ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ). قَوْلُهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلدِّيِ اخْتَصَرَ لَهُ الْوَصِيَّةُ: (لَا تَغْضَبْ). وَقَوْلُهُ (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا
يُحِبُّ لِنَفْسِهِ).

وَقِيلَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْقَشِيرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ قَالَ السُّكُوتُ فِي وَقْتِهِ صِفَةُ الرِّجَالِ، كَمَا أَنَّ
النُّطْقَ فِي مَوْضِعِهِ مِنْ أَشْرَفِ الْخِصَالِ. قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا عَلِيٍّ الدِّقَاقَ يَقُولُ: مَنْ سَكَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ
شَيْطَانٌ أَخْرَسٌ. وَكَذَا نَقَلَهُ فِي "حِلْيَةِ الْعُلَمَاءِ" عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ. وَفِي "حِلْيَةِ الْأَوْلِيَاءِ" أَنَّ الْإِنْسَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ لَا
يَخْرُجَ مِنْ كَلَامِهِ إِلَّا مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ، كَمَا أَنَّ لَا يَنْفِقُ مِنْ كَسْبِهِ إِلَّا مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ، وَقَالَ: لَوْ كُنْتُمْ تَشْتَرُونَ
الْكَاعْدَ لِلْحِفْظَةِ لَسَكْتُمْ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْكَلَامِ. وَرَوَى عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ لَقِيَ الرَّجُلَ قَلَّةَ
كَلَامِهِ لِيَمَا لَا يَعْنِيهِ)، وَرَوَى عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (الْعَالِيَةُ فِي عَشْرَةِ أَجْزَاءٍ: تِسْعَةٌ مِّنْهَا فِي
الصَّمْتِ إِلَّا عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ).

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے پس اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی تعظیم کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔" روایت کیا اسے امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ“۔ امام شافعی علیہ رحمۃ الکانی نے فرمایا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی بات کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ پہلے غور و فکر کرے پس اگر گفتگو کرنے میں نقصان نہ ہو تو کر لے اور اگر نقصان ہو یا نقصان کا شک ہو تو رک جائے (خاموش رہے)۔ امام جلیل ابو محمد بن ابی زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما جو اپنے زمانے کے (اعتبار سے) مغرب میں مالکیہ کے امام تھے، نے فرمایا ”خیر کے تمام آداب چار احادیث سے متفرع ہوتے ہیں“۔ (۲)

پہلی حدیث:

”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ“۔

جو اللہ جل جلالہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (۳)

دوسری حدیث:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ“۔

مرد کے حسن اسلام سے یہ بات ہے کہ بے مقصد چیز کو چھوڑ دینا ہے۔

تیسری حدیث:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس شخص کیلئے جسے آپ ﷺ نے مختصر وصیت فرمائی،

”لَا تَفْضُبْ“ تو غصہ نہ کر۔ (۴)

چوتھی حدیث:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ“ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو

سکتا یہاں تک کہ وہ پسند کرے اپنے مسلمان بھائی کیلئے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

علامہ ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ”خاموشی کے وقت خاموش رہنا

مردوں کی خوبی ہے جیسا کہ بولنے کی جگہ بولنا خوبیوں میں سے بہترین خوبی ہے (مزید) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں نے ابو علی

الدقاق علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے اور اسی طرح آپ علیہ الرحمۃ نے ”حلیۃ

الاولیاء“ میں متعدد سے نقل کیا ہے اور ”حلیۃ الاولیاء“ میں ہے، بے شک انسان کو چاہیے کلام نہ کرے مگر بقدر ضرورت جیسا کہ وہ

اپنے مال کو خرچ نہیں کرتا مگر بقدر ضرورت۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر تم لوگ فرشتوں کیلئے کاغذ خریدتے تو کثیر کلام سے تم

خاموش رہتے۔

حضور ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا،

مرد کی نقاہت (سمجھ داری) میں سے مرد کالا یعنیہ (فضول) فضول باتوں کا بہت کم ہوتا ہے۔

آپ ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، ”خیر وعافیت دس حصوں میں ہے جن میں نو (۹) حصے اللہ تعالیٰ عزوجل

کے ذکر کے علاوہ خاموش رہنے میں ہے۔“

☆.....☆.....☆.....☆

خلاصہ حدیث

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں فرمایا مسلمان کو صرف پڑوسی یا مہمان سے خیر خواہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنے ساتھ بھی خیر خواہی کرے کیونکہ ایمان اگرچہ تصدیق قلبی کا نام ہے مگر اس کی تکمیل اخلاق عالیہ اور اعمال صالحہ سے ہوتی ہے۔

(۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی (دیکھئے الحدیث التاسع)

(۲) وہ جامع احادیث مبارکہ ہیں۔

(۳) ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجَا“ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

”طُوبَى لِمَنْ أَمْسَكَ الْفُضْلَ مِنْ لِسَانِهِ وَأَنْفَقَ الْفُضْلَ مِنْ مَالِهِ“ اس شخص کو مبارک ہو جو اپنی زبان کو فضول

گوئی سے روک لے اور اپنے زائد مال کو خرچ کر دے۔ (شعب الایمان للبیہقی باب فی الزکاۃ فصل فی کرہیۃ ج ۳ ص ۲۲۵)

(۴) اس موضوع پر اس حدیث کے بعد الحدیث السادس مع شرح مذکورہ ہے۔

وَيُقَالُ: مَنْ سَكَتَ فَسَلِمَ، كَمَنْ قَالَ لَفَنَمَ. وَقِيلَ لِبَعْضِهِمْ: لِمَ لَزِمْتَ السُّكُوتَ؟ قَالَ: لِأَنَّ لِمَ أَنْتُمْ

عَلَى السُّكُوتِ قَطُّ، وَقَدْ نِدِمْتُ عَلَى الْكَلَامِ مِرَارًا. وَمِمَّا قِيلَ: جَرَحَ اللِّسَانَ كَجَرَحِ الْبَدَنِ، وَقِيلَ: اللِّسَانُ

كَلْبٌ عَقُورٌ إِنْ خُلِيَ عَنْهُ عَقَرٌ.

وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:

قَدْ أَلْفَحَ السَّاكِتُ الصُّمُوتَ

مَا كُنْتُ نَطْقِي لَهُ جَوَابَ

كَلَامُهُ لَقَدْ يُعَلِّقُ قَوْلَ

جَوَابَ مَا يَكْرَهُ السُّكُوتَ

مُسْتَيْقِنٌ أَنَّهُ يَمُوتُ

وَأَعْجَبًا لِأَمْرٍ ظَلُومٍ

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ) قَالَ الْقَاضِي عِيَّاشُ: مَعْنَى الْحَدِيثِ: أَنَّ مَنْ اِتَّزَامَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ، لَزِمَهُ إِكْرَامُ الضَّيْفِ وَالْجَارِ. وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَا زَالَ جَبْرِئِيلُ يُؤْصِنُنِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورِّثُنِي).
وقوله تعالى: ﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾- [النساء: ۳۳]

الْجَارُ يَقَعُ عَلَىٰ أَرْبَعَةٍ: السَّاكِنُ مَعَكَ فِي الْبَيْتِ. قَالَ الشَّاعِرُ:

أَجَارَتْنَا بِالْبَيْتِ إِنَّكَ طَالِقٌ

وَيَقَعُ عَلَىٰ مَنْ لَاصَقَ لِبَيْتِكَ، وَيَقَعُ عَلَىٰ أَرْبَعِينَ دَارًا مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، وَيَقَعُ عَلَىٰ مَنْ يَسْكُنُ مَعَكَ فِي الْبَلَدِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ لَا يُجَاوِزُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا﴾ [الاحزاب: ۶۰] فَالْجَارُ الْمَلِصِقُ الْقَرِيبُ الْمُسْلِمُ لَهُ ثَلَاثَةُ حَقُوقٍ، وَالْجَارُ الْبَعِيدُ الْمُسْلِمُ لَهُ حَقَانِ، وَغَيْرُ الْقَرِيبِ الْمُسْلِمِ لَهُ حَقٌّ وَاحِدٌ. وَالضِّيَافَةُ مِنْ آدَابِ الْإِسْلَامِ، وَخُلِقَ النَّبِيُّنَ وَالصَّالِحِينَ، وَقَدْ أَوْجَبَهَا اللَّيْثُ لَيْلَةً وَاحِدَةً وَاخْتَلَفُوا: هَلِ الضِّيَافَةُ عَلَى الْحَاضِرِ وَالْبَادِي، أَمْ عَلَى الْبَادِي خَاصَّةً؟ فَذَهَبَ الشَّافِعِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ إِلَى أَنَّهَا عَلَى الْحَاضِرِ وَالْبَادِي، وَذَهَبَ مَالِكٌ وَسُحُنُونٌ إِلَى أَنَّهَا عَلَى أَهْلِ الْبُوَادِي، لِأَنَّ الْمُسَافِرَ يَجِدُ فِي الْحَضَرِ الْمَنَازِلَ فِي الْفَنَادِقِ وَمَوَاضِعَ النُّزُولِ وَمَا يَشْتَرِي مِنَ الْأَسْوَاقِ وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثٍ: (الضِّيَافَةُ عَلَى أَهْلِ الْوُبْرِ وَلَيْسَتْ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينِ). لِكِنَّةِ حَدِيثٍ مَوْضُوعٍ.

ترجمہ:

اور کہا گیا ہے کہ ”جو خاموش رہا وہ سلامتی میں ہوا جیسا کہ اس نے کہا ”فغنم“ اس نے غنیمت کو حاصل کیا۔“

اور بعض حضرات سے منقول ہے کہ کسی شخص کو کہا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت (خاموشی) کو (اپنے اوپر) کیوں لازم

کر لیا؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اس لیے کہ میں کبھی بھی خاموش رہنے پر نادم نہیں ہوا اور تحقیق بولنے پر بار بار نادم ہوا۔

اور ان (مجاوروں) میں سے کہا گیا ہے

”جَرَحُ اللِّسَانِ كَجَرَحِ الْيَدِ“ زبان کا زخم ہاتھ کے زخم کی طرح ہے۔ (۵)

اور کہا گیا ہے کہ زبان کاٹنے (زخمی کرنے) والا کتاب ہے اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ کاٹے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

(۱) تحقیق بالکل خاموش رہنے والا کامیاب ہو گیا۔ اس کا کلام قوت شمار کیا جاتا ہے۔

(۲) ہر بات کا جواب نہیں ہوتا اور نہ پسند بات کا جواب خاموشی اختیار کرتا ہے۔

(۳) واہ تعجب ہے ظالم امراء کیلئے جنہیں موت کا یقین ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ“۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے شرائع اسلام کا التزام کیا، اسے مہمان اور

پڑوسی کا اکرام (تعظیم) لازم ہے (۶) اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے ہمیشہ ہمسایہ کے حقوق

کے متعلق وصیت عرض کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ہمسایہ کو (مال و دولت میں) وارث بنا دیں گے۔

[النساء ۳۶] (۷)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ”وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنْبِ“۔

لفظ جار (پڑوسی) چار قسم کے لوگوں پر واقع (اطلاق) ہوتا ہے۔ (۸)

(۱) جو تیرے ساتھ گھر میں رہتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا

اے گھر میں رہنے والی پڑوسن بے شک تو طلاق والی ہے۔ (۹)

(۲) لفظ جار واقع ہوتا ہے جس کا گھر ملا ہوا ہو تمہارے گھر کے ساتھ۔

(۳) لفظ جار واقع ہوتا ہے ہر طرف (چاروں طرف) سے چالیس (چالیس) گھروں پر۔

(۴) اور وہ واقع ہوتا ہے اس پر جو تمہارے ساتھ شہر میں رہتا ہے۔

[الاحزاب ۶۰] (۱۰)

اللہ عزوجل نے فرمایا ”ثُمَّ يُجَاوِزُوكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا“۔

پس ایسا ہمسایہ جو ملا ہوا، قریبی ہو، مسلمان ہو، (پہلی اور دوسری قسم) اس کے تین حقوق ہیں اور ایسا ہمسایہ جو دور ہو،

مسلمان ہو، (تیسری قسم) اس کے دو حقوق ہیں اور ایسا ہمسایہ جو قریبی نہ ہو (مگر) مسلمان ہو، (چوتھی قسم) اس کا ایک حق ہے۔ (۱۱)

اور ضیافت (مہمان نوازی) اسلام کے آداب، انبیاء علیہم السلام، صالحین رحمہم اللہ کی عادت کریمہ سے ہے اور تحقیق حضرت

لیث رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات ضیافت (مہمان نوازی) کو واجب قرار دیا ہے (البتہ اسمیں) علماء کرام رحمہم اللہ نے اختلاف کیا کہ

کیا ضیافت شہری پر ہے یا دیہاتی پر یا صرف خاص دیہاتی پر ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ محمد بن عبدالحکم علیہما الرحمۃ اس بات کی طرف گئے، بے شک ضیافت شہری اور دیہاتی دونوں پر ہے اور حضرت امام مالک، حضرت علامہ سہون علیہما الرحمۃ اس بات کی طرف گئے کہ صرف دیہات والوں پر ہے کیونکہ مسافر شہر میں ہوٹل کے اندر رہائش، بیٹھنے کی جگہوں اور بازار سے خریدی جانے والی اشیاء (کھانے، پینے کا ساز و سامان وغیرہ) کو پالے گا۔

اور حقیق حدیث مبارکہ میں ہے: ضیافت دیہات والوں پر ہے شہر والوں پر نہیں، لیکن یہ حدیث موضوع ہے۔

شرح:

(۵) حضرت سیدنا عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، تم سے پہلے لوگ فضول کلام کو ناپسند کرتے تھے

مثال کے طور پر یہ بات بھی فضول ہے کہ تم کہو اے اللہ عزوجل اس کتے کو دور فرما۔

(لباب الاحیاء بنام احیاء العلوم کا خلاصہ باب زبان کی آفات ص ۲۳۵)

حضرت سیدنا مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی عظمت کا لحاظ رکھا کرو اور کتے یا گدھے کا نام لیتے وقت بھی

اللہ عزوجل کا ذکر نہ کرو مثلاً یہ نہ کہو، اے اللہ عزوجل! انہیں دور کر دے وغیرہ وغیرہ۔

(لباب الاحیاء بنام احیاء العلوم کا خلاصہ باب زبان کی آفات ص ۲۳۵)

زبان کو قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے اس لیے کہ زبان اور ہاتھ کے زخم میں بڑا فرق ہے ہاتھ کا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان کا

زخم بھرتا نہیں۔

کسی شاعر نے کہا ہے

وَلَا يَلْتَأَمُ مَا جَوَّحَ اللِّسَانُ

جَوَّحَاتِ اللِّسَانِ لَهَا الْعِيَامُ

دانتوں کے زخموں کیلئے مرہم ہے اور زبان نے جسے زخمی کیا اس کیلئے مرہم نہیں۔

(الفوائد الضیائیہ شرح ملا جامی صفحہ ۱۳ مکتبہ علوم اسلامیہ)

(۶) احترام مسلم تو ہر مسلمان پر لازم ہے ہی مگر مسلمان پڑوسی اور مہمان کی تعظیم اور لازم ہو جاتی ہے۔

پڑوسی کے حقوق:

مسلمان (پڑوسی) کا حق یہ ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے جب وہ بلائے تو اس

کو جواب دے اس کے چھینکنے پر ”تَسْرَحْمَكَ اللّٰهُ“ کہے، بیمار ہو تو عیادت کرے، فوت ہو تو جنازہ میں شریک ہو، جب کوئی قسم

اٹھائے تو اس کی قسم کو پورا کرے، جب وہ خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرے، غائب ہو تو غیر کی موجودگی میں اس کی حفاظت کرے (یہاں تک کہ) کسی مسلمان کو اپنے قول و فعل سے تکلیف نہ پہنچائے۔ (لباب الاحیاء بنام احیاء العلوم کا خلاصہ ص ۱۵۹)

مہمان کے حقوق:

بہتر یہی ہے کہ صاحب خانہ (میزبان) خود مہمانوں کے ہاتھوں پر پانی ڈالے اور (پانی والا) تھال دائیں طرف سے پھرا جائے، وہ کام جسے لوگ ناپسند کرتے ہیں اس کے کرنے سے بچنا چاہیے مثلاً کھانے میں ان کی طرف دیکھنا، برتن میں ہاتھ جھاڑنا، قلت اکل (کم کھانے) کو ظاہر کرنے کیلئے ان سے پہلے کھانا کھانا چھوڑ دینا۔

مہمان سے یہ نہ کہو کہ کیا میں آپ کیلئے کھانا پیش کروں؟ بلکہ اسے چاہیے کہ اس کے سامنے کھانا رکھ دے اگر وہ کھائے تو ٹھیک ورنہ اٹھالیا جائے۔ اسی طرح حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ (لباب الاحیاء بنام احیاء العلوم کا خلاصہ ص ۱۳۲-۱۳۳)

مہمان کی تعریف:

مہمان وہ ہے جو ہم سے ملنے آوے۔ جو اپنے کام کیلئے ہمارے پاس آیا وہ ہمارا مہمان نہیں جیسے حاکم کے پاس مقدمہ والے یا مفتی کے پاس مسئلہ پوچھنے والے۔ (تفسیر نعیمی ج ۵ ص ۸۰ مکتبہ نعیمی کتب خانہ)

(۷) ترجمہ کنز الایمان: اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں، یعنی جس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو اور جو محلہ دار تو ہو اس کا گھر تم سے ملا ہو نہ ہو یا جو تمہارا پڑوسی بھی ہو اور رشتہ دار بھی اور وہ جو صرف پڑوسی ہو رشتہ دار نہ ہو یا وہ جو پڑوسی بھی ہو مسلمان بھی اور وہ جو صرف پڑوسی ہو مسلمان نہ ہو، غرضیکہ پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے کی بہت سی تفسیریں ہیں۔

(۸) یعنی ہمسایہ صرف برابر والے گھر کو ہی نہیں کہتے بلکہ ہمسایہ کی کئی قسمیں ہیں، لباب الاحیاء میں حلیۃ الاولیاء کے حوالے سے ہمسایہ کی تین قسمیں جبکہ علامہ نووی نے چار اقسام بیان کی۔

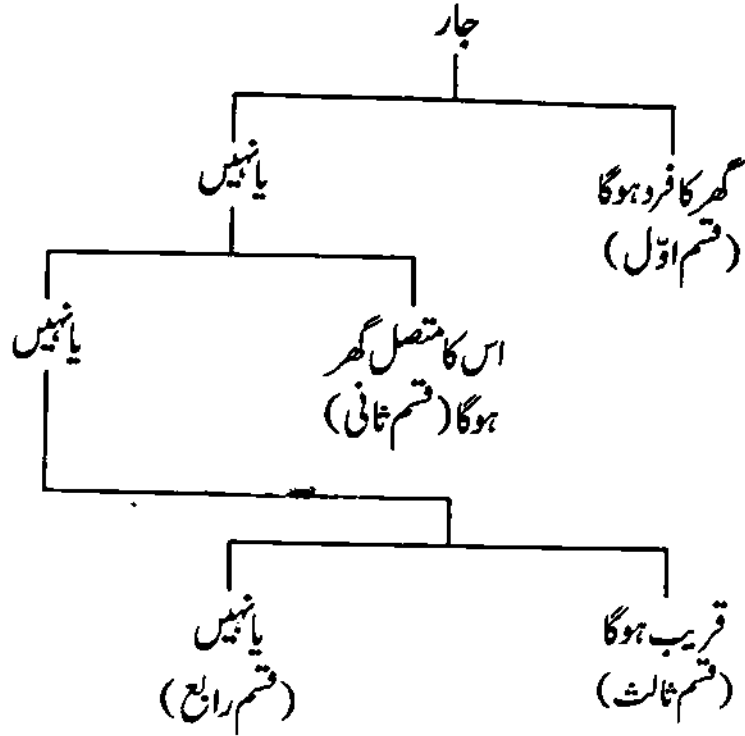
پہلی قسم سے مراد بیوی وغیرہ، قسم ثانی سے مراد قرمی ہمسایہ، قسم ثالث سے مراد چالیس چالیس گھروں تک، قسم رابع سے مراد شہر میں رہنے والا۔

(۹) مراد بیوی ہے اس کے علاوہ افراد مثلاً ماں، باپ، بہن، بھائی جو ساتھ رہتے ہوں اس قسم اول میں شامل ہیں۔

(۱۰) ترجمہ کنز الایمان: پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن۔

﴿.....جار کا نقشہ.....﴾

(II)



☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

يُؤْمِنُ: وہ ایمان رکھتا ہے۔ خَيْرًا: اچھی بات۔ لِيَضْمُتْ: چاہئے کہ خاموش رہے۔ فَلْيُكْرِمَهُ: چاہیے کہ عزت کرے۔ جَارُهُ: اس کا ہمسایہ۔ ضَيْفَةٌ: اس کا مہمان۔ أَرَادَ: اس نے ارادہ کیا۔ فَلْيُفَكِّرْ: چاہیے کہ وہ غور و فکر کرے۔ لَا ضَرْرَ: نقصان نہ ہو۔ تَتَفَرَّغُ: مسئلہ نکلتا ہے، وہ متفرغ ہوتا ہے۔ اِخْتَصِرَ: تو مختصر کر۔ شَيْطَانُ أَخْرَسَ: گونگا شیطان۔ حِلْيَةُ الْعُلَمَاءِ: کتاب کا نام۔ يَنْفِقُ: وہ خرچ کرتا ہے۔ أَجْزَاءُ: جُزْءُ کی جمع حصہ۔ سَلِمَ: وہ محفوظ رہا۔ لَمْ أَلِدْمْ: میں نادم نہ ہوا۔ مِرَارًا: بار بار۔ عُقُورًا: پاگل۔ اِلْتَزَمَ: لازم پکڑ۔ شَرَائِعُ: شَرِيْعَتِ کی جمع ہے۔ جَارٌ: پڑوسی۔ سَيُورِثُهُ: عنقریب وہ اسے وارث بنا دیگا۔ لَأَصِقَ: وہ ساتھ ملا۔ فَالْجَارُ الْمَلِصِقُ: ملا ہوا ہمسایہ۔ اَلضِّيَافَةُ: مہمان نوازی۔ أَوْجِبَ: واجب، لازم، قرار دیا۔ اَلْحَاضِرُ: شہری۔ اَلْبَادِي: دیہاتی، فنادق معنی۔ مَوَاضِعُ: موضع کی جمع، جگہ۔ اَلْأَسْوَاقُ: سُوقِ کی جمع، بازار۔ اَلْوَبْرُ: خانہ بدوش۔ اَلْمَدْرُ: دیہات۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ السَّادِسُ عَشَرَ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي، قَالَ: (لَا تَغْضَبْ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا تَغْضَبْ) مَعْنَاهُ لَا تَنْفُذْ غَضَبَكَ، وَلَيْسَ النَّهْيُ رَاجِعًا إِلَى نَفْسِ الْغَضَبِ، لِأَنَّهُ مِنْ طِبَاعِ الْبَشَرِ، وَلَا يُمَكِّنُ الْإِنْسَانُ دَفْعَهُ.

وقوله عليه الصلوة والسلام: (إياكم والغضب فإنه جمرة تتوقد في فؤاد ابن آدم، ألم تر إلى أحدكم إذا غضب كيف تحمر عيناه وتنتفخ أوداجه، فإذا أحس أحدكم بشيء من ذلك فليضطجع أو ليصق بالأرض).

وَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي عِلْمًا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبْعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ: (لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ).

وقال صلى الله عليه وسلم: (إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ. وَإِنَّمَا يَطْفِئُ النَّارَ الْمَاءُ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ).

وقال أبو ذر الغفاري: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَالْأَفْئِدَةُ فَلْيَضْطَجِعْ).

وَقَالَ عَيْسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: إِنِّي مُعَلِّمُكَ عِلْمًا نَافِعًا: لَا تَغْضَبْ. فَقَالَ: وَكَيْفَ لِي أَنْ لَا أَغْضِبَ؟ قَالَ إِذَا قِيلَ لَكَ مَا فِيكَ فَقُلْ: ذَنْبٌ ذَكَرْتَهُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْهُ، وَإِنْ قِيلَ لَكَ مَا لَيْسَ فِيكَ فَاحْمَدِ اللَّهَ، إِذْ لَمْ يَجْعَلْ فِيكَ مَا غَيَّرْتَ بِهِ، وَهِيَ حَسَنَةٌ سَيَقُتُ إِلَيْكَ.

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّا يُبْعِدُنِي عَنْ غَضَبِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ: (لَا تَغْضَبْ).

وَقَالَ لُقْمَانُ لِأَبْنِهِ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تُوَاجِئَ أَخَاكَ غَضِبُهُ، فَإِنَّ أَنْصَفَكَ وَهُوَ مُغْضَبٌ، وَالْأَفْخَرُ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ بے شک ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا مجھے وصیت فرمائیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”غصہ نہ کرو“ روایت کیا اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”لَا تَغْضَبْ“۔

اس کا معنی ہے تو اپنے غصہ کو نافذ نہ کر اور نہ ہی نفس غضب کی طرف راجع نہیں کیونکہ غصہ کا آنا تو انسانی مزاج سے ہے (۲) جس کو دور کرنے کی انسان قدرت نہیں رکھتا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان مقدس ہے۔

کہ تم غصہ سے بچو بے شک وہ انگارہ ہے جو ابن آدم کے دل میں جلتا ہے کیا تم نے اپنے میں سے کسی ایک طرف دیکھا جب وہ غصہ کرتا ہے تو کیسے اس کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں لہذا جب تم میں سے کوئی اس سے کچھ محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ وہ لیٹ جائے یا زمین سے مل جائے۔

اور ایک مرد نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسی بات سکھائیے جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”لَا تَغْضَبْ وَ لَكَ الْجَنَّةُ“ تو غصہ نہ کر تیرے لیے جنت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور محض آگ کو پانی بجھا دیتا ہے پس جب تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے۔ (۳)

اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا،

جب تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے پس اگر غصہ چلا جائے (تو لیٹا) ورنہ لیٹ جائے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو فرمایا،

بے شک میں تجھے علم نافع سکھانے والا ہوں، تو غصہ نہ کر۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا میں کیسے غصہ نہ کروں؟ فرمایا جب تجھے وہ بات کہی جائے جو تجھ میں ہے تو آپ علیہ السلام کہیے کہ یہ لغزش ہے جس کا آپ علیہ السلام نے ذکر فرمایا۔ میں اللہ عزوجل سے مغفرت چاہتا ہوں اور اگر تجھے وہ بات کہی جائے جو تجھ میں نہیں تو آپ علیہ السلام اللہ عزوجل کی حمد بیان کیجئے کیونکہ جس بات کے ساتھ آپ علیہ السلام کو عار دلائی گئی اسے اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام میں نہیں رکھا اور وہ تیری طرف چلایا گیا ہے۔

اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا جو اللہ عزوجل کے غضب سے دور کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”لَا تَغْضَبْ“ تو غصہ نہ کر۔

اور حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: ”جب تو کسی کو بھائی بنانے کا ارادہ کرے تو تو اس سے غصہ نہ کر پس اگر وہ تجھ سے غصہ کی حالت میں انصاف کرے (تو فبہا) ورنہ تو اس سے بچ۔“

تشریح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں چند نصائح کا ایک جامع ذخیرہ بیان ہوا کہ غصہ مت کرو مراد غصہ کرنے سے بے جا غصہ ہے کیونکہ فیصلہ عقل سے ہوتا ہے اور جب آدمی غصہ میں زیادہ بے جا آ جائے تو عقل نہیں رہتی جس کی بناء پر آدمی درست فیصلہ نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ طلاق وغیرہ کے معاملات میں پڑ کر نادوم ہوتا ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی دیکھئے الحدیث السبع۔

(۲) یعنی درست جگہوں پر غصہ کا لانا بھی ضروری ہوتا ہے۔

(۳) غصہ سے بچنے یعنی یہاں سے چند نصائح کے جامع اصول کو اپنانے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

لَا تَنْفَذْ: تو نافذ نہ کر، پورا نہ کر۔ طَبَاعُ: مزاج۔ جَمْرَةٌ: انکارہ۔ فَوَادٌ: دل۔ عَيْنَاهُ: اس کی دونوں آنکھیں، اصل میں عَيْنَانِ هُ تھا، نون تشبیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ اَوْذَاجُهُ: اس کی گردن کی رگیں (جو غصہ کے وقت پھول جاتی ہیں) وَذَجُ كِي جَمْعُ هِے اوردہ ضمیر مجرور متصل هِے جو محل جر میں واقع هِے۔ لِيَلْصِقُ: چاہیے کہ وہ چپکے۔

يَطْفِي: وہ بجھاتا هِے۔ مَا لِيْكَ: جو تجھ میں هِے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ: میں اللہ عزوجل سے معافی چاہتا ہوں۔ فَاَحْمِدُ اللّٰهَ: تو اللہ عزوجل کی حمد کر۔ مَا عَيَّرْتُ: جس کی تجھے عار دی گئی۔ مَسِيْقَتُ: فعل ماضی مجہول، وہ لائی گئی۔ اَنْ تُوَايِحِي: بھائی چارہ کرنا۔ اَلْصَفَ: اس نے انصاف کیا۔ فَاَحْلِيْزُهُ: تو اس سے بچ۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ السَّابِعُ عَشَرَ.....﴾

عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ. فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَةَ، وَلْيُحَدِّدْ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيَبْرِخْ ذَبِيحَتَهُ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ) مِنْ جُمْلَةِ الْإِحْسَانِ عِنْدَ قَتْلِ الْمُسْلِمِ فِي الْقِصَاصِ أَنْ يُفَقَّدَ آلَةَ الْقِصَاصِ، وَلَا يُقْتَلَ بِالْأَلَةِ كَالِئِذِ، وَكَذَلِكَ يُحَدِّدُ الشَّفْرَةَ عِنْدَ الذَّبْحِ، وَيَبْرِخُ الْبَهِيمَةَ، وَلَا يَقْطَعُ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى تَمُوتَ، وَلَا يُحَدِّدُ السَّكِينُ قِبَالَتَهَا، وَأَنْ يُعْرَضَ عَلَيْهَا الْمَاءُ قَبْلَ الذَّبْحِ، وَلَا يُذْبَحُ اللَّبُونُ، وَلَا ذَاكَ الْوَلَدِ، حَتَّى يَسْتَفِي عَنِ اللَّبَنِ.

وَأَنْ لَا يَسْتَفِي فِي الْحَلْبِ، وَيُقْلِمَ أَظْفَارَهُ عِنْدَ الْحَلْبِ، قَالُوا: وَلَا يُذْبَحُ وَاحِدَةً قَلْدَامَ أُخْرَى.

ترجمہ:

حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر حسن سلوک فرض کیا پس جب تم قتل کرو تو احسن طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو احسن طریقے سے ذبح کرو اور چاہیے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔“ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ“ جملہ احسان یہ ہے کہ مسلمان کو قصاص میں قتل کرتے وقت جب اسے قصاصاً قتل کیا جائے تو تیز آلہ کے ساتھ قتل کیا جائے، عام آلہ (۲) سے قتل نہ کیا جائے۔ اسی طرح جانور (۳) کو ذبح کرتے وقت چھری تیز ہو اور جانور کو آرام پہنچائے جب تک اس کی موت مکمل نہ ہو تو اس کے اعضاء میں سے کچھ نہ لے اور اس کے سامنے چھری کو تیز نہ کرے ذبح کرنے سے قبل اسے پانی دکھایا (پلایا) جائے۔ (۴) لیون کو ذبح اور بچے والے جانوروں کو ذبح نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ بچے دودھ سے بے نیاز ہو جائیں اور دودھ دوہنے میں زیادہ شوق نہ کرنا (۵) دودھ نکالتے وقت اپنے ناخن کا کاٹنا (۶) یہاں تک کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔

خلاصہ حدیث

شرح:

اس حدیث میں احسان کو بیان فرمایا گیا ہے۔

(۱) حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو یعلیٰ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمص میں سکونت پزیر تھے۔ امام الانبیا ﷺ سے کثیر احادیث روایت کیں۔ صالح بن احمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ میں نے اپنے والد گرامی کو فرماتے ہوئے سنا کہ شدادوہ ابو یعلیٰ ہیں اور میں نے محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب یوں دیکھا سعد اد بن اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عامر بن عمرو بن مالک بن النجار۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۸ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور وہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس ہے۔

(المولف: ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن مرزبان بن ساہور بن شاہنشاہ البغوی التونی ۳۱۷ الناشر مکتبہ دارالبیاض

کویت)

(۲) لہذا اگر آلہ قتل نہ ہو تو عام آلہ سے قتل نہ کیا جائے بلکہ تیز آلے کا ہونا لازم ہے۔

(۳) جیسے مسلمان کے ساتھ احسان کرنا لازم ہے اسی طرح شریعت اسلامیہ نے جانوروں کے ساتھ بھی احسان

کرنے کو بیاں فرمایا۔

(۴) لیون سے مراد وہ چھوٹا جانور جو دودھ کا خواہشمند ہو یعنی دودھ پیتے بچہ کو ذبح نہ کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(۵) یہاں سے دودھ دینے والے جانور کے ساتھ احسان کرنے کا بیان فرمایا کہ دودھ نکالنے کے بعد آخر میں مزید

دودھ کے حصول کیلئے تھنوں کو نہ دبائے کہ جانور کو اس سے تکلیف ہوگی کیونکہ جو دودھ تھا وہ تو نکال لیا، لہذا دودھ نکالنے میں مبالغہ نہ کرے۔

(۶) تاکہ بڑا ناخن یا ٹوٹا ہوا ناخن جانور کو نہ چبھے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

أَنْ يَتَفَقَّدَ: گم شدہ کی تلاش کرنا۔ كَالِآلَةِ: عام آلہ۔ يُحَدِّدُ: وہ تیز کرتا ہے۔ يُرِيحُ: وہ آرام دے۔ قَبَالَتَهُمْ:

اس کے سامنے۔ أَنْ لَا يَسْتَقْبِلَ: وہ زیادہ نہیں کرتا يُقْلِمُ: وہ کاٹتا ہے۔ فَلْدَامٌ اخوئی: دوسرے کے سامنے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْفَائِنُ عَشْرَ.....﴾

عَنْ أَبِي ذَرِّ جُنْدَبِ بْنِ جَنَادَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (أَتَى اللَّهُ حَيْفَمَا كُنْتُ، وَأَتَبَعَ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمُحُّهَا، وَخَالَقِيَ النَّاسَ بِخُلُقِي حَسَنٍ) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفِي بَعْضِ النُّسخِ: حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (أَتَى اللَّهُ حَيْفَمَا كُنْتُ) اى: اتَّيَّبَهُ فِي الْخَلْوَةِ كَمَا تَتَّقِيهِ فِي الْجَلْوَةِ بِحَضْرَةِ النَّاسِ، وَاتَّيَّبَهُ فِي سَائِرِ الْأَمَكِينَةِ وَالْأَزْمِنَةِ. مِمَّا يُعِينُ عَلَى التَّقْوَى اسْتِحْضَارُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مُطَّلِعٌ عَلَى الْعَبْدِ فِي سَائِرِ أَحْوَالِهِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ) [البقرة: ٤]، والآية. وَالتَّقْوَى كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لِفِعْلِ الْوَأَجِبَاتِ وَتَرْكِ الْمَنْهِيَّاتِ.

وقوله صلى الله عليه وسلم: (وَأَتَبَعَ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمُحُّهَا) اى: إِذَا فَعَلْتَ سَيِّئَةً فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ تَعَالَى مِنْهَا وَافْعَلْ بَعْدَهَا حَسَنَةً تَمُحُّهَا.

إِعْلَمُ أَنَّ ظَاهِرَ هَذَا الْحَدِيثِ يُدَلُّ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَةَ لَا تَمُحُّو إِلَّا سَيِّئَةً وَاحِدَةً، وَإِنْ كَانَتْ الْحَسَنَةُ بَعْشَرًا، وَأَنَّ التَّضْعِيفَ لَا يَمُحُّ السَّيِّئَةَ، وَلَيْسَ هَذَا عَلَى ظَاهِرِهِ، بَلِ الْحَسَنَةُ الْوَاحِدَةُ تَمُحُّ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ. وَقَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ مَا يَشْهَدُ لِذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كَبِيرُونَ ذُبَّ كُلِّ الصَّلَاةِ عَشْرًا وَتَحْمَلُونَ عَشْرًا وَتُسَبِّحُونَ عَشْرًا فَذَلِكَ مِائَةٌ وَخَمْسُونَ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٌ فِي الْمِيزَانِ) ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَيْكُمْ يَفْعَلُ فِي الْيَوْمِ الْوَاحِدِ أَلْفًا وَخَمْسُمِائَةَ سَيِّئَةٍ) ذَلِكَ عَلَى أَنَّ التَّضْعِيفَ يَمُحُّ السَّيِّئَاتِ. وَظَاهِرُ الْحَدِيثِ: أَنَّ الْحَسَنَةَ تَمُحُّ السَّيِّئَةَ مُطْلَقًا وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى السَّيِّئَةِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِحَقِّ اللَّهِ تَعَالَى، أَمَّا السَّيِّئَةُ الْمُتَعَلِّقَةُ بِحَقِّ الْعِبَادِ مِنَ الْغَضَبِ وَالغِيْبَةِ وَالنَّمِيمَةِ، فَلَا يَمُحُّهَا إِلَّا الْإِسْتِحْلَالُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَا بُدَّ أَنْ يُعَيَّنَ لَهُ جِهَةٌ الظَّلَامَةِ، فَيَقُولُ: قُلْتُ عَلَيْكَ كَيْتٌ وَكَيْتٌ.

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَحَاسِبَةَ النَّفْسِ وَاجِبَةٌ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا).

وقال الله تعالى: ﴿الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَلَعَتْ لِغَدٍ﴾- [الحشر: ١٨]

ترجمہ:

حضرت ابوذر جنید بن جنادہ (۱) اور حضرت ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور برائی کے بعد نیکی کرو وہ نیکی اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھا سلوک کرو۔“ روایت کیا ہے اسے امام ترمذی نے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں یہ ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”إِنِّي اللَّهُ حَيْثُمَا كُنْتُ“۔

تو اللہ عزوجل سے تنہائی میں بھی ایسے ہی ڈر جیسے جلوت (لوگوں کی موجودگی) میں ڈرتے ہو (۲) اور اللہ تعالیٰ سے تمام اوقات اور تمام مقامات میں ڈرو اور چہ سوچ جو دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے میں معاونت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر وقت ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا،

[المجادلہ ۷] (۳)

”مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ“۔

اور تقویٰ ایسا کلمہ ہے جو تمام واجبات کے ادا کرنے اور منہیات چھوڑنے کو شامل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَاتَّبِعِ السَّبِيَّةَ الْحَسَنَةَ تَمُحُّهَا“ یعنی جب تجھ سے برائی (گناہ) ہو تو اللہ عزوجل سے اس کی

معافی چاہو اور اسکے بعد نیکی کرو، نیکی گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ (۴)

تو جان لے کہ بے شک اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک نیکی صرف ایک گناہ کو مٹاتی ہے اگر ایک نیکی

دس نیکیوں کے برابر ہے اور تضعیف (۵) (اضافی نیکیاں) برائی (گناہ) کو نہیں مٹاتی اور یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں (یعنی اس

حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں) بلکہ ایک نیکی دس گناہوں کو مٹاتی ہے۔

اس بات کی گواہی رسول اللہ ﷺ کا فرمان دیتا ہے کہ

تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ سبحان اللہ کہتے ہو پس یہ زبان کے ساتھ ایک سو پچاس

(۱۵۰) اور میزان میں ایک ہزار پانچ سو (پندرہ سو) ہیں۔ (۶)

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

”إِيَّكُمْ يَفْعَلُ فِي الْيَوْمِ الْوَاحِدِ الْفَا وَخَمْسَمِائَةِ سَبْتَةٍ“۔

تم میں سے کون ہے جو ایک دن میں ایک ہزار پانچ سو (پندرہ سو) گناہ کرے۔ (۷) اس حدیث مبارکہ نے اس بات پر دلالت کی کہ بے شک اضافی نیکیاں بھی گناہوں کو مٹاتی ہیں اور جو حدیث کا ظاہر ہے کہ ایک نیکی مطلق صرف ایک گناہ کو مٹاتی ہے۔ یہ اس گناہ پر محمول ہے جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو۔ (۸) بہر حال وہ گناہ جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے جیسے غضب، غیبت، چغلی یہ بندوں سے عداوت کے ساتھ معافی مانگنے کی صورت میں معاف ہوتے ہیں (۹) اور معافی طلب کرنے والے پر لازم ہے کہ پوشیدہ ظلم کی جہت کو ظاہر کرے یعنی وہ کہے کہ میں نے تیرے بارے میں اس اس طرح کہا ہے (مجھے معاف کر دو)۔

اور حدیث مبارکہ میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ نفس کا محاسبہ کرنا واجب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا“ تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔

اور (اپنا محاسبہ کرنے کے بارے میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

[الحشر ۱۸] (۱۰)

”الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ“

شرح: خلاصہ حدیث

اعمال صالحہ کی بنیاد تقویٰ کو لازم پکڑو اور گناہ سرزد ہونے پر ان اعمال صالحہ کے ذریعے کفارہ ادا کرو تا کہ گناہ مٹ جائے۔

(۱) حضرت ابو ذر جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی جندب بن جنادہ العقدری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ المکرمہ میں آ کر مسلمان ہوئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچویں مسلمان ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے حکم سے اپنی قوم میں واپس تشریف لائے پھر غزوہ خندق کے بعد مدینہ المنورہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عابد و زاہد تھے یہاں تک کہ مبعوث ہونے سے قبل (یعنی قبل از اسلام لانے کے) یعنی اللہ عزوجل کی عبادت کرتے تھے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبدہ میں بھی سکونت اختیار کی اور وہیں خلافت عثمانیہ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ اول کتاب الایمان الفصل الاول ص ۱۸۵ تا ۱۸۶ مکتبہ حقانیہ پشاور) حضرت ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ الانصاری الخزرجی ہے۔ بیعت عقبہ کرنے والے ستر ۷۰ انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جنگ بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا معلم و قاضی بنایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر، ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ کئی

حضرات نے احادیث روایت کیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراوی (۸۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان الفصل الاول ص ۱۸۲)

(۲) یعنی جلوت و خلوت یکساں ہو، اولیاء کرام رحمہم اللہ جلوت میں خوش و خرم اور خلوت میں افسردہ رہتے ہیں۔

اشتیاق ملاقات ان کی روح کی خوشی بڑھاتا ہے اور ہجر و فراق کا ڈرا نہیں افسردہ کر دیتا ہے۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں، اس طرح (چوتھا موجود ہے) کہ انہیں دیکھ رہا ہے ان کی ہر بات سنتا ہے ورنہ رب تعالیٰ کا کسی جگہ میں ہونا غیر ممکن ہے۔ مقصد یہ ہے کہ خلوت جلوت میں انسان اللہ عزوجل کو اپنے ساتھ جانے تاکہ گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے یہ تصور کہ خدا عزوجل میرے ساتھ ہے تقویٰ اور توکل کی اصل ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے لحاظ سے ہر ایک کے ساتھ ہے مگر رحمت کے لحاظ سے مومنوں کے ساتھ غضب کے لحاظ سے کفار کے ساتھ۔ (تفسیر نور العرفان)

(۴) نیکی گناہ کا کفارہ ہے جیسا کہ متن حدیث سے بھی ظاہر ہے۔

(۵) اضافی نیکیاں یعنی ایک نیکی دس کے برابر ہے تو ایک نیکی ایک گناہ کو مٹاتی ہے باقی تضعیف یعنی باقی نو نیکیاں

گناہ کو نہیں مٹاتی۔

(۶) زبان سے مراد پانچ نمازیں ہیں یعنی پانچ نمازوں کے ساتھ لہذا جو ہر نماز کے بعد دس مرتبہ اللہ اکبر، دس

مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمد للہ کہے تو یہ کل اک سو پچاس نیکیاں ہوں گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے جو کہ کل پندرہ سو ہوں گی۔

$$30 \times 5 = 150 \times 10 = 1500 \quad \text{قاعدہ کلیہ:}$$

تیس نیکیوں کو پانچ سے ضرب دیں تو حاصل جواب ایک سو پچاس نیکیاں ہوں گی جن میں سے ہر ایک دس کے برابر ہے

لہذا حاصل جواب کو دس سے ضرب دیں تو پھر حاصل جواب 1500 ہوگا۔

(۷) ایسے شخص کے یہ تمام گناہ محض ایک سو پچاس نیکیوں سے معاف ہو جائیں گے۔

(۸) معلوم ہوا ایک نیکی ان دس گناہوں کو مٹاتی ہے جو دس حقوق اللہ ضائع کرنے کے سبب ہوتے ہیں۔

(۹) نیکی سے معاف نہ ہوں گے بلکہ صاحب حق سے معافی مانگے اور اس بات کو ظاہر کرے کہ میں نے تمہارے

بارے میں اس طرح کیا اور وہ اگر معاف کر دے تو معاف ورنہ نہیں۔

(۱۰) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کیلئے آگے کیا بھیجا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک ساعت کی فکر بہت سے ذکر سے بہتر ہے مگر فکر سے مراد سوچنا ہے رب (عزوجل) کی عظمت، حضور (ﷺ) کے محامد، اپنے گناہ سوچنا، سب اس میں داخل ہیں یہ ہی مراقبہ کی اصل ہے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو دنیا میں اپنا حساب کرتا رہے گا اس کیلئے آخرت کا حساب آسان ہوگا۔ (تفسیر نور العرفان)

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَخَالِقِ النَّاسِ بِخُلُقِي حَسَنٍ) اِعْلَمْ اَنَّ الْخُلُقِ الْحَسَنَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لِلْاِحْسَانِ اِلَى النَّاسِ، وَالى كَفِّ الْاَذَى عَنْهُمْ، قال صلى الله عليه وسلم: (اِنَّكُمْ لَنْ تَسْفُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِكُمْ لَسَفَوْهُمْ بِبَسْطِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ).

وعنه صلى الله عليه وسلم: (خَيْرُكُمْ اَحْسَنُكُمْ اخْلَاقًا).

وَعَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّ رَجُلًا آتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْفَضْلُ الْاَعْمَالِ؟ قَالَ: (حُسْنُ

الْخُلُقِ)، وَهُوَ عَلَى مَا مَرَّ اَنْ لَا تَغْضَبَ).

وَيُقَالُ: اِشْتَكَى نَبِيٌّ اِلَى رَبِّهِ سُوءَ خُلُقِ امْرَاةٍ، فَأَوْحَى اللَّهُ اِلَيْهِ: لَقَدْ جَعَلْتُ ذَلِكَ حَقِّكَ مِنْ

الْاَذَى.

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ اِيْمَانًا

اَحْسَنُهُمْ اخْلَاقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ).

وَعَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَاتَّكِرْمُوْهُ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاةِ، فَاِنَّهُ

لَا يَكْمِلُ الْاِيْمَانَ).

وَقَالَ جَبْرِئُلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾، الْاَيَةُ. [الاعراف: ۱۹۹]

قَالَ فِي تَفْسِيْرٍ ذَلِكَ: (اَنْ تَغْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتَصِلَ مِنْ قَطْعِكَ وَتُعْطَى مِنْ حَرَمِكَ).

[فصلت: ۳۳]

وقال الله تعالى: ﴿اِذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ﴾ الْاَيَةُ.

[القلم: ۳]

وقيل في تفسير قوله تعالى: ﴿وَإِنَّكَ لَنَلَى خُلُقِي عَظِيمٌ﴾.

قَالَ: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، يَأْتِمُرُ بِأَمْرِهِ وَيُنْزِجُ جُرْ بَزْوَاجِرِهِ، وَيَرْضَى لِرِضَاهُ، وَيَسْخِطُ لِسَخَطِهِ.

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَ خَالِقِ النَّاسِ بِخُلُقِي حَسَنٍ“۔

اور لوگوں سے حسن خلق سے پیش آؤ۔ (۱۱)

تو جان لے بے شک حسن خلق ایک ایسا کلمہ ہے جو لوگوں کے ساتھ کی جانے والی تمام بھلائیوں اور انہیں تکلیف نہ دینے کو

شامل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بے شک تم ہرگز لوگوں کے ساتھ اپنے مالوں کے ذریعے نہ چلو (پیش آؤ) بلکہ تم لوگوں کے ساتھ کشادہ چہرے اور حسن

اخلاق کے ساتھ چلو (پیش آؤ)۔

اور ان ہی ﷺ سے مروی ہے،

تم میں سے زیادہ بہتر وہ شخص ہے جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہے۔

اور ان ہی ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور عرض کیا سب سے افضل عمل کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا، اچھے اخلاق۔ (۱۲)

اور وہ اس پر (موقوف) ہے جو حضور ﷺ کا فرمان گزر گیا، لا تغضب تو غصہ نہ کر۔

اور منقول ہے کہ ایک نبی علیہ السلام نے اپنے رب جل مجدہ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی بد اخلاقی کی شکایت کی تو اللہ عزوجل نے

اس نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس عورت کی طرف سے آپ علیہ السلام کو جو تکلیف پہنچے اسے میں نے آپ علیہ السلام کا اضافی

(ثواب) حصہ بنا دیا ہے۔ (۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

مومنین میں سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جس کے زیادہ اچھے اخلاق ہیں اور ان مومنین میں سے زیادہ بہتر وہ ہے جو

اپنی عورتوں کیلئے بہتر ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا لہذا تم اس کی تعظیم سخاوت اور حسن اخلاق کے ساتھ کرو بے

شک دین اسلام ان دونوں سے مکمل ہوتا ہے۔

جب اللہ عزوجل کا فرمان ”تُخَذِ الْعَفْوُ“ [الاعراف ۱۹۹] (۱۴) نازل ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی تفسیر میں نبی

کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا، جو آپ ﷺ پر ظلم کرے اسے معاف کرو اور جو آپ ﷺ سے قطع تعلق کرے اس سے صلہ

رحمی کرو اور جو آپ ﷺ کو محروم کرے اسے عطا کرو۔

اور اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، "إِذْ قَعِبَ بِأَلْتِي هِي أَحْسَنُ" [فصلت ۳۳]۔ (۱۵)
اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ" (القلم ۴) (۱۶) کی تفسیر میں منقول ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ
کا اخلاق قرآن تھا اس کا حکم ادا (بجالانا) کرتے، اس کے زواجر (منہیات) سے رک جاتے، اس کی رضا پر راضی اور اس کی
ناراضی پر ناراض ہوتے۔

شرح:

(۱۱) یہ فرمان حضرت معاذ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے تھا۔

(۱۲) ایک حدیث مبارکہ میں تلاوت قرآن والا افضل ہے اور ایک میں حسن اخلاق والا۔ اس حدیث مبارکہ میں

حسن اخلاق والے کو بہتر قرار دیا گیا اور دوسری ایک روایت میں تلاوت قرآن والے کو بہتر فرمایا گیا۔

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"

(۱۳) جو تکلیف اس عورت سے ملے اس کا اجر تمہیں عبادت کرنے کے علاوہ اضافی دیا جائے گا یعنی عبادت کا تو

ثواب ملے گا مگر اس پر صبر کرنے کا اجر اضافی ہوگا۔

(۱۴) ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو۔

(۱۵) ترجمہ کنز الایمان: اے سننے والے بُرائی کو بھلائی سے ٹال

(۱۶) ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خوبی (خلق) بڑی شان کی ہے۔ حضور ﷺ کا خلق قرآن ہے یہ قرآن

خاموش ہے اور حضور ﷺ جیتے جاگتے بولتے ہوئے قرآن ہیں۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

الْخَلْوَةُ: تنہائی۔ الْجَلْوَةُ: ظاہری حالت، ظاہر۔ مَسَائِرُ الْأَمْكِنَةِ وَالْأَزْمِنَةِ: تمام جگہوں اور زمانے۔

الْأَمْكِنَةُ: مگن کی جمع ہے۔ اَزْمِنَةُ: زَمَن کی جمع ہے۔ التَّقْوَى: پرہیزگاری۔

سَيِّئَةٌ: گناہ۔ تَمَحُّهَا: نیکی گناہ کو مٹاتی ہے۔ تَمَحُّوْهَا: جواب امر کی وجہ سے واو گرئی۔ التَّضْعِيفُ: اضافہ

اضافہ (نیکیاں)۔ ذُبُّوْ: پیچھے۔ الْعِبَادُ: بندوں، عِبْد کی جمع۔ غَضَبٌ: غصہ کرنا۔ الْغَيْبَةُ: پیچھے کسی کیلئے بری بات کرنا۔

النُّجْمَةُ الْإِسْتِحْلَالُ: حلال ٹھہرنا، (مگر یہاں ندامت اور رد یعنی ماضی کے معنی میں ہے)۔ جِهَةُ الظَّلَامَةِ: ظلم کرنے کی

﴿.....الْحَدِيثُ التَّاسِعُ عَشَرَ.....﴾

عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَقَالَ: (يَا غُلَامُ إِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدَهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلَكَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنَكَ فاستعن بالله، واعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك، وإن اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك، رفعت الأعلام، وجفت الصحف) رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح وفي رواية غير الترمذي: (احفظ الله تجده أمامك، تعرف إلى الله في الرخاء يعرفك في الشدة واعلم أن ما أخطأك لم يكن ليصيبك، وما أصابك لم يكن ليخطئك، واعلم أن النصر مع الصبر، وأن الفرج مع الكرب، وأن مع العسر يسرا).

قوله صلى الله عليه وسلم: (احفظ الله يحفظك) أى: احفظ أوامره وأمورها، وأنت عن نواهيها، يحفظك في قلبها وذنباك وآخراك، قال الله تعالى: ﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ [النحل: ٩٤] - وما يحصل للعبد من البلاء والمصائب بسبب تضييع أوامر الله تعالى، قال الله تعالى: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ [الشورى: ٣٠]

قوله صلى الله عليه وسلم: (تجدد تجاهك) أى: أمامك، قال صلى الله عليه وسلم: (تعرف إلى الله في الرخاء يعرفك في الشدة) وقد نص الله تعالى في كتابه: أن العمل الصالح ينفع في الشدة وينجى فاعله، وأن عمل المصائب يؤدي بصاحبه إلى الشدة، قال الله تعالى حكايته عن يونس عليه الصلاة والسلام: ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ. لَلَبْتُ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ [الانعام: ١٣٣، ١٣٤] - ولما قال فرعون: ﴿هَآءَ أَمْنٌ إِلَٰهٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا إِلَٰهِي ؕ ءَأَمِنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ﴾ [يونس: ٩٠] - قال له الملك ﴿هَآءَ التَّنَ وَكَذَّبْتَ قَبْلَ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾ [يونس: ٩١]

قوله صلى الله عليه وسلم: (إذا سألت الله) إشارة إلى أن العبد لا ينبغي له أن يعلق سيرة بغير الله بل يتوكل عليه في سائر أموره، ثم إن كانت الحاجة التي يسألها لم تجر العادة بجزائها على أيدي خلقه: كطلب الهداية، والعلم، والفهم في القرآن والسنة، وشفاء المرض، وحصول العافية من بلاء الدنيا وعذاب

الآخِرَةَ، سَأَلَ رَبَّهُ ذَلِكَ. وَإِنْ كَانَتْ الْحَاجَةُ الَّتِي يَسْأَلُهَا جَرَتْ الْعَادَةُ أَنْ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى يَجْرِبُهَا عَلَى أَيْدِي خَلْقِهِ، كَالْحَاجَاتِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِأَصْحَابِ الْحُرُوفِ وَالصَّنَائِعِ وَوِلَاةِ الْأُمُورِ، سَأَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَعْطِفَ عَلَيْهِ قُلُوبَهُمْ لِيَقُولَ: اللَّهُمَّ خَيَّرْنَا قُلُوبَ عِبَادِكَ وَإِمَالِكَ، وَمَا أَشَبَهَ ذَلِكَ، وَلَا يَدْعُو اللَّهُ تَعَالَى بِاسْتِغْنَائِهِ عَنِ الْخَلْقِ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْنِنَا عَنْ خَلْقِكَ فَقَالَ: (لَا تَقُلْ هَكَذَا لِإِنَّ الْخَلْقَ يَخْتَاجُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَلَكِنْ قُلْ: اللَّهُمَّ اغْنِنَا عَنْ شِرَارِ خَلْقِكَ) وَأَمَّا سُؤَالُ الْخَلْقِ وَالْإِعْتِمَادُ عَلَيْهِمْ فَمَلْمُومٌ، وَيُرْوَى عَنِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْكُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ: أَيَقْرَعُ بِالْخَوَاطِرِ بَابَ غَيْرِي وَبَابِي مَفْتُوحٌ؟ أَمْ هَلْ يُؤَمَّلُ لِلشَّدَائِدِ مَوَائِي وَأَنَا الْمَلِكُ الْقَائِدُ؟ لَا كَسُونَ مَنْ أَمَّلَ غَيْرِي قُوبَ الْمِدْلَةِ بَيْنَ النَّاسِ... الخ.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے لڑکے میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر اسے اپنے سامنے پاؤ گے جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور جان لو اگر تمام امت تمہیں کچھ نفع دینے کیلئے متفق ہو جائے تو وہ تمہیں وہی کچھ دے سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر تمہیں نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائیں تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تم پر لکھ دیا۔ قلم اٹھا دیئے گئے اور رجسٹر خشک ہو گئے۔“

روایت کیا اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے علاوہ میں ہے تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ کو تو اپنے سامنے پائے گا۔ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو وہ تنگی میں تجھے بچائے گا اور تو جان لے کہ جو چیز تجھ سے چھوٹ گئی وہ تجھ تک پہنچنے والی نہ تھی اور جو تجھے پہنچی وہ تجھ سے چھوٹنے والی نہ تھی اور تو جان لے کہ (اللہ تعالیٰ کی) مدد صبر کے ساتھ ہے اور فراخی تنگی کے ساتھ ہے اور یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ”اِحْفِظِ اللَّهَ يَحْفِظَكَ“ یعنی تو اللہ عزوجل کے احکام کی حفاظت کر اور انہیں بجالا اور اس کے نواہی سے باز آ (یعنی رُک جا) تو اللہ عزوجل تیرے معاملات کی دنیا اور آخرت میں حفاظت کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ آتَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً“ [الحل ۹۷] (۲) اور بندے کو جو آفات و مصائب آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو ضائع (ادانہ) کرنے کے سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

[سورہ شوریٰ ۳۰] (۳)

”وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ لَبِئْسَ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ“۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”تَجِدُهُ تُجَاهَكَ“ یعنی اپنے سامنے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تو آسودگی میں اللہ تعالیٰ

کی معرفت حاصل کروہ سچگی میں تجھے جانے گا۔

اور تحقیق اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں اس بات پر نص بھی وارد فرمائی کہ بے شک نیک عمل سچگی میں نفع دیتا ہے اور اپنے

فاعل کو نجات دلاتا ہے اور بے شک مصائب کا عمل (برا، گناہ) اپنے فاعل کو سچگی کی طرف لے جاتا ہے۔ (۴)

اللہ عزوجل نے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق حکایت ارشاد، ”فَلَوْلَا اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلْبَحْرِ لَمِنَ الْبٰطِنِ اِلٰى

[الصافات ۱۴۳، ۱۴۴] (۵)

يَوْمَ يُعْتَوْنَ“۔

اور جب فرعون نے کہا،

[یونس ۹۰] (۶)

اَمَنْتُ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْ اَمَنْتُ بِهٖ بَنُوۡا سُرٰٓتِیۡلَ“۔

[یونس ۹۱] (۷)

تو فرشتہ نے فرمایا، ”الَّذِيْنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ“۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”اِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ“ اس فرمان میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندے کیلئے مناسب

نہیں کہ اپنے معاملات کو غیر اللہ سے متعلق کرے (یعنی اللہ عزوجل سے ہی متعلق کرنا چاہیے) بلکہ اپنے تمام معاملات میں اللہ جل مجدہ ہی پر بھروسہ کرے۔

پھر اگر جس حالت کا (سائل) سوال کرتا ہے (۸) وہ مخلوق کے ہاتھوں پر جاری نہیں ہوتی جیسے ہدایت، علم، قرآن و سنت

میں فہم، مرض سے شفاء، دنیا کی مصیبت اور آخرت کے عذاب سے عافیت کے حصول کا طلب کرنا (مانگنا) تو ان حاجتوں کے

بارے میں وہ اپنے رب جل مجدہ سے سوال کرے اور اگر جس حاجت کا سائل سوال کرتا ہے اسے اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کے

ہاتھوں پر جاری فرما دیا ہے وہ حاجتیں جو اصحاب حرف و صنعت اور ملکی امور کے حاکموں سے متعلق ہیں تو حاجت مند کو چاہیے کہ وہ

اللہ عزوجل سے سوال کرے کہ وہ ان حضرات کے دلوں کو اس سائل پر نرم کرے پس اس طرح عرض کرے، اے اللہ عزوجل! ہم پر

اپنے بندوں اور بند یوں کے دلوں کو مہربان کر دے اور جو اس کے مشابہ ہوں وہ دعا مانگے اور اللہ عزوجل سے اس کی مخلوق سے بے

نیاز ہونے کی دعا نہ مانگے کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا، ”اے اللہ عزوجل! ہمیں

اپنی مخلوق سے بے نیاز کر دے“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اس طرح نہ کہو بے شک مخلوق میں بعض

بعض کے محتاج ہوتے ہیں ہاں اس طرح کہو اے اللہ عزوجل تو ہمیں اپنی مخلوق کے شرور سے بچالے۔

بہر حال مخلوق ہی سے ماسگنا اور اسی ہی پر اعتماد کرنا مذموم ہے۔ آسمانی کتب میں اللہ عزوجل کا یہ فرمان مذکور ہے:

کیا وہ (دل میں آنے والے) خیالات کے سبب میرے غیر کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ میرا دروازہ کھلا ہے؟ کیا وہ مصیبتوں (کے حل کیلئے) میرے علاوہ سے امید کرتا ہے حالانکہ میں ہی مالک و قادر ہوں جس نے میرے غیر سے امید کی میں اسے ضرور بالضرور لوگوں کے درمیان ذلت کا لباس پہناؤں گا۔

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے حقوق اللہ عزوجل کی حفاظت اور توکل علی اللہ کا درس دیا ہے۔

(۱) حضرت ابو عباس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبد اللہ ابن عباس ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا زاد ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اسم گرامی لبابہ بنت حارث جو کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کی ہمیشہ رہی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ جب امام الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف تیرہ سال تھی، ایک قول کے مطابق پندرہ سال تھی، ایک قول کے مطابق دس سال تھی۔ حضور ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے حکمت، فقہ اور تائیل کی دعا فرمائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کیں۔ اکہتر سال کی عمر میں ۶۸ھ کو مقام طائف میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان الفصل الاول ص ۱۶۷)

(۲) ترجمہ کنز الایمان: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی ملائیں گے۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا۔ یعنی یہ مصیبت جو تم پر آئی وہ تمہاری

کو تاحی کی وجہ سے آئی اس کے معنی یہ نہیں کہ ہر مصیبت گناہوں کی وجہ سے آتی ہے ورنہ جو مغربوں اور بچوں اور جانوروں پر مصیبت نہ آئے کہ یہ بے گناہ ہیں۔ نیز یہ خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

(۴) نیک عمل سے عمر میں اضافہ اور گناہ سے کمی ہوتی ہے اور نیک اعمال کے باوجود مصائب کا آنا درجات کی بلندی اور

گناہوں کے باوجود آسائش کا ملنا مستقبل کیلئے باعث تکلیف ہے جیسا کہ آنیوالی آیت کے تحت مذکور ہے۔ آپ (حضرت یونس علیہ السلام) نے مچھلی کے پیٹ میں یہ وظیفہ پڑھا تھا ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اللہ عزوجل کے ذکر کی برکت سے آفتیں ٹلتی ہیں، مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو دعائیں بزرگوں سے منقول ہوں ان میں تاقیامت تاثیر ہوتی ہے چنانچہ یہ آیت آج تک حل مشکلات کیلئے اکسیر ہے۔ (تفسیر نور العرقان)

(۵) ترجمہ کنز الایمان: تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے۔

(۶) ترجمہ کنز الایمان: (بولاً) میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔

معلوم ہوا گناہ باعث تکلیف ہیں جیسے فرعون کو نافرمانی کی وجہ سے غرق کیا گیا اور اس کا ایمان بھی معتبر نہ ہوا۔ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ فرعون تین طرح ایمان لایا

(۱) اٰمَنْتُ بہ (۲) اٰمَنْتُ بِہِ (۳) اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
مگر قبول نہ ہوا کیونکہ عذاب یا ملائکہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ (تفسیر نور العرقان)

(۷) ترجمہ کنز الایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور توفسادی تھا۔

خزائن العرقان میں ہے کہ ایک دفعہ جبرئیل (علیہ السلام) فرعون کے پاس تحریری سوال لائے کہ تیرا کیا حکم ہے اس غلام کے بارے میں جو اپنے مولا کی نعمتوں میں پرورش پائے۔ پھر اس سے سرتابی کر کے خود مولا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس نے جواب لکھا کہ میرا حکم ہے کہ اس کو بحر قلزم میں ڈبو دیا جائے۔ جب خود ڈوبنے لگا تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے وہی تحریر دکھادی اور فرمایا کہ تو شور نہ مچا تو خود ہی یہ سزا تجویز کر چکا ہے۔ (خزائن العرقان)

(۸) یہاں حاجت کی دو قسمیں بیاں کیں۔

قولہ: (وَاعْلَمَ أَنَّ الْأُمَّةَ... الخ)، لَمَّا كَانَ الْإِنْسَانُ لَقَدْ يُطْمَعُ لِي بِرِّ مَنْ يُحِبُّهُ وَيَخَافُ شَرَّ مَنْ يَحْلِيهِ، قَطَعَ اللَّهُ الْيَأْسَ مِنْ نَفْعِ الْخَلْقِ بِقَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ يَمْسَكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ رَأَدُ لِفَضْلِهِ﴾۔

[یونس: ۱۰۷]

وَلَا يَنَالِي هَذَا كُلَّهُ قَوْلُهُ تَعَالَى جِجَايَةَ عَنْ مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: ﴿لَا خَافَ أَنْ يَقْتُلُونِ﴾ [الشعراء: ۱۳]

[ط: ۳۵]

وَكَذًا قَوْلُهُ: ﴿خُذُوا حِذْرَكُمْ﴾ [النساء: ٤١]۔ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ.

بَلِ السَّلَامَةُ بِقَدْرِ اللَّهِ، وَالْعَطَبُ بِقَدْرِ اللَّهِ، وَالْإِنْسَانُ يَفِرُّ مِنْ أَسْبَابِ الْعَطَبِ إِلَى أَسْبَابِ السَّلَامَةِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾. [البقرة: ١٩٠]

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَاعْلَمَ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ) قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا تَعَمَّنُوا لِقَاءَ الْعَلَوِ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَاقِبَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَلَا تَفِرُّوا، فَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ). وَكَذَلِكَ الصَّبْرُ عَلَى الْأَذَى فِي مَوْطِنٍ يُعَقِّبُهُ النَّصْرُ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكُرْبِ) وَالْكَرْبُ هُوَ شِدَّةُ الْبَلَاءِ، فَإِذَا اخْتَدَّ الْبَلَاءُ أَعَقَبَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْفَرَجِ كَمَا قِيلَ إِشْتِدَى أَرْمَةٌ تَنْفَرِجِي.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) قَدْ جَاءَ فِي حَدِيثٍ آخَرَ أَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ).

وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَكَرَ الْعُسْرَ مَرَّتَيْنِ وَذَكَرَ الْيُسْرَ مَرَّتَيْنِ، لَكِنَّ عِنْدَ الْعَرَبِ أَنَّ الْمَعْرِفَةَ إِذَا أُعِيدَتْ مَعْرِفَةٌ تَوْحَّدَتْ لِأَنَّ الْأَمَّ الثَّابِتَةَ لِلْعَهْدِ، وَإِذَا أُعِيدَتْ النُّكْرَةُ تَعَدَّدَتْ فَالْعُسْرُ ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ مَعْرَفًا، وَالْيُسْرَ مَرَّتَيْنِ مُنْكَرًا فَكَانَ الْإِثْنَيْنِ فَلِهَذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ).

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَاعْلَمَ أَنَّ الْأُمَّةَ“۔ کیونکہ انسان بسا اوقات اس چیز کے پورا ہونے میں طمع کرتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے اور بسا اوقات اس چیز کے شر سے خوف کرتا ہے جس سے وہ بچتا ہے۔

پس اللہ عزوجل نے مخلوق سے نفع ملنے کی امید کو منقطع کر دیا اپنے اس قول کے ساتھ

”وَإِنْ يَمْسَكَ اللَّهُ بِضُرِّ فَلَا كَافٍ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرْذَكْ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ“۔ [یونس: ١٠٤] (٩)

اور یہ جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے منافی نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بطور حکایت ارشاد فرمایا، ”فَاخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ“۔ [الشعراء: ١٣] (١٠)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول، ”إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرَطَ عَلَيْنَا أَوْ يُعْطَى“ [طہ: ٣٥] (١١) اور اسی طرح اللہ عزوجل کا فرمان ہے، ”خُذُوا حِذْرَكُمْ“۔ [النساء: ٤١] (١٢) وغیرہ وغیرہ۔

(یہ جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے یہ سب اللہ عزوجل کے منافی کیوں نہیں یعنی سورۃ یونس کی آیت، سورۃ الشعراء، طہ، النساء کی

آیتوں کے خلاف نہیں) کیونکہ سلامتی اور ہلاکت اللہ عزوجل کے مقدر فرمانے سے ہے اور انسان ہلاکت والے اسباب سے سلامتی والے اسباب کی طرف بھاگتا ہے۔

[البقرہ ۱۹۵] (۱۳)

جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، ”وَلَا تَلْقُوا أَبَايَدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَاعْلَمَ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ“۔

تم دشمن کے آمنے سامنے ہونے کی تمنا مت کرو اور اللہ عزوجل سے عافیت کا سوال کرو پس جب تم دشمنوں سے طو تو صبر کرو

اور بھاگو نہیں بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (۱۴)

اور اسی طرح کسی جگہ مصیبت پر صبر کرنا اس کے بعد آسانی کو لاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَأَنَّ الْفَرْجَ مَعَ الْكُرْبِ“ اور كُرْبٌ مصیبت کی زیادتی کو کہتے ہیں پس جب مصیبت

زیادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکے بعد فراخی (خوشحالی) کو لاتا ہے۔

جیسا کہ (شاعر کا شعر) منقول ہے، ”إِشْتَدَّتْ أَرْمَةٌ تَنْفَرَجِي“۔ (۱۵)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا“ تحقیق (اسی طرح) دوسری حدیث مبارکہ میں آیا ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا، ایک تنگی ہرگز دو خوشحالیوں پر غالب نہیں آئے گی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عسر کو دوبارہ ذکر فرمایا ہے اور یسر کو بھی دوبارہ ذکر فرمایا اور عرب والوں کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب

معرّفہ کو معرف باللام (معرّفہ ہی) دوبارہ لوٹایا جائے تو اس سے (یعینہ وہی) پہلا مراد ہوگا کیونکہ دوسرے پر آنے والا الف لام عہد

خارجی ہوگا اور اگر اسم نکرہ کو دوبارہ لوٹایا جائے تو تعدد مراد ہوگا پس عسر کو معرفہ دومرتبہ ذکر کیا اور یسر کو نکرہ دوبارہ ذکر کیا (لہذا) عسر ایک

ہوگا اور یسر دومراد ہوئے اسی وجہ سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک تنگی ہرگز دو خوشحالیوں پر غالب نہیں آئے۔

شرح:

(۹) ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا

چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ الہی کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ ہاں نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے خود رب تعالیٰ تبدیل فرما دیتا

ہے اس لیے اس کا نام ثواب ہے یعنی توبہ کرنے والے سے ارادہ عذاب سے رجوع فرمانے والا۔ ادم علیہ السلام کی دعا سے حضرت

داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ برس کے سو برس ہو گئی۔

(۱۰) ترجمہ کنز الایمان: تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں۔

(۱۱) ترجمہ کنز الایمان: (دونوں نے عرض کیا کہ) اے ہمارے رب بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے۔

(۱۲) ترجمہ کنز الایمان: (اے ایمان والو) ہوشیاری سے کام لو۔

(۱۳) ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

لہذا صدقات اور خیرات وغیرہ نہ کرنا بھی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اس آیت مقدسہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہلاکت کے اسباب سے بھی بچنا فرض ہے مثلاً خودکشی کرنا، بھوک ہڑتال کر کے

اپنے آپ کو ہلاک کرنا، زہر کھانا، طاعون کی جگہ جانا وغیرہ وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔

(۱۴) یعنی انسان کو صبر و استقامت کے ساتھ رہنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لہذا انسان کو ہلاکت والے

اسباب سے سلامتی والے اسباب کی طرف جانا چاہیے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

خَلَّفَ: پیچھے۔ یَوْمًا: ایک دن۔ کَلِمَاتٌ: کلمہ کی جمع باتیں۔ اِحْفَظُ: حفاظت کرو۔ تُجَاهَكَ: تیرے

سامنے۔ فَاسْتَعِينُ: تو اللہ سے مدد طلب کرو۔ اَلْاَقْلَامُ: قلم کی جمع، وہ چیز جس سے گفتگو یا عبارت کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔

جَفَّتْ: خشک ہو گئے۔

الصُّحُفِ: صَحِيفَةٌ کی جمع کتابیں، رجسٹر۔ اَوَامِرُ: امر کی جمع حکم۔ اِنْتَهَوْا: تورک۔ تَضَيُّعٌ: ضائع کرنا۔

الرِّخَاءُ: نرمی، آسودہ۔ يُنْجِي: وہ نجات پاتا ہے۔ فَلَا يَنْبَغِي لَهٗ: اس کیلئے مناسب نہیں۔ يَتَوَكَّلُ: وہ بھروسہ کرے۔ سَائِرٌ: تمام۔

لَمْ تَجْرُ: وہ جاری نہ ہوئی۔ حَاجَاتٌ: حَاجَةٌ کی جمع ضرورت۔ اَلْحَوَافِ: حِرَافِ کی جمع، پیشہ۔ اَلصَّنَائِعُ:

صَنَاعِ کی جمع، کاریگر۔ حُنَنٌ: تو مہربان کر دے۔ اِمَاءٌ: اَمَةٌ کی جمع، لونڈی، باندی۔ اَغْنِنَا: تو ہمیں بے پرواہ کر دے۔

شِرَازٌ: شر کی جمع، ہما۔ يُوقَلُ: وہ امید کرتا ہے۔ لَا تُخْسَوْنَ: میں ضرور پہناؤں گا۔

عَطَبٌ: ہلاکت، نرمی۔ يَهْرُ: وہ بھاگتا ہے۔ لَا تَعْمَنُوا: تم تمنامت کرو۔ اَلَاذِي: تکلیف۔ مَوْطِنٌ: جمع،

وطن، میدان جنگ۔ اَحْقَبَ: اس نے اچھا بدلا دیا۔ اِشْعَلِي: تو شدید ہو جا۔ اَزْمَةُ: قحط سالی والا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْعَشْرُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْعَ فَاَصْنَعْ مَا هِشْتَ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِذَا لَمْ تَسْعَ فَاَصْنَعْ مَا هِشْتَ) مَعْنَاهُ: إِذَا أَرَدْتَ فِعْلَ شَيْءٍ، فَإِنْ كَانَ مِمَّا لَا تَسْتَحِي مِنْ فِعْلِهِ مِنَ اللهِ. وَلَا مِنَ النَّاسِ فَافْعَلْهُ، وَإِلَّا فَلَا. وَعَلَى هَذَا الْحَدِيثِ يَدْوَرُ مَذَارُ الْإِسْلَامِ كُلِّهِ، وَعَلَى هَذَا يَكُونُ قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (فَاَصْنَعْ مَا هِشْتَ) أَمْرٌ بِإِبَاحَةٍ، لِأَنَّ الْفِعْلَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْهَا عَنْهُ شَرْعًا كَانَ مَبَاحًا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ فَسَّرَ الْحَدِيثَ بِأَنَّكَ إِذَا كُنْتَ لَا تَسْتَحِي مِنَ اللهِ وَلَا تَرَاهُ فَاَعْطِ نَفْسَكَ مَنَاهَا وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ، فَيَكُونُ الْأَمْرُ فِيهِ لِلتَّهْدِيدِ لَا لِلْإِبَاحَةِ، وَيَكُونُ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿اعْمَلُوا مَا هِشْتُمْ﴾۔ [فصلت: ۴۰]

وَكَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَاسْتَفْزِرْ مِنْ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾ الْآيَةَ [الاسراء: ۶۳]

ترجمہ:

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”بے شک لوگوں نے پہلی نبوت (پہلے انبیاء کرام) کے کلام سے جو کچھ پایا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تم حیاء نہ کرو تو جو جی چاہے کرو۔“ روایت کیا اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”اِذْ لَمْ تَسْعَ فَاَصْنَعْ مَا هِشْتَ“۔

اس فرمان کا معنی یہ ہے کہ جب تم کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو اگر تو وہ ان کاموں میں سے ہو جن کے کرنے پر تو اللہ عزوجل سے حیاء نہیں کرتا تو اس کو کرو گرنہ نہ کر۔

اور اس حدیث مبارکہ پر تمام اسلام کا مدار ہے اور اسی معنی پر امام الانبیا ﷺ کا فرمان، ”فَاَصْنَعْ مَا هِشْتَ“ محمول ہوگا اور اس میں امر اباحت کا ہوگا کیونکہ جب وہ فعل ہی شرعاً منہی عنہ نہیں تو وہ فعل مباح ہوگا (۲) (یعنی جس کام سے شریعت محمد ﷺ نے منع نہ فرمایا تو اس کا کرنا بالکل جائز ہے)۔

اور بعض حضرات نے اس حدیث کا معنی یہ بیان کیا (۳) کہ جب تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے حیاء نہ کرے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے نہ ڈرے تو اپنے نفس کو ممنوع کاموں میں مبتلا کر پھر جو جی چاہے کرو لہذا اس معنی کے اعتبار سے اس حدیث میں امر تہدید (ڈرانے)

کیلئے ہوگا نہ کہ اباحت کیلئے۔

اور اس حدیث مبارکہ کا اسلوب کلام ایسے ہی ہے جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، "إِعْمَلُوا مَا هَيْبْتُمْ" [فصلت ۴۰] (۴) اور جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان، "وَأَسْتَفْزِرُ مَنْ اسْتَعْطَفَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ"۔ (الاسراء ۶۴)۔ (۵)

شرح: خلاصہ حدیث

یہ جامع حدیث مبارکہ ہے جس میں حیاء کے بیان کے ذریعے سے برائیوں سے اجتناب کے سلسلے میں ہماری راہنمائی کی گئی ہے۔ (۱) حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو مسعود کنیت ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ عقبہ کی شرکت کی بالاتفاق اور غزوہ بدر میں شرکت کرنے میں اختلاف ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ احد اور اس کے مابعد غزوات میں شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴۰ ہجری میں وصال فرمایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو دو (۱۰۲) احادیث روایت کیں۔ (باتصرف شرح اربعین نووی فی الاحادیث الصحیحہ النبویہ الحدیث العشرین صفحہ ۸۵)

(۲) امر کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے مگر اس فرمان میں امر دو معنی کیلئے ہو سکتا ہے (۱) اباحت کیلئے جسے امام نووی علیہ الرحمۃ نے معنایاً سے بیان کیا کہ جب اس فعل سے منع نہیں کیا گیا تو اس فعل کا کرنا بھی بالکل درست ہے۔

(۳) یہاں سے علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے امر کے دوسرے معنی کو بیان فرمایا کہ امر تہدید کیلئے ہے۔

(۴) ترجمہ کنز الایمان: جو جی میں آئے کرو۔

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ امر کبھی غضب کیلئے بھی ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ يُشَاءْ فَلْيُكْفُرْ" [کہف ۲۹]

کیونکہ اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ جو تمہارے جی میں آئے اس کی رب تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ (حاشیہ نور العرقان علی کنز الایمان)

(۵) ترجمہ کنز الایمان: اور ڈگادے (بہکا دے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔

یہ خطاب شیطان کو ہے کہ جس پر تو قدرت پالے اسے اپنی آواز سے بہکا دے اور یہ خطاب تہدید کیلئے ہے۔

نیز اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ گانے ہاجے اور جھوٹے گمراہ کن وعظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان

کے پیادے اور سوار ہیں یعنی اس کا لشکر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو آواز مرضی رب تعالیٰ کے خلاف نکلے وہ شیطانی آواز ہے خواہ گانے ہاجے کی آواز ہو یا جھوٹے وعظ یا غلط تفسیروں کی۔ (حاشیہ نور العرقان علی کنز الایمان)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

أَكْرَمَ: اس نے پایا۔ نُبُوَّةُ الْأُولَى: پہلی نبوتیں۔ إِذَا لَمْ تَسْتَعِجْ: جب توحیانہ کرے۔ فَاغْلَبَهُ: پس تو اسے
کر۔ لَا تَسْتَعِجْ: توحیانہ نہیں کرتا۔ فَاَصْنَعْ: پس جو کرنا چاہو کرو۔ إِبَاحَةٌ: مباح ہونا۔ مَنَّهُ عَنَّهُ: جس سے روکا گیا ہو۔
فَسَّرَ: اس نے تفسیر کی۔ فَاغْطِ: تو عطا کر، فعل امر۔ مَنَاهَا: منع کردہ کام، اسم مفعول۔ تَهْدِيَةٌ: ڈرانا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْحَادِي وَالْعِشْرُونَ.....﴾

عن أَبِي عَمْرٍو، وَوَلِيْلٍ، أَبِي عَمْرَةَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ؟ قَالَ: (قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِيمَ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِيمَ) ائی: گما امرت ونہیت، وَالْإِسْتِقَامَةُ مُلَازِمَةٌ الطَّرِيقِ بِفِعْلِ الْوَاجِبَاتِ وَتَرْكِ الْمَنْهِيَّاتِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَاسْتَقِيمْ كَمَا أَمَرْتُ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ [ہود: ۱۱۲]-

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَمُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ [فصلت: ۳۰]- ائی: عِنْدَ الْمَوْتِ تُبَشِّرُهُمْ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾. [فصلت: ۳۰] وَفِي التَّفْسِيرِ أَنَّهُمْ إِذَا بُشِّرُوا بِالْجَنَّةِ قَالُوا: وَأَوْلَادَنَا مَا يَأْكُلُونَ وَمَا حَالُهُمْ بَعْدَنَا؟ فَيُقَالُ لَهُمْ: ﴿نَحْنُ أَوْلِيَائُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [فصلت: ۳۱] ائی تَتَوَلَّى أَمْرَهُمْ بَعْدَكُمْ، فَتَقِرُّ بِذَلِكَ أَعْيُنُهُمْ.

ترجمہ:

حضرت ابو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کہا گیا ہے ابو عمرہ سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات ارشاد فرمائیے کہ میں اس کے بارے میں آپ ﷺ کے سوا کسی سے نہ پوچھوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا، ”تم کہو میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو“۔ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِيمَ“ یعنی جس کے کرنے کا تجھے حکم دیا گیا اور جس سے تجھے باز رہنے کا حکم دیا (اس پر کامل ایمان لا پھر ان تمام باتوں پر ثابت قدم رہو) (۲) اور تمام واجبات کی پابندی (ظاہری اعمال کی ادائیگی) اور تمام منہیات کے ترک کو استقامت کہتے ہیں (استقامت کے بارے میں) اللہ عزوجل نے فرمایا، ”فَاسْتَقِيمْ كَمَا أَمَرْتُ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ“ [ہود: ۱۱۲]- (۳)

”إِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَمُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَنْ لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ“

[فصلت: ۳۰]- (۴)

اور اسی آیت کی تفسیر میں ہے کہ جب ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی جائے گی تو وہ لوگ کہیں گے ہمارے بعد ہماری

اولاد کیا کھائے گی اور ان کا کیا حال ہوگا؟ پس ان سے کہا جائیگا

”نَحْنُ أَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ“۔

[فصلت ۳۱]۔ (۵)

یعنی تمہارے بعد ہم ہی ان کے معاملہ کے والی (وارث) ہوں گے۔ پس اس فرمان کے سبب ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

خلاصہ حدیث

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں توحید و رسالت بمعہ ان کے احکام پر استقامت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے (تاکہ مسلمان ایمان و تقویٰ کا جامع ہو)۔

(۱) حضرت ابو عمرو یا ابو عمرۃ بن سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالت زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عمرو یا ابو عمرۃ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ ثقیف سے ہے اور اہل طائف سے ہیں۔ خلافت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طائف کے حاکم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان الفصل الاول ص ۱۶۱)

(۲) دراصل خاتمہ بالایمان ہونا لازم ہے۔ ایسا نہیں کہ توحید و رسالت پر ایمان لا کر منحرف ہو اور جنت میں چلا جائے۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: تو قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے۔ استقامت یہ ہے کہ بندہ رنج و غم، مصیبت و راحت میں اللہ عز و جل کی بندگی سے منہ نہ موڑے ہر حال میں راضی بہ رضار ہے۔ استقامت ہی ولایت کی جڑ ہے جس سے حضور ﷺ کی ہمراہی ملتی ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

استقامت کے بارے میں علامہ ابن جوز جانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

”قَالَ أَبُو عَلِيٍّ الْجَوْزِيُّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ كُنْ طَالِبًا لِلسُّقَامَةِ لَا طَالِبًا لِكَرَامَةٍ لِأَنَّ نَفْسَكَ مُتَحَرِّكَةٌ

(شرح ملا علی القاری علی اللغة الاکبر صفحہ ۸۰ مکتبہ حنائیہ)

فِي طَلَبِ الْكَرَامَةِ وَرَبُّكَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْإِسْتِقَامَةَ“۔

ابو علی الجوز جانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اے بندے تو استقامت کو طلب کر کرامت کو طلب نہ کر بے شک تیرا نفس کرامت کو

طلب کرنے میں متحرک ہے حالانکہ کہ تیرا رب جل جلالہ تجھ سے استقامت کو طلب کرتا ہے۔

(۴) ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

یہ کلام بھی فرشتوں کا ہے یعنی ہم تمہارے دنیا میں بھی مددگار ہیں اور مرتے وقت بھی، قبر میں بھی، آخرت میں بھی۔ معلوم ہوا کہ فرشتے مومن کی مدد کرتے ہیں۔ (تفسیر نور العرقان)

لہذا اس حدیث مبارکہ میں اللہ عزوجل پر ایمان لانے سے مراد سارے عقائد اسلامیہ ماننا ہیں لہذا اس میں توحید و رسالت، حشر و نشر، ملائکہ، جنت و دوزخ، سب پر ایمان لانا داخل ہے جیسے کسی کو اپنا باپ مان کر اس کے سارے اہل قرابت کو اپنا عزیز ماننا پڑتا ہے کہ اس کا باپ ہمارا دادا ہے، اس کی اولاد ہمارے بھائی بہن، اس کے بھائی ہمارے چچا تائے، اور استقامت سے مراد سارے اعمال اسلامیہ پر سختی و پابندی سے عمل کرنا لہذا یہ حدیث ایمان و تقویٰ کی جامع ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

إِسْتَقِيمَ: فعل امر حاضر معروف، تو قائم رہ۔ نَهَيْتُ: فعل ماضی مثبت مجہول میں منع کیا گیا۔ تَبَشَّرُ: صيغة واحد مؤنث عائب فعل مضارع مثبت معروف، وہ خوشخبری دے گی۔

مَا يَأْكُلُونَ: کیا وہ کھائیں گے؟ مَا حَالُهُمْ: ان کا کیا حال ہوگا؟ نَقُولِي: ہم وارث ہو گئے۔ نَقَرُ: ٹھنڈی ہوئی۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْفَائِي وَالْعَشْرُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَأَحَلَّكَ الْحَلَائِلَ، وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا أَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: (نَعَمْ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَمَعْنَى حَرَمْتُ الْحَرَامَ: اجْتَنَبْتُهُ. وَمَعْنَى أَحَلَّكَ الْحَلَائِلَ: لَقَلْتَهُ مُعْتَقِدًا حِلَّهُ.

قوله: (أَرَأَيْتَ... الخ) معناه: أَخْبِرْنِي.

وقوله: (وَأَحَلَّكَ الْحَلَائِلَ) أي: اِعْتَقَدْتَهُ حَلَالًا وَلَقَلْتَهُ مِنْهُ الْوَأَجِبَاتِ، (وَحَرَمْتُ الْحَرَامَ) أي:

اِعْتَقَدْتَهُ حَرَامًا وَلَمْ أَلْعَلَّهُ.

وقوله صلى الله عليه وسلم: (نَعَمْ) أي: تَدْخُلُ الْجَنَّةَ.

ترجمہ:

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت کیا ہے کہ بے شک ایک مرد نے نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا، آپ ﷺ کیا خیال کرتے ہیں (یعنی مجھے بتائیے) کہ جب میں فرض نماز پڑھوں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانو اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرو تو کہا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہاں“۔ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔

”حَرَمْتُ الْحَرَامَ“ کا معنی ہے، میں اس حرام سے بچوں (پرہیز کروں) اور ”أَحَلَّكَ الْحَلَائِلَ“ کا معنی ہے میں اسے

حلال جانتے ہوئے کروں۔

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول، اَرَأَيْتَ اس کا معنی ہے اخبرنی مجھے خبر دیجئے۔ (۲)

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ”وَأَحَلَّكَ الْحَلَائِلَ“ یعنی میں اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھوں اور اسکے تمام

واجبات کو ادا کروں اور ”حَرَمْتُ الْحَرَامَ“ یعنی میں اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھوں گا اور اسے نہ کروں۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”نَعَمْ“ یعنی تو جنت میں داخل ہوگا۔ (۳)

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنے کی ترغیب دی گئی۔

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی جابر بن عبد اللہ ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں کم عمر والے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضلاء سادات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری عمر میں ختم ہو گئی تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مبارکہ مروی ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۷۳ ہجری میں ۹۶ سال کی عمر پا کر مدینہ المنورہ میں وفات پائی۔

(۲) أَخْبَرَنِي فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ النَّبَوِيَّةِ الْحَدِيثِ الثَّانِي وَالْحَشْرُونَ مَفْعُولٌ (بالتصرف شرح اربعين نووي في الاحاديث الصحيحة النبوية الحديث الثاني والحشرون مفعول ۸۷)

(۲) أَخْبَرَنِي فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ النَّبَوِيَّةِ الْحَدِيثِ الثَّانِي وَالْحَشْرُونَ مَفْعُولٌ (بالتصرف شرح اربعين نووي في الاحاديث الصحيحة النبوية الحديث الثاني والحشرون مفعول ۸۷)

(۲) أَخْبَرَنِي فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ النَّبَوِيَّةِ الْحَدِيثِ الثَّانِي وَالْحَشْرُونَ مَفْعُولٌ (بالتصرف شرح اربعين نووي في الاحاديث الصحيحة النبوية الحديث الثاني والحشرون مفعول ۸۷)

اسی سے قدر مشابہ مادہ کے اعتبار سے أَخْبَرَنِي ہوتا ہے جو فن حدیث میں صیغہ اداء کے آٹھ مراتب میں سے ہیں۔

وَصِيغُ الْأَدَاءِ الْمُشَارِ إِلَيْهِ عَلَى لَمَائِي مَرَاتِبَ الْأُولَى سَمِعْتُ وَحَدَّثَنِي ثُمَّ أَخْبَرَنِي وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَهِيَ الْمَرْبُوبَةُ الثَّانِيَةُ ثُمَّ قَرَأْتُ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَهِيَ الْغَائِلَةُ ثُمَّ أَنْبَأَنِي، وَهِيَ الرَّابِعَةُ ثُمَّ نَاوَلَنِي وَهِيَ الْخَامِسَةُ ثُمَّ شَأَفَنِي أَيْ بِالْإِجَارَةِ وَهِيَ السَّادِسَةُ ثُمَّ كَتَبَ إِلَيَّ أَيْ بِالْإِجَارَةِ وَهِيَ السَّابِعَةُ

(نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر صفحہ ۱۲۳ مکتبہ المدینہ)

(۳) نَعَمْ كَمَا مَعْنَى هَا، لَعْنِي جَبْتُ أَنْ تَمَامَ بَاتُونَ بِرَعْلٍ كَرَى كَاتُوتُ جَنَّتْ فِي جَائِ كَا مَكْرِدُ مَكْرَاتُ تَوَحِيدُ

رسالت، فرائض و واجبات کا ادا کرنا لازم ہے جیسا کہ ما قبل کی حدیث کی شرح میں گزرا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

الْمَكْتُوبَاتُ: فرض نمازیں۔ لَمْ أَرِدْ: نہ میں نے زیادہ کیا۔ لَمْ أَعْلَمْ: نہ میں اس کو کروں۔ قَدْ خُلْتُ: تو داخل ہوگا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَفْعَلُوهُ بَاتِعَ نَفْسَهُ فَمُعْظَمُهَا أَوْ مُوبِقُهَا) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ) فسر الغزالي الطُّهُورَ: بِطَهَارَةِ الْقَلْبِ مِنَ الْغِلِّ وَالْحَسَدِ وَالْحَقْدِ وَسَائِرِ أَمْرَاضِ الْقَلْبِ. وَذَلِكَ أَنَّ الْإِيمَانَ الْكَامِلَ إِنَّمَا يَتِمُّ بِذَلِكَ، فَمَنْ آتَى بِالشَّهَادَتَيْنِ حَصَلَ لَهُ الشُّطْرُ، وَمَنْ طَهَّرَ قَلْبَهُ مِنْ بَقِيَّةِ الْأَمْرَاضِ كَمَلَ إِيْمَانُهُ، وَمَنْ لَمْ يُطَهِّرْ قَلْبَهُ فَقَدْ نَقَصَ إِيْمَانَهُ.

قال بعضهم: وَمَنْ طَهَّرَ قَلْبَهُ وَتَوَضَّأَ وَاعْتَسَلَ وَصَلَّى، فَقَدْ دَخَلَ الصَّلَاةَ بِالطُّهَارَتَيْنِ جَمِيعًا، وَمَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ بِطَهَارَةِ الْأَعْضَاءِ خَاصَّةً فَقَدْ دَخَلَ بِأَحَدِي الطُّهَارَتَيْنِ، وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَا يَنْظُرُ إِلَّا إِلَى طَهَارَةِ الْقَلْبِ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَبْشَارِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ).

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ) وَهَذَا قَدْ يَشْكُلُ عَلَى الْحَدِيثِ الْآخِرِ وَهُوَ (أَنَّ مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ: يَا رَبِّ ذَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَدْخُلُنِي الْجَنَّةَ؟ قَالَ: يَا مُوسَى قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَلَوْ وُضِعَتِ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُونَ السَّبْعُ فِي كِفَّةٍ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كِفَّةٍ، لَرَجَحَتْ بِهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ). وَمَعْلُومٌ أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِينَ أَوْسَعُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَإِذَا كَانَتِ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَزِيَادَةً، لَزِمَ أَنْ تَكُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لِأَنَّ الْمِيزَانَ أَوْسَعُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُهَا. وَالْمُرَادُ أَنَّهُ لَوْ كَانَ جِسْمًا لَمَلَأَ الْمِيزَانَ، أَوْ أَنَّ ثَوَابَ الْحَمْدِ لِلَّهِ يَمْلَأُهَا.

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَالصَّلَاةُ نُورٌ) أَي: ثَوَابُهَا نُورٌ، وَفِي الْحَدِيثِ: (بَشِّرِ الْمَاشِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ).

ترجمہ:

حضرت ابومالک حارث بن عاصم الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”طہارت

نصف ایمان ہے الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ اور الحمد للہ زمین اور آسمان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں نماز نور ہے صدقہ دلیل ہے صبر روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف دلیل ہے۔ ہر شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا ہلاک کرنے والا۔ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ“۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ الوالی نے الطہور کی تفسیر دل کے کھوٹ، کینہ، حسد (۲)، اور دل کے تمام امراض سے پاک ہونے کے ساتھ کی ہے اور (کیونکہ) ایمان کامل ان ہی کے ساتھ دین مکمل ہوتا ہے۔

پس جو شہادتیں (۳) تو لایا (اقرار کیا) اسے آدھا ایمان حاصل ہوا اور جس نے اپنے دل کو بقیہ تمام امراض سے پاک کیا اس کا ایمان کامل ہو گیا اور جس نے اپنے دل کو پاک نہ کیا تحقیق اس کا ایمان ناقص ہوا (۴)۔

بعض نے فرمایا جس نے اپنے دل کو پاک کیا، وضو اور غسل کیا پھر نماز پڑھی تو وہ نماز میں دونوں طہارتوں (۵) کے ساتھ داخل ہوا اور جس نے نماز محض جسمانی اعضاء کی طہارت کے ساتھ پڑھی تو وہ نماز میں دو طہارتوں میں سے ایک طہارت کے ساتھ داخل ہوا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرماتا مگر دل کی پاکیزگی کی طرف، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، بے شک اللہ عزوجل تمہاری صورتوں اور چہروں کی طرف نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ، ”وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلُّا الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلَانِ (۶) أَوْ تَمَلُّا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ

وَالْأَرْضِ“۔

اور تحقیق یہ حدیث دوسری حدیث مبارکہ کے مشابہ ہے وہ یہ ہے:

”بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب عزوجل میری ایسے عمل پر رہنمائی فرما جو مجھے جنت میں داخل کر دے تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پس اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور لا الہ الا اللہ کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ والا پلڑا ان کے مقابلے میں جھک (وزنی ہو) جائے۔

اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین، آسمان و زمین کے درمیان کی جگہ سے زیادہ وسیع ہیں۔

لہذا جب الْحَمْدُ لِلَّهِ میزان کو بھر دیتا ہے اور (بلکہ) زیادہ ہوتا ہے تو لازم آیا کہ الْحَمْدُ لِلَّهِ آسمان و زمین کے درمیان کو بھی بھر دے کیونکہ میزان زمین و آسمان کے درمیان کی جگہ سے زیادہ وسیع ہے۔

اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سے مجردے گا اور اس سے مراد یہ ہے کہ اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا جسم ہوتا تو ضرور میزان بھر جاتا یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا ثواب اسے (میزان کو) بھر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَالصَّلٰوةُ نُورٌ“ یعنی نماز کا ثواب نور ہے۔

(دوسری) حدیث مبارکہ میں ہے:

اعد میرے میں مساجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری (بشارت) دے دو (۷)۔

شرح: خلاصہ حدیث

باطنی طہارت کے ساتھ اعمال صالحہ کرو کیونکہ اعمال صالحہ تمہارے لیے باعث نجات ہیں۔

(۱) حضرت ابوما لک الحارث بن عاصم الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام الحارث بن عاصم اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوما لک ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کے قبیلہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

علاوہ ہیں کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نام نامی اسم گرامی سے

مشہور ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر میں سکونت پزیر رہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اٹھارہ سال کی عمر میں

طاعون کے سبب سے وفات پائی۔ (شرح اربعین نووی فی الاحادیث الصحیحہ النبویہ الحدیث الثالث والستون صفحہ ۸۸)

(۲) دیکھئے الحدیث السادس کی شرح۔

(۳) یعنی دو گواہیاں:

(۱) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۲) أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

(۳) ہے مسلمان مگر کمزور ایمان والا۔

(۵) ظاہری و باطنی یعنی وضو و غسل اور طہارت امراض قلب نیز وضو اسلام کے ساتھ خاص یعنی پہلی امتوں میں بھی

تھا، ہاں چہروں کی چمک اس امت کی خصوصیات سے ہے نیز ابراہیم علیہ السلام بھی وضو کیا کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول باب الوضوء الفصل الثالث صفحہ ۲۹۵ تا ۲۹۶)

(۶) یہ راوی کو شک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”مُتَمَلِّکِن“ فرمایا یا ”تَمَلِّکِن“ فرمایا نیز قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ

اعمال کو وزن کیا جاتا ہے اور اعمال کم اور زیادہ ہوتے ہیں اور اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر سبحان اللہ، الحمد للہ (لا الہ الا اللہ) کے ثواب کو مجسم کیا جائے تو ان کی جسامت آسمان وزمین کو بھر دے اور انسان کے ثواب کے زیادہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سبحان اللہ کا کلمہ اللہ عزوجل کے منزہ ہونے اور ہر نقص و عیب سے بری ہونے پر مشتمل ہے اور الحمد للہ کا کلمہ اللہ عزوجل کی طرف مقرر ہونے اور اس کی حمد و ثناء اس کا شکر بجالانے پر مشتمل ہے۔

(۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دور کعتیں جو بندہ رات کے نصف آخر میں پڑھتا ہے وہ اس کیلئے دنیا و ما فیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں یہ ان پر لازم کر دیتا۔

(باب الاحیاء بنام احیاء العلوم کا خلاصہ باب اور اوراد و وظائف کا بیان صفحہ ۲۵ مکتبہ المدینہ)

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ) أَيْ: دَلِيلٌ عَلَى صِحَّةِ إِيمَانٍ صَاحِبِهَا، وَسُمِّيَتْ صَدَقَةً لِأَنَّهَا دَلِيلٌ عَلَى صِدْقِ إِيمَانِهِ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمُنَافِقَ قَدْ يُصَلِّي، وَلَا تَسْهَلُ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ غَالِبًا.

وقوله صلى الله عليه وسلم: (وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ) أَيْ: الصَّبْرُ الْمَحْبُوبُ، وَهُوَ الصَّبْرُ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ، وَالْبَلَاءِ وَمَكَارِهِ الدُّنْيَا، وَمَعْنَاهُ: لَا يَزَالُ صَاحِبُهُ مُسْتَمِرًّا عَلَى الصَّوَابِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعَ نَفْسِهِ) مَعْنَاهُ كُلُّ إِنْسَانٍ يَسْعَى لِنَفْسِهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَبِيعُهَا لِلَّهِ بِطَاعَتِهِ فَيَعْتِقُهَا مِنَ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبِيعُهَا لِلشَّيْطَانِ وَالْهَوَى يَتْبَاعِيهِمَا. (فَيُؤْبَقُهَا) أَيْ: يُهْلِكُهَا، قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: (مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ أَوْ يُعَمِّي: اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَشْهَدُكَ وَأَشْهَدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَانْبِيَاءِكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحَدَّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَبُّكَ، أَعْتَقَ اللَّهُ رُبْعَهُ مِنَ النَّارِ، فَإِنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَعْتَقَ اللَّهُ نِصْفَهُ مِنَ النَّارِ، فَإِنْ قَالَهَا ثَلَاثًا أَعْتَقَ اللَّهُ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِهِ مِنَ النَّارِ، فَإِنْ قَالَهَا أَرْبَعًا أَعْتَقَ اللَّهُ كُلَّهُ مِنَ النَّارِ).

فَإِنْ قِيلَ: الْمَالِكُ إِذَا أَعْتَقَ بَعْضَ عَبْدِهِ سَرَى الْعِتْقُ إِلَى بَاقِيهِ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْتَقَ الرَّبْعَ الْأَوَّلَ فَلَمْ يَسِرْ عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ الْبَاقِي.

فَالجَوَابُ: أَنَّ السَّرَايَةَ قَهْرِيَّةٌ، وَاللَّهُ تَعَالَى لَا تَقَعُ عَلَيْهِ الْأَشْيَاءُ الْقَهْرِيَّةُ بِخِلَافِ غَيْرِهِ، وَلَا يَقَعُ فِي حُكْمِهِ سُبْحَانَهُ مَا لَا يُرِيدُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ﴾ الْآيَةُ. [التوبة: ۱۱۱] قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: لَمْ يَقَعْ بَيْعٌ أَشْرَفَ مِنْ هَذَا، وَذَلِكَ أَنَّ الْمُشْتَرَى هُوَ اللَّهُ، وَالْبَائِعُ الْمُؤْمِنُونَ،

وَالْمَبِيعُ الْاِنْفُسُ، وَالْفَمَنُ الْجَنَّةُ.

وَلِی الْاٰیةِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْبَايِعَ يُجْبَرُ اَوْ لَا عَلٰی تَسْلِیْمِ السِّلْعَةِ قَبْلَ اَنْ یَّقْبَضَ الْفَمَنَ، وَاَنَّ الْمَشْتَرِیَ لَا یُجْبَرُ اَوْ لَا عَلٰی تَسْلِیْمِ الثَّمَنِ.

وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَوْجَبَ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ الْجِهَادَ حَتّٰی یُقْتَلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَوْجَبَ عَلَیْهِمْ اَنْ یُسَلِّمُوْا الْاَنْفُسَ الْمَبِیْعَةَ وَیَأْخُذُوْا الْجَنَّةَ. فَاِنْ قِیْلَ: كَيْفَ یَشْتَرِی السَّیِّدُ مِنْ عَبْدِهِ اَنْفُسَهُمْ، وَالْاَنْفُسَ مِلْكًا لَهٗ؟ قِیْلَ: كَتَبَهُمْ ثُمَّ اشْتَرٰی مِنْهُمْ، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَوْجَبَ عَلَیْهِمْ الصَّلٰوَاتِ الْخَمْسَ وَالصُّوْمَ وَغَیْرَ ذٰلِكَ، فَاِذَا اَدُّوْا ذٰلِكَ فَهُمْ اَحْرَارٌ، وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

ترجمہ:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ“ یعنی صدقہ، صاحب صدقہ کے ایمان کی صحت پر دلیل ہے اور صدقہ کا نام رکھا گیا کیونکہ صدقہ، صاحب صدقہ کے صدق ایمان پر دلیل ہوتا ہے اور وہ اس لیے کہ بے شک منافق کبھی نماز تو پڑھتا ہے (مگر) اکثر اس کو صدقہ کرنا آسان نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ“ یعنی صبر محبوب (مراد ہے) اور وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، مصیبتوں اور اس کی دنیا کی حوادث (مصائب) پر صبر کرنا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ صاحب صبر (صبر کرنے والا) ہمیشہ درستی پر رہتا ہے۔ (۸)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”كُلُّ النَّاسِ بِغَلْوِ قَلْبَانِ نَفْسِهِ“ اس فرمان کا معنی یہ ہے کہ ہر انسان (ہر صبح) اپنے کیلئے (عمل) کرتا ہے (۱)۔ انسانوں میں سے جو اللہ عزوجل کی اطاعت و فرمانبرداری کے سبب اپنا نفس اللہ عزوجل کو بیچتا ہے پس وہ اللہ عزوجل کے عذاب سے اپنا نفس آزاد کروا لیتا ہے۔ اور جو انسانوں میں سے شیطان و نفسانی خواہشات کی پیروی کے ساتھ اپنا نفس شیطان کو بیچتا ہے تو وہ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (۱۰)

صبح و شام کو کہے:

”اے اللہ عزوجل! میں تجھے اور حاملان عرش اور دیگر فرشتوں، تیرے انبیاء علیہم السلام اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بناتا ہوں (اور میں اقرار کرتا ہوں) بے شک تو خدا عزوجل ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ تیرے (برگزیدہ) بندے اور تیرے نبی ہیں“ تو اللہ عزوجل اس کے چوتھائی حصہ کو آگ (جہنم) سے آزاد فرمادیتا ہے اور اگر

ان کلمات کو دو بار کہے تو اللہ عزوجل اس کے نصف حصہ کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے اور اگر ان کلمات کو تین بار کہے تو اللہ عزوجل اس کے تین چوتھائی کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے اور اگر ان کلمات کو چار بار کہے تو اللہ عزوجل اسے مکمل جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔ (۱۰)

پس اگر اعتراض کیا جائے مالک (۲۲) جب اپنے غلام کے بعض حصہ کو آزاد کرتا ہے تو آزادی اس غلام کے بقیہ حصہ میں بھی سرایت کر جاتی ہے مگر جب اللہ عزوجل نے ربح اول کو آزاد کیا تو آزادی بقیہ حصے میں سرایت نہیں کرتی اور اسی طرح باقی (۱۱)۔

جواب: (مذکورہ اعتراض کا پہلا جواب یہ ہے کہ) سرایت ایک قہری چیز ہے اور قہری اشیاء اللہ تعالیٰ پر واقع نہیں ہوتی برخلاف غیر اللہ کے۔ (۱۲)

(دوسرا جواب یہ ہے کہ) جس چیز کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارادہ نہیں فرماتا وہ اس کے حکم میں واقع نہیں ہوتی۔ (۱۳)

اللہ عزوجل نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ“

اور بعض علماء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا، اس سے افضل بیع کوئی اور نہیں کیونکہ خود اللہ عزوجل مشتری، بائع مومنین بیع جائیں اور شمن جنت ہے۔ (۱۵)

اور اس آیت مقدسہ میں اس بات پر بھی دلیل موجود ہے کہ شمن پر قبضہ کرنے سے پہلے بائع کو بیع سپرد کرنے پر مجبور کیا جائے گا جبکہ مشتری کو پہلے شمن سپرد کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

کیونکہ اللہ عزوجل نے مومنین پر جہاد فرض کیا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل کی راہ میں شہید ہو جائیں پس مومنین پر واجب ہے بیع جانوں کو سپرد کرنا اور جنت کو لینا۔ (۱۶)

پس اگر اعتراض کیا جائے کہ آقا اپنے غلاموں کی جانوں کو کیسے خریدے گا حالانکہ جائیں تو آقا ہی کی ملک ہیں۔

(تو اس کا جواب یہ دیا گیا) آقا نے ان کو (پہلے) مکاتب بنایا پھر ان سے ان کی جانوں کو خریدا۔ (۱۷) اور اللہ عزوجل نے ان مومنین پر پانچ نمازیں، (رمضان المبارک کے) روزے وغیرہ فرض کیے، پس جب انہوں نے اسے ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو گئے۔ (۱۸) (واللہ تعالیٰ اعلم)

(۸) جیسے اجالے میں چلنے والا اپنی منزل سے بھٹکتا نہیں اسی طرح صبر کرنے والا عجلت میں غلط قدم نہیں اٹھاتا اور صبر کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ درستی پر رہتا ہے۔

(۹) حضرت سیدنا امام بیہقی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”شعب الایمان“ میں نقل کرتے ہیں، تاجدار مدینہ علیہ السلام کا فرمان

عبرت نشان ہے روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے اگر آج کوئی اچھا کام کرتا ہے تو کر لو آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! زندگی کا جو دن نصیب ہو گیا اس کو غنیمت جان کر جتنا ہو سکے اس میں اچھے اچھے کام کر لیے جائیں تو بہتر ہے کہ کل نہ جانے ہمیں لوگ جناب کہہ کر پکارتے ہیں یا مرحوم کہہ کر، ہمیں اس بات کا احساس ہو یا نہ ہو مگر حقیقت ہے کہ ہم اپنی موت کی منزل کی طرف نہایت تیزی کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ (امول ہیرے ص ۶ تا ۷ مکتبۃ المدینہ)

(۱۰) جہنم سے آزادی کا نسخہ:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ نَسَانٍ أَوْ عَبْدٍ يَقُولُ حِينَ يُغْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَضِيَتْ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِحُمْدِ نَبِيِّهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان صبح و شام تین تین بار یہ دعا پڑھے، میں اللہ عزوجل سے رب تعالیٰ ہونے، اسلام کے دین ہونے، حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ قیامت کے دن اس سے راضی ہوگا۔

(مکتبۃ الصالح باب المساء والنوم الفصل الثانی صفحہ ۲۱۰ مسند ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۷۷ رقم الحدیث ۵۸۰ الناشر دار الوطن الرياض)

(۱۱) کہ جب ریح ثانی کو آزاد کیا تو ریح ثالث میں کیوں آزادی سرایت نہ ہوئی اور جب ریح ثالث کو آزاد کیا تو

مریح رابع میں آزادی نے سرایت کیوں نہ کی۔

(۱۲) یعنی غیر اللہ پر قہری اشیاء واقع ہوتی ہیں کیونکہ بندہ مجبور و محتاج ہوتا ہے اور اللہ عزوجل مالک کل ہے کسی کا محتاج

نہیں۔

(۱۳) لہذا جب انسان نے ایک بار کہا تو اللہ عزوجل نے ریح اول کی آزادی کا ارادہ فرمایا جب ریح اول کا ارادہ کیا تو

دوسرا آزاد نہ ہوگا۔

(۱۴) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں۔

(اس آیت مقدسہ سے) معلوم ہوا کہ مولیٰ و غلام کی بیع جائز ہے کہ رب عزوجل نے اپنے بندوں سے سود فرمایا۔

(تفسیر نور العرفان)

شان نزول: بعض انصار نے بیعت اسلام کرتے وقت عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ جو چاہیں اللہ کیلئے اور اپنے لیے

شرط لگالیں، ہم اس پر کار بند رہیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کیلئے تو یہ شرط ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

اور میرے لیے شرط ہے کہ جو چیز تم اپنے لیے پسند نہ کرو وہ میرے لیے بھی پسند نہ کرو، تو انہوں نے پوچھا کہ ان شرطوں کو پورا کرنے پر ہم کو کیا ملے گا؟ تو فرمایا جنت۔ تو عرض کیا یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ (تفسیر نور العرقان)

(۱۵) بیع کی لغوی تعریف: مُبَادَلَةٌ شَيْءٍ بِشَيْءٍ مَّا لَا أَوْلَا بَدَلِيْلٍ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ

(المہاب فی شرح الکتاب کتاب المبیوع الجزء الاوّل صفحہ ۱۹۶) و اموالہم۔

ایک شے کو دوسری شے سے تبادلہ کرنا مال کے عوض یا بغیر مال کے عوض۔ اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانیں خرید لیں۔ اور یہاں آیت مقدسہ میں بیع (لغوی) عوض کے بغیر مراد ہے کیونکہ جان بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اور جنت بھی اسی کے۔

بیع کی اصطلاحی تعریف: مُبَادَلَةٌ الْمَالِ بِالْمَالِ بِالْتَرَاضِي۔ (المہاب فی شرح الکتاب کتاب المبیوع الجزء الاوّل صفحہ ۱۹۷)

باہم رضامندی سے مال کو مال سے تبادلہ کرنا مخصوص صورت میں۔

مشتری کی تعریف: کسی چیز کے خریدار کو مشتری کہتے ہیں۔

بائع کی تعریف: کوئی بھی چیز بیچنے والے کو بائع کہتے ہیں۔ (بہار شریعت تخریج شدہ جلد دوم اصطلاحات "ب" صفحہ ۱۴)

بیع کی تعریف: جس چیز کو بیچا، خریداجائے یا جس چیز پر عقد واقع ہوا سے بیع کہتے ہیں۔

ثمن کی تعریف: جس چیز کے عوض عقد واقع ہوا سے ثمن کہتے ہیں۔

(۱۶) پہلے جان دینی ہوگی جو کہ بیع ہے پھر جنت ملے گی جو کہ ثمن ہے۔ معلوم ہوا بیع کی ادائیگی پر بائع کو مجبور کیا جائے

گانہ کہ مشتری کو ثمن کی ادائیگی پر۔

(۱۷) جب آقا اپنے غلاموں کو مکاتب بنا لے تو اس کے بعد ان کی جانیں خریدنا جائز ہے۔

(۱۸) حقیقت تو یہ ہے کہ جان بھی اسی کی دی ہوئی ہے اور جنت بھی اس کی عطا سے ہے۔ اللہ عزوجل سے جو کچھ ملا

روئے فضل و کرم ہی ملا۔

سبقت رحمتی علی غضبی جب سے تو نے سنا دیا یا رب جل و علا

آسرا ہم گنہگاروں کا اور بڑھ گیا یا رب جل و علا

☆.....☆.....☆.....☆

﴿..... مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

شَطْرٌ: حصہ۔ تَمَلُّاً: بھرتا ہے۔ بُرْهَانٌ: دلیل۔ يَفْتَدُوْا: وہ صبح کرتا ہے۔ كَمَلٌ: وہ مکمل ہوا۔ نَقَصَ: کم ہوا۔
تَوَضُّأً: وضو کیا۔ بَطْهَارِيَّةُ الْأَعْضَاءِ خَاصَّةً: اعضاء کی طہارت خاص طور پر۔ اَنْشَارٌ: چہرے بُشْرِ کی جمع۔
يَشْغَلُ: مشابہ ہوا۔ ذَلِيْبِي: دل، فعل امر حاضر معروف، تورہنمائی کر۔ نِيْ: ضمیر مفعول ہے۔ جِسْمًا: بدن، وہ چیز جس
میں طول و عرض و عمق ہو، ج اجسام۔

الْمَاشِيْنَ: چلنے والے۔ تَسَهَّلُ: آسان ہوتا ہے۔ يَبِيْعُ: وہ بیچتا ہے۔ اَعْتَقَ: اس نے آزاد کیا۔ اَرْبَعٌ:
چوتھائی۔ اَرْبَاعٌ: رُبْع کی جمع قلت۔

سَرَايَ: سرایت کیا۔ بِيْعِ اشْرَافٍ: زیادہ بہتر بیچ۔ يُجْبَرُ: مجبور کیا جائے گا۔ اَنْفُسٌ: نَفْس کی جمع، جانیں۔
اُدْوَا: انہوں نے ادا کیا۔ اَحْوَارٌ: آزاد حور کی جمع قلت۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي ذَرِّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَرُوهُ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ اللَّهُ قَالَ: (يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضُرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَانْسَكُمْ وَجِنْتُمْ كَانُوا عَلَى اتَّقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَانْسَكُمْ وَجِنْتُمْ كَانُوا عَلَى الْفَجْرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَانْسَكُمْ وَجِنْتُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أَحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُولِيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيُحْمِدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يُلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: (إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي) أَي: تَقَدَّسَتْ عَنْهُ وَالظُّلْمُ مُسْتَحِيلٌ فِي حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنَّ الظُّلْمَ مُجَاوِزَةٌ الْحَدِّ وَالتَّصَرُّفُ فِي مِلْكِ الْغَيْرِ وَهُمَا جَمِيعًا مُحَالٌ فِي حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى.

قَوْلُهُ تَعَالَى: (فَلَا تَظَالَمُوا) أَي: فَلَا يَظْلِمُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا.

قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِفَتْحِ التَّاءِ وَالطَّاءِ عَلَى أَنَّهُ مِنْ خَطِيئٍ بِفَتْحِ الخَاءِ وَكَسْرِ الطَّاءِ يَخْطَأُ فِي الْمَضَارِعِ، وَيَجُوزُ فِيهِ ضَمُّ التَّاءِ عَلَى أَنَّهُ مِنْ أَخْطَاءٍ، وَالْخَطَأُ يُسْتَعْمَلُ فِي الْعَمَدِ وَالسُّهُوِّ وَلَا يَصِحُّ انْكَارُ هَذِهِ اللَّغَةِ وَيَرُدُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا﴾ [الاسرار: ٣١]- بِفَتْحِ الخَاءِ وَالطَّاءِ وَقُرِّي ﴿خِطْئًا كَبِيرًا﴾ أَيضًا.

قَوْلُهُ تَعَالَى: (لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَانْسَكُمْ وَجِنْتُمْ... الخ) دَلَّتِ الْأَدِلَّةُ السَّمْعِيَّةُ وَالْعَقْلِيَّةُ عَلَى أَنَّ اللَّهَ مُسْتَعْفَنٌ فِي ذَاتِهِ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ، وَأَنَّهُ تَعَالَى لَا يَتَكَبَّرُ بِشَيْءٍ مِنْ مَخْلُوقَاتِهِ، وَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ لَهُ مِلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا، ثُمَّ بَيَّنَّ اللَّهُ مُسْتَعْفَنٌ عَنْ ذَلِكَ، قَالَ تَعَالَى: ﴿اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ﴾. [آل عمران: ١٤]

وَهُوَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَذْهَبَ هَذَا الوجود وَيَخْلُقَ غَيْرَهُ، وَمَنْ قَدَرَ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ كُلَّ شَيْءٍ، فَقَدْ اسْتَفْنَىٰ عَنْ كُلِّ موجودٍ، ثُمَّ بَيَّنَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَنَّهُ مُسْتَفْنَىٰ عَنِ الشَّرِيكَ فَقَالَ تَعَالَىٰ: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ﴾ [الاسراء: ١١١]۔ ثُمَّ بَيَّنَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَنَّهُ مُسْتَفْنَىٰ عَنِ الْمُعِينِ وَالظَّهِيرِ فَقَالَ تَعَالَىٰ: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الدَّلِيلِ﴾ [الاسراء: ١١٢]۔ فَوَصَفَ الْعِزَّ قَائِبًا ابْدَاءً، وَوَصَفَ الدَّلِيلَ مُنْتَفِعًا عَنْهُ تَعَالَىٰ، وَمَنْ كَانَ كَذَلِكَ فَهُوَ مُسْتَفْنَىٰ عَنِ طَاعَةِ الْمُطِيعِ، وَلَوْ أَنَّ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ أَطَاعُوا كَطَاعَةَ اتَّقَى رَجُلٍ مِنْهُمْ، وَبَادَرُوا إِلَىٰ أَوْامِرِهِ وَنَوَاهِيهِ وَلَمْ يُخَالَفُوهُ، لَمْ يَتَكَثَّرْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ بِذَلِكَ، وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ زِيَادَةً فِي مَلِكِهِ، وَطَاعَتُهُمْ إِنَّمَا حَصَلَتْ بِتَوْفِيقِهِ وَإِعَانَتِهِ، وَطَاعَتُهُمْ بِعَمَّةٍ مِنْهُ عَلَيْهِمْ، وَلَوْ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ عَصَوْهُ كَمَعْصِيَةِ الْفَجْرِ رَجُلٍ وَهُوَ إِبْلِيسُ، وَخَالَفُوا أَمْرَهُ وَنَهْيَهُ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَنْقُصْ ذَلِكَ مِنْ كَمَالِ مَلِكِهِ شَيْئًا، فَإِنَّهُ لَوْ شَاءَ أَهْلَكَهُمْ وَخَلَقَ غَيْرَهُمْ فَسُبْحَانَ مَنْ لَا تَنْفَعُهُ الطَّاعَةُ، وَلَا تَضُرُّهُ المَعْصِيَةُ.

قوله تعالى: (فَاعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ وَمَعْلُومٌ أَنَّ الْمِخْيَطَ وَهُوَ الْإِبْرَةُ وَذَلِكَ فِي الْمَشَاهِدَةِ لَا تَنْقُصُ مِنَ الْبَحْرِ شَيْئًا، وَالَّذِي يَتَعَلَّقُ بِالْمِخْيَطِ لَا يَظْهَرُ لَهُ أَثَرٌ فِي الْمَشَاهِدَةِ وَلَا فِي الْوِزْنِ).

قوله تعالى: (فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ) اي: على توفيقه لطاعته.

قوله تعالى: (وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومُنَّ إِلَّا نَفْسَهُ) حَيْثُ أَعْطَاهَا مُنَاهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهَا.

ترجمہ:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) نبی کریم ﷺ سے اور آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”اے میرے بندو بے شک میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کیا اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام قرار دیا پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو اے میرے بندو تم تمام راستے میں بسکتے ہوئے ہو مگر جس کو میں راہ دکھاؤں، مجھ سے ہدایت چاہو (مانگو) میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے مگر وہ جس کو میں کھانا دوں پس مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں، اے میرے بندو تم تمام ننگے ہو مگر جس کو میں لباس پہناؤں پس مجھ سے لباس مانگو تا کہ میں تمہیں لباس پہناؤں۔ اے میرے بندو بے شک تم رات دن غلطیاں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخش دیتا ہوں پس مجھ سے بخشش مانگو کہ میں تمہیں بخش دوں۔ اے میرے بندو تم میرے نقصان تک نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور ہرگز تم میرے نفع تک نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نفع پہنچاؤ۔“

اے میرے بندو اگر تم میں سے سب سے پہلا اور تمہارا سب سے پچھلا، تمہارے انس و جن تم میں سے ایک شخص کے نہایت متقی دل کے مطابق ہو جائیں تو میری بادشاہت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اے میرے بندو اگر تمہارا پہلا اور پچھلا انس و جن سب ایک شخص کے بدکار دل کے مطابق ہوں تو میری بادشاہی میں کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتے۔ اے میرے بندو اگر تمہارا سب سے پہلا، سب سے پچھلا، انس و جن زمین کے ایک کٹڑے پر کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دوں تو اس سے میری ملک سے صرف اتنا ہی کم ہوگا جتنا اس سوئی سے کم ہوتا ہے جسے دریا میں ڈالا جائے (اور ذرہ برابر بھی کمی نہیں کرتی) اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ پائے وہ صرف اپنے ہی نفس کو ملامت کرے۔ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔

اللہ عزوجل کا فرمان، ”اِنِّیْ حَوَمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ“ یعنی میں اس ظلم سے پاک ہو اور ظلم کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ (کیونکہ) بے شک حد سے بڑھنے اور غیر کی ملک میں تصرف کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”فَلَا تَطَاَلَمُوْا“ پس تمہارے بعض بعض پر ظلم نہ کریں۔ (۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”اِنَّكُمْ تَخْطَاوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ“۔ (تخطاؤں) خطی خفاء کے فتح اور طاء کے کسرہ کے ساتھ یخطاء مضارع سے ہے اور اس میں ناء کو ضمہ دینا بھی جائز ہے (اس صورت میں یہ باب افعال) اخطاء سے ہوگا۔

اور خطاء عمد اور سہو میں مستعمل ہوتی ہے۔ اس لغت کا انکار درست نہیں (۴) اور اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان وارد ہوتا ہے، ”اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً کَبِیْرًا“۔ [الاسراء: ۳۱] (۵)

(خطا، خفاء اور طاء کے فتح کے ساتھ ہے اور (خطا کبیرا) بھی پڑھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”لَوْ اِنْ اَوْلٰئِکُمْ وَاٰخِرٰتِکُمْ وَاَنْسَکُمْ وَاَنْسَکُمْ“۔

تمام دلائل سمعیہ و عقلیہ (۶) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ بالذات ہر شے سے مستغنی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی شے کے سبب نہیں بڑھتا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ بے شک تمام آسمانوں اور تمام زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اسی کی ملک ہے پھر یہ بھی بیان کر دیا کہ وہ (ان سب کا مالک ہونے کے باوجود) ان سے مستغنی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”اِنَّ اللّٰهَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ“ [ال عمران ۷۷] (۷) یعنی اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ ایک چیز کا وجود

کر کے اسی کی جگہ دوسری چیز کو پیدا کر دے اور جو ہر شے کو پیدا کرنے پر قادر ہو تو وہ ہر وجود سے بے پرواہ ہے۔ (۸) پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس بات کو بھی بیان کر دیا کہ وہ شریک (ہم سر) سے بے پرواہ ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، "وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ" (۹) [الاسراء ۱۱۱] اور اللہ عزوجل نے اس بات کو بھی بیان فرمایا کہ وہ کسی بھی مددگار سے بے نیاز ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا، "وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذَّلِيلِ" [الاسراء ۱۱۰] (۱۰) پس عزت کا وصف اللہ عزوجل کیلئے ہی ہمیشہ ہمیشہ ثابت ہے اور ذلت کا اس سے ہمیشہ ہمیشہ منتفی ہے تو جو اس طرح ہو (یعنی اعلیٰ اوصاف کا مالک ہو) تو وہ مطیع کی اطاعت سے بے نیاز ہوگا۔

اور اگر ساری مخلوق اطاعت و فرمانبرداری (پرہیزگار) ہو جائے جیسے کہ ان میں سے زیادہ پرہیزگار کا اطاعت کرنا (۱۱) اور اس کے اوامر و نواہی کو باہم بجالانے میں باہم جلدی کریں اور اللہ عزوجل کی بالکل مخالفت نہ کریں تو اللہ عزوجل ان کے سبب نہ بڑھے اور ان کا اطاعت و فرمانبرداری کرنا اس کی ملکیت و بادشاہت میں کچھ بھی اضافہ نہ کرے اور ان کو اطاعت کرنا تو محض اللہ عزوجل کی توفیق و اعانت کے سبب ہے ان کو اطاعت کی توفیق کاملنا اللہ عزوجل کی طرف سے ان پر نعمت ہے اور اگر ساری مخلوق اللہ عزوجل کی نافرمان ہو جائے جیسا کہ ان میں سب سے زیادہ فاسق و فاجر شخص کا نافرمانی کرنا اور وہ شیطان ہے اور اس کے امر و نہی کی مخالفت کریں تو ان کا مخالفت کرنا اللہ عزوجل کو ذرا برابر بھی تکلیف نہ دے اور نہ ہی اس کی کامل ملکیت (بادشاہت) میں کچھ کمی ہو۔ بے شک اگر وہ چاہے تو ان کو ہلاک کر دے اور ان کی جگہ دوسروں کو پیدا فرمادے لہذا پاک ہے وہ (مقدس) ذات جسے نہ اطاعت نفع دے نہ معصیت نقصان دے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، "فَاعْطِثْ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ مَا لَقَّصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمَخْبِطُ إِذَا أَدْخَلَ الْبَحْرَ"۔

اور یہ بات بدلتہ معلوم و مشاہد میں ہے کہ سوئی (کو سمندر میں داخل کر کے نکالا جائے تو) سمندر سے کچھ بھی کمی نہیں کرتی اور جو سوئی کے ساتھ لگے تو اس کیلئے نہ تو اثر ہوتا ہے اور نہ ہی وزن۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان، "لَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيُبْحِدِ اللَّهُ" یعنی اسکی اطاعت کرنے کی توفیق ملنے پر۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، "وَمَنْ وَجَدَ ذَلِكَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومُنْ إِلَّا نَفْسَهُ" اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کو منہی عنہ کاموں میں ڈالا اور نفس کی خواہشات کی پیروی کی۔

شرح: خلاصہ حدیث

اللہ تعالیٰ ایسا حکیم ہے جو سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہے۔

(۱) دیکھئے الحدیث الثامن عشر

(۲) حد سے بڑھنا اور غیر کی ملک میں تصرف کرنا اور برائی کرنا یا برائی کا حکم دینا اللہ عزوجل کی شان کے لائق نہیں

کیونکہ وہ حکیم ہے اور حکیم برائی کا حکم نہیں دیتا۔

اللَّهُ تَعَالَى حَكِيمٌ وَالْكَافِرُ قَبِيحٌ وَالْحَكِيمُ لَا يَأْمُرُ بِهِ۔

اللہ تعالیٰ حکیم (حکمت والا) ہے اور کفر قبیح ہے اور حکیم کفر (برائی) کا حکم نہیں دیتا۔

(اصول الثاشی فصل فیما یرک بہ حقائق الالفاظ ص ۲۷ مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

(۳) ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

(۴) یعنی یہ لغت درست ہے خطا کار کا استعمال عمد و سہو میں ہوتا ہے۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

اس آیت مقدسہ کے تحت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اس آیت کا شان نزول یوں بیان فرماتے ہیں، اہل عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ امیر تو اس لیے کہ ہمارا کوئی داماد نہ بنے اور ہماری مونچھ نیچی نہ ہو، غریب و مفلس اس لیے کہ ہم انہیں شادی میں جھینز کہاں سے دیں گے اور انہیں کہاں سے کھلائیں گے۔ ان غریبوں کو حرکت سے روکنے کیلئے یہ آیت کریمہ اتری۔ یہاں خطا سے مراد گناہ کبیرہ ہے خیال رہے کہ اس قسم کے احکام مومن و کافر سب پر جاری ہیں لہذا کسی کافر کو قتل نفس کی اجازت نہ ہوگی۔ (تفسیر نور العرفان)

(۶) دلائل سمعیہ کسے کہتے ہیں؟ وہ دلائل جن کا تعلق سمع اور نقل سے ہو۔

دلائل عقلیہ کسے کہتے ہیں؟ وہ دلائل جن کا تعلق عقل سے ہو۔

(۷) ترجمہ کنز الایمان: اللہ (یوں ہی) پیدا کرتا ہے جو چاہے۔

(۸) جو ذات جب چاہے، جسے چاہے، جس وقت چاہے کسی کو پیدا کرنے پر قادر ہو وہ تمام وجودوں سے بے پرواہ

ہوتی ہے۔

(۹) ترجمہ کنز الایمان: اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

جیسا کہ مشرکین عرب اور مشرکین ہند کا عقیدہ ہے، مجوسی کہتے ہیں کہ خیر کا خالق یزدان ہے اور شر کا خالق اَہْرَمَنْ، معتزلہ کہتے

ہیں کہ بندہ خود اپنے اعمال کا خالق ہے یہ سب شریک فی الملک بنانے کی صورتیں ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

(۱۰) ترجمہ کنز الایمان: اور کمزوری۔ سے کوئی اس کا حمایتی نہیں۔

اس میں ان مشرکین کی تردید ہے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ رب نے بعض بندوں کو اس لیے اپنا ولی بنایا ہے کہ وہ اکیلا سارے عالم کا انتظام نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کمزور ہے۔ اسلامی عقیدے کے اولیاء اور مشرکین کے عقیدے کے اولیاء میں یہ فرق ہوا کہ اسلام میں رب نے اعزای طور پر بعض کو اپنا ولی بنایا، فرشتوں وغیرہ کے ذمہ انتظام عالم کیانہ کہ کمزوری کی بنا پر۔ (تفسیر نور العرفان)

(۱۱) سب کے پرہیزگار ہونے کی ہمت ایک کا پرہیزگار و مطیع ہونا زیادہ آسان ہوتا ہے اس لیے یہ مثال یہاں

فرمائی تاکہ واقع فی النفس ہو

حدیث، قرآن و حدیث، حدیث قدسی اور قرآن میں فرق۔

حدیث کی تعریف: ”اعْلَمَ أَنَّ الْحَدِيثَ لِمَا اصْطَلَحَ جَمَهُورُ الْمُحَدِّثِينَ يُطْلَقُ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِعْلِهِ وَتَقْرِيرِهِ وَكَذَلِكَ يُطْلَقُ عَلَى قَوْلِ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَفِعْلِهِ وَتَقْرِيرِهِ وَعَلَى قَوْلِ التَّابِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَفِعْلِهِ وَتَقْرِيرِهِ“۔

جمہور محدثین رحمہم اللہ کی اصطلاح میں حضور ﷺ، صحابی اور تابعی رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

قرآن کی تعریف: ”الْكِتَابُ فَالْقُرْآنُ الْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَكْتُوبُ فِي الْمَصَاحِفِ الْمَنْقُولُ عَنْهُ نَقْلًا مُتَوَاتِرًا بِلَا شُبْهَةٍ“۔

قرآن وہ کتاب ہے جو امام الانبیاء ﷺ پر بتدریج نازل کی گئی مصاحف میں لکھی ہوئی ہے اور ان سے بلاشبہ نقل تو اتر سے منقول ہے۔ (مقدمۃ الشیخ مقدمہ فی بیان بعض مصطلحات علم الحدیث مما یکفی فی شرح الکتاب من غیر تطویل واطناب)

حدیث قدسی کی تعریف: ”فَهُوَ مَا أَخْبَرَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ نَبِيَّهُ بِالْهَامِ أَوْ بِالْمَنَامِ فَأَخْبَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ ذَلِكَ الْمَعْنَى بِعِبَارَةٍ نَفْسِيَّةٍ“۔

حدیث قدسی وہ ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام یا نیند کے ذریعے دی ہو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے معنی کو خود بیان فرمایا۔

حدیث اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تابعی علیہ الرحمۃ کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں جس کے الفاظ و معنی ان نفوس قدسیہ کے ہوتے ہیں جبکہ حدیث قدسی میں معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ پیارے آقا ﷺ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

حدیث قدسی اور قرآن میں فرق: ان کے درمیان الفاظ معنی میں تو موافقت ہے کہ حدیث قدسی اور قرآن کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور ان کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مگر ان میں فرق یہ ہے کہ حدیث قدسی میں معنی بغیر فرشتہ کے ملتے ہیں اور قرآن میں فرشتے کے واسطے سے اور حدیث قدسی وحی غیر متلو ہے جبکہ قرآن وحی متلو۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کسی معانی.....﴾

فَلَا تَطَا الْمُؤَا: پس آپس میں تم ظلم نہ کرو۔ ضَالٌّ: گمراہ۔ أَهْلِدُ: واحد متکلم، میں رہنمائی کروں گا۔ تُخَطِّئُونَ: تم خطائیں کرتے ہیں۔ اتقی: زیادہ پرہیزگار۔

تَقَدَّسْتُ: میں پاک ہوں۔ مُجَاوِزَةٌ: بڑھنا۔ مُسْتَعْنٍ: بے پرواہ۔ لَا يَتَكَبَّرُ: وہ زیادہ نہیں ہوتا۔ بَيْنَ: اس نے بیان کیا۔

الْمُعِينُ: مدد کرنے والا۔ الظَّهِيرُ: مددگار۔ وَصْفُ الْعِزِّ: عزت کا وصف۔ بَادِرُوا: جلدی کی انہوں نے۔
أَوَامِرُ: امر کی جمع، احکام۔ نَوَاهِي: نہی کی جمع، ممنوعات۔ الْإِبْرَةُ: سوئی۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْخَامِسُ وَالْعَشْرُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَيْضًا أَنَّ أَنَسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيِ بِالْأَجْرِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيُصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ: (أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ. وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَلِي بُضْعٍ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّهَا أَحَدُنَا شَهْوَةٌ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وَزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّهَا أَحَدُنَا شَهْوَةٌ وَلَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وَزْرٌ؟) اعْلَمْ أَنَّ شَهْوَةَ الْجَمَاعِ شَهْوَةٌ أَحَبُّهَا الْأَنْبِيَاءُ وَالصَّالِحُونَ، قَالُوا: لِمَا فِيهَا مِنَ الْمَصَالِحِ اللَّيْسِيَّةِ وَالنُّبُوِّيَّةِ مِنَ غَضِّ الْبَصْرِ وَكَسْرِ الشَّهْوَةِ عَنِ الزُّنَا وَحَصُولِ النَّسْلِ الَّذِي تَبْمُ بِهِ عِمَارَةُ الدُّنْيَا وَتَكْثُرُ الْأُمَّةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالُوا: وَسَائِرُ الشَّهَوَاتِ يَقْسِي تَعَاطِيهَا الْقَلْبُ، إِلَّا هَذِهِ فَإِنَّهَا تَرَفِّقُ الْقَلْبَ.

ترجمہ:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ مال دار لوگ اجر و ثواب لے گئے وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مالوں کا صدقہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ چیز نہیں بنائی جسے تم صدقہ کرو، بے شک ہر تسبیح صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ اور ہر تہلیل (لا الہ الا اللہ) کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ بڑائی سے روکنا صدقہ ہے اور تم میں سے ہر ایک کی شرمگاہ میں صدقہ ہے“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کیا ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرے تو اس کیلئے اجر ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”ہاں، بتاؤ اگر وہ اسے حرام جگہ استعمال کرتا تو اس پر گناہ نہ ہوتا؟ اسی طرح اگر حلال جگہ میں رکھے گا تو اس کیلئے اجر و ثواب ہوگا“۔ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم میں سے کوئی اپنے شہوت کو پورا کرے تو اس کیلئے ثواب ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ شرمگاہ حرام جگہ میں رکھے تو اس پر گناہ ہوگا؟ (۲)

توجان لے جماع کی شہوت ایسی شہوت ہے جسے انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں نے پسند فرمایا، انہوں نے فرمایا کیونکہ اس میں دینی اور دنیوی مصالِح ہیں جیسے نظر کا نیچے رہنا (۳)، زنا سے شہوت کا توڑنا، اس نسل (اولاد) کا حصول جس کے ساتھ دنیا کی عمارت مکمل ہوتی ہے اور قیامت تک امت بڑھتی ہے۔ انہوں نے فرمایا جو تمام شہوات کو لاتا ہے اس کے دل کو سخت کر دیتی ہیں مگر یہ جماع کی شہوت بے شک دل کو نرم کرتی ہے (۴)۔

شرح: خلاصہ حدیث

نیکوں میں حریص ہونا چاہیے (کہ ہر نیک کام میں آدمی بڑھ چڑھ کر شامل ہو)۔

(۲) معلوم ہوا قیاس و اجتہاد کرنا بالکل جائز ہے کیونکہ امام الانبیاء ﷺ نے اجتہاد فرمایا کہ اگر خلاف شرع کام کرنے پر گناہ ہے تو موافق شرع کرنے پر ثواب ہوگا۔

(۳) چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی فطرت سے ہیں۔

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَامَعْشَرَ الشَّابِّ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصُّومِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ“ (صحیح البخاری، صحیح المسلم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے جوانو کی جماعت تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ نیچی کرنے والا ہے اور شرمگاہ کا محافظ اور جو طاقت نہ رکھے وہ روزے لازم کرے کہ یہ روزے اس کی حفاظت ہیں۔

(۴) ”عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْمَرْءَةَ تَقْبَلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتَدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدَكُمْ امْرَأَةً فَلْيَاتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ“

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے اور شیطان کی صورت ہی میں جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت بھلی (اچھی) معلوم ہو اور اس کے دل میں کچھ دوسوسہ پڑ جائے تو اپنی بیوی کی طرف آئے یعنی مخصوص فعل کرے۔ پس بیوی کے پاس آنا، اس کے دل کے دوسوسہ کو دفع کرے گا۔

(صحیح مسلم ج ۱ کتاب النکاح صفحہ ۴۴۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ملا علی قاری اس حدیث مبارکہ کے تحت مرقاة المفاتیح میں فرماتے ہیں ”وَلَيْسَ لَهُ أَنْ لَا تَأْسَ بِالرَّجُلِ أَنْ يَطْلُبَ امْرَأَةً تَهِيَ الْوِقَاعَ فِي النَّهَارِ وَإِنْ كَانَتْ مُشْتَبِلَةً بِمَا يُمْكِنُ تَرَكَهُ لِأَنَّهُ غَلَبَتْ عَلَى الرَّجُلِ شَهْوَتُهُ فَيُعْضِرُ بِالتَّأْخِيرِ فِي بَدَنِهِ أَوْ قَلْبِهِ“۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوہر کے اپنی بیوی کو دن میں مخصوص فعل (وطی) کیلئے بلانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ بیوی ضروری کام میں مصروف ہو کیونکہ اکثر جوش شہوت بدن و قلب کو بیمار کر دیتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب انظر الی الخلوۃ و بیان العورات الفصل الاول صفحہ ۲۵۵ مکتبہ شہید یہ)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

الْأَجُورُ: أَجْرٌ كِى جَمْع - فُضُولٌ: زِیَادَةٌ، اِضَافِیٌّ - تَهْلِيلَةٌ: كَلِمَةٌ طَیِّبَةٌ -

بُضْعٌ: شَرْمَاةٌ - وَرْزٌ: كِنَاةٌ - أَحَبُّ: پَسِنْدَ كِیَا - غَضٌّ: جَمْحَانَا - كَسْرٌ: تَوَزُّنَا - عِمَارَةُ الدُّنْيَا: دُنْيَا كَا آبَاد

كِرْنَا - تَعَاطَى: سَخَتْ هُوْتَا هِیْ -

☆.....☆.....☆.....☆

﴿..... الْحَدِيثُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي ذَاتِهِ لَتَحْمِلَ لَهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتَمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ) وَالسُّلَامَى أَعْضَاءُ الْإِنْسَانِ، وَذَكَرَ أَنَّهَا ثَلَاثٌ مِائَةٌ وَسِتُّونَ عُضْوًا عَلَى كُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ، وَكُلُّ عَمَلٍ بِرٍّ مِنْ تَسْبِيحٍ أَوْ تَهْلِيلٍ أَوْ تَكْبِيرٍ أَوْ خُطْوَةٍ يَخُطُّهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، فَمَنْ آذَى هَذِهِ فِي أَوَّلِ يَوْمِهِ فَقَدْ آذَى زَكَاةَ بَدَنِهِ فَيَحْفِظُ بَقِيَّتَهُ. وَجَاءَ فِي الْحَدِيثِ: (أَنَّ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الضُّحَى تَقُومُ مَقَامَ ذَلِكَ).

وَفِي الْحَدِيثِ: (يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ صَلِّ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَوَّلِ الْيَوْمِ أَكْفِكَ فِي أَوَّلِ الْيَوْمِ وَأَكْفِكَ فِي آخِرِهِ).

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے روزانہ جس دن سورج طلوع ہوتا ہے تو دو آدمیوں کے درمیان عدل کرے تو یہ صدقہ ہے آدمی کی اس کی سواری میں مدد کرے کہ اس کو اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان سواری پر رکھوائے تو یہ صدقہ ہے اچھی بات صدقہ ہے۔ ہر ایسا قدم جو تو نماز کی طرف اٹھائے صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرے تو یہ صدقہ ہے۔“

روایت کیا اسے امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ“ ”سُلَامَى“ انسانی اعضاء (جوڑ) کو کہتے ہیں (۲) اور ذکر کیا گیا ہے کہ تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں جس میں سے ہر جوڑ پر ہر روز صدقہ ہے (اور صدقہ ادا کرنا بہت ہی آسان ہے کیونکہ) ہر نیک عمل صدقہ ہے مثلاً تسبیح، تہلیل (کلمہ) تکبیر ایسا قدم جسے وہ نماز کی طرف اٹھاتا ہے پس جس نے اپنے دن کے اول حصہ میں یہ ادا کیا تو تحقیق اس نے اپنے بدن کی زکوٰۃ ادا کر دی لہذا وہ بقیہ دن میں اس کی حفاظت کرے۔ اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ بے شک چاشت کی دو رکعت (ادا کرنا) اس کے قائم مقام ہے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے ابن آدم میرے لئے دن کے اول میں چار رکعت نماز پڑھ میں دن کے اول و آخر میں تیری کفایت کروں گا

شرح: خلاصہ حدیث

انسان پر منعم کا شکر ادا کرنا لازم ہے اور صدقہ دیتے رہنا چاہیے۔
(۱) دیکھئے الحدیث التاسع۔

(۲) سلامی سین کے پیش سے ہے جس کے لغوی معنی ہیں عضو، ہڈی اور جوڑیہاں تیسرے معنی مراد ہیں۔ انسان کے بدن میں ۳۶۰ جوڑے ہیں اگرچہ ہمارا ہر رنگٹ اللہ عزوجل کی نعمت ہے مگر ہر جوڑے اس کی بے شمار نعمتوں کا مظہر ہے اس لئے خصوصیت سے اس کا شکر یہ ضروری ہو اور یہاں صدقہ سے مراد نیک عمل ہے۔

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سَعَتَيْنِ وَقَلَابٍ مِائَةَ مَفْصَلٍ مِنْ كَبَرِ اللَّهِ وَحَمْدِ اللَّهِ وَهَلْلِ اللَّهِ وَسَبْحِ اللَّهِ وَاسْتِغْفَرِ اللَّهِ وَعَزَلِ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ سُوكَاةً أَوْ عَظْمًا أَوْ أَمْرًا مَعْرُوفًا أَوْ نَهْيًا عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السَّعَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ مِائَةَ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَلْبٌ خَرَجَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اولادِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہر انسان تین سوساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا تو جو اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہے، اس کی حمد کرے، تہلیل کرے، تسبیح پڑھے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے، لوگوں کے راستے سے پھریا کاٹھیا ہڈی ہٹادے یا اچھی بات کا حکم دے یا برائی سے منع کرے ان تین سوساٹھ کی گنتی کے برابر تو وہ اس دن کی طرح چلے گا کہ اپنی جان کو آگ سے دور کرے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب فضیلت الصدقۃ الفصل الاول صفحہ ۱۶۸ مکتبہ امدادیہ)

اس حدیث مبارکہ میں انسان کی قید اس لیے لگائی تاکہ اس سے فرشتے اور جنات نکل جائیں کہ نہ ان کے جسموں میں اتنے جوڑے ہیں نہ ان کے احکام، ہمارے یہ جوڑے انگلی کے پوروں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ہیں اگر ان میں سے ایک جوڑے خراب ہو جائے تو زندگی دشوار ہو جائے۔ قدرت نے ہڈی کو ہڈی میں اس طرح پیوست کیا ہے کہ کوڑکی چول کی طرح ہڈی گھومتی ہلتی ہے اس کے باوجود نہ گھمتی ہے نہ خراب ہوتی ہے۔

(۳) اس جگہ نماز سے مراد نماز چاشت ہے۔ نماز چاشت ادا کرنے کا وقت آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک ہے اور سورج جب عین سر پر آ جاتا ہے اس وقت کو نصف النہار یا ضحیٰ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس وقت نماز پڑھنا منع ہے البتہ اس نماز کو نماز

اشراق پڑھنے کے فوراً بعد بھی پڑھنا جائز ہے۔ اس نماز چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور افضل بارہ ہیں کہ حدیث مبارکہ میں ہے جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

مُسَلَّمِي: جوڑ۔ تُعِينُن: وہ مدد کرتی ہے۔ (مذکر حاضر کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے)
بِر: نیکی۔ خَطْوَةٌ: قدم۔ اَدَى: ادا کیا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ.....﴾

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِيِّ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
وَعَنْ وَابِصَةَ بِنْتِ مَعْبُدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: (جِئْتِ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: (اسْتَفْتِ قَلْبَكَ، الْبِرُّ مَا إِطْمَأْنَنْتَ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَإِطْمَأْنَانَ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَإِنْ أَلْفَاكَ النَّاسُ وَافْتَوَكَ).

حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَيْنَاهُ فِي مُسْنَدِي الْإِمَامَيْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَالدَّارِمِي بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِيِّ) وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ فِي حُسْنِ الْخُلُقِيِّ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: الْبِرُّ أَمْرٌ هَيِّنٌ، وَجَهَةٌ طَلَّقَ وَلِسَانَ لَيِّنٌ. وَقَدْ ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةً جَمَعَتْ أَنْوَاعَ الْبِرِّ فَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ) أَي: إِخْتَلَجَ وَتَرَدَّدَ وَلَمْ تَطْمَئِنَّ النَّفْسُ إِلَى فِعْلِهِ، وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ يُرَاجِعُ قَلْبَهُ إِذَا أَرَادَ الْإِلْقَامَ عَلَى فِعْلٍ شَيْءٍ فَإِنْ إِطْمَأْنَنْتَ عَلَيْهِ النَّفْسُ فَعَلَهُ وَإِنْ لَمْ تَطْمَئِنَّ تَرَكَهُ، وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَى الشُّبْهَةِ فِي حَدِيثِ (الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ). وَيُرْوَى أَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَوْصَى بَنِيهِ بِوَصَايَا، مِنْهَا أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَرَدْتُمْ فِعْلَ شَيْءٍ فَإِنْ اضْطَرَبَتْ قُلُوبُكُمْ فَلَا تَفْعَلُوهُ، فَإِنِّي لَمَّا دَنَوْتُ مِنْ أَكْلِ الشَّجَرَةِ اضْطَرَبَ قَلْبِي عِنْدَ الْأَكْلِ. وَمِنْهَا: أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَرَدْتُمْ فِعْلَ شَيْءٍ فَإِنْ نَظَرُوا فِي عَالِيَتِهِ فَإِنِّي لَوْ نَظَرْتُ فِي عَالِيَةِ الْأَكْلِ مَا أَكَلْتُ مِنَ الشَّجَرَةِ. وَمِنْهَا: أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَرَدْتُمْ فِعْلَ شَيْءٍ فَاسْتَشِيرُوا الْأَخْيَارَ فَإِنِّي لَوِ اسْتَشَرْتُ الْمَلَائِكَةَ لِأَشَارُوا عَلَيَّ بِتَرْكِ الْأَكْلِ مِنَ الشَّجَرَةِ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ) لِأَنَّ النَّاسَ قَدْ يَلُومُونَ الْإِنْسَانَ عَلَى أَكْلِ الشُّبْهَةِ وَعَلَى أَخْلِهَا وَعَلَى نِكَاحِ امْرَأَةٍ قَدْ قِيلَ: إِنَّهَا أَرْضَعَتْ مَعَهُ، وَلِهَذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ) وَقَدْ قِيلَ: وَكَذَلِكَ الْحَرَامُ إِذَا تَعَاطَاهُ الشَّخْصُ يَكْرَهُ أَنْ يَطَّلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ، وَمِثَالُ الْحَرَامِ الْأَكْلُ مِنْ مَالِ الْغَيْرِ، لِأَنَّهُ يَجُوزُ إِنْ كَانَ يَتَحَقَّقُ رِضَاهُ، فَإِنْ شَكَّ فِي رِضَاهُ حُرْمَ الْأَكْلِ، وَكَذَلِكَ التَّصَرُّفُ فِي الْوَدِيعَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا، فَإِنَّ النَّاسَ إِذَا أَطْلَعُوا عَلَى ذَلِكَ اتَّكُرُوا عَلَيْهِ، وَهُوَ يَكْرَهُ إِطْلَاعَ

النَّاسِ عَلَى ذَلِكَ لِأَنَّهُمْ يَنْكُرُونَ عَلَيْهِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (مَا حَاكَ لِي النَّفْسُ، وَإِنَّ أَلْتَاكَ النَّاسُ وَالْعَوَاكِبُ) مثاله الهدية إذا جاء نك من شخص، غالب ماله حرام، وترددت النفس في جلبها، وألتاك المفتي بحل الأكل فإن الفتوى لا تزيل الشبهة، وكذلك إذا أخبرته امرأة بالله ارتضع مع فلان، فإن المفتي إذا ألتاه بجواز نكاحها لعلم استكمال النصاب لا تكون الفتوى منزلة للشبهة، بل ينبغي الورد وإن ألتاه الناس، والله أعلم.

ترجمہ:

حضرت نواس بن سمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے اس پر لوگوں کا مطلع ہونا پسند نہ ہو۔ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

اور حضرت والبعہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تو نیکی کے بارے میں پوچھنے کیلئے آیا ہے میں نے عرض کی جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا، ”اپنے دل سے پوچھ لے نیکی وہ ہے جس پر تیرا نفس مطمئن ہو اور اس پر اطمینان قلبی بھی ہو اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور سینے میں شک پیدا ہو، اگرچہ لوگ تجھے فتویٰ دیں اگرچہ لوگ تجھے فتویٰ دیں۔“

یہ حدیث حسن ہے جسے ہم نے روایت کیا دو اماموں احمد بن حنبل اور دارمی علیہما الرحمۃ کی مسندوں سے اسناد حسن کے ساتھ۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”أَلْبِرُ حُسْنُ الْخُلُقِ“ تحقیق حسن خلق کے بارے میں کلام گزر گیا۔ (۲)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ”اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی آیت کا ذکر فرمایا جس نے نیکی کی انواع کو جامع ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”وَلَكِنَّ الْبِرَّ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ بِالْآخِرِ“ [البقرہ ۱۷۷] (۳)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَأَلْتُمُ مَا حَاكَ لِي النَّفْسُ“ یعنی کھٹکے، شک میں ڈالے اور اس کے کرنے پر دل مطمئن

نہ ہو اور حدیث (مبارکہ) میں اس بات پر دلیل ہے کہ بے شک جب انسان کسی شے کے کرنے پر قدم اٹھاتا ہے تو اس کا دل (۴)

لوثا ہے پس اگر اس پر اس کا دل مطمئن ہو تو اسے کر لے اور اگر مطمئن نہ ہو تو اسے ترک کر دے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ بَیِّنَ وَالْحَرَامِ بَیِّنَ“ والی حدیث میں شبہہ پر کلام ہو گیا اور روایت کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام

نے اپنے بیٹوں (اولاد) کو چند وصیتیں فرمائیں۔

اس میں سے ایک یہ تھی جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو اگر اس پر تمہارے دل مضطرب (بے چین) ہوں تو اسے مت کرو بے شک جب میں درخت کو کھانے کیلئے قریب ہوا تو میرا دل مضطرب ہوا۔ (۵)

اس میں سے دوسری یہ تھی جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے انجام پر نظر رکھو بے شک اگر میں درخت سے کھانے کے انجام میں نظر کرتا تو درخت سے نہ کھاتا۔

اس میں سے تیسری یہ تھی جب تم کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرو تو بہت زیادہ لوگوں سے مشورہ کر لو بے شک اگر میں ملائکہ سے مشورہ کرتا تو ضرور وہ مجھے درخت سے نہ کھانے پر مشورہ دیتے۔ (۶)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَكْرِهْتَ أَنْ يَطَّلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ“ کیونکہ لوگ انسان کو شبہ والی چیز کے کھانے اس کے لینے اور ایسی عورت کے ساتھ نکاح پر ملامت کرتے ہیں جس کے بارے میں کہا گیا ہو کہ اس نے تو تیرے ساتھ دودھ پیا ہے (۷) اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”وَالْإِنَّمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ“ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھلے اور کہا گیا ہے (امثلہ بیان کی گئی ہے) اسی طرح جب کوئی شخص مال حرام لائے (کمائے) تو وہ لوگوں کے (اس کے اس فعل فحش پر) مطلع ہونے کو پسند نہیں کرتا اور حرام کی مثال غیر کے مال سے کھانا ہے (کہ جب غیر کے مال سے کھائے تو کھانے والا لوگوں کے اس فعل پر مطلع ہونے کو پسند نہیں کرتا البتہ) مال کھائے تو کھانے والے کی رضامندی متحقق ہو تو اس کا کھانا جائز ہے اور اگر اس کی رضامندی میں شک (شبہ) ہو تو کھانا حرام اور اسی طرح صاحب ودیعت کی اجازت کے بغیر ودیعت میں تصرف کرنا، بے شک کہ جب لوگ اس پر مطلع ہو گئے تو وہ لوگ اسے اس فعل پر پسند نہیں کریں گے اور خیانت کرنے والا خیانت پر لوگوں کے مطلع ہونے کو پسند نہیں کرتا کیونکہ لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ (۸)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَافْتَوَكَ“ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص تیرے پاس تحفہ لائے اور اس شخص کے تحفہ میں حرام غالب ہو اور اس کے حلال ہونے میں دل متردد ہو اور مفتی تجھے اس کے کھانے کی حلت (حلال) کا فتویٰ دے دے تو بے شک فتویٰ شبہ کو زائل نہیں کرے گا (۹) اسی طرح جب کسی عورت نے کسی شخص کو خبر دی کہ تو نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے (اور تیرے دل میں اس کے حلال ہونے کا شبہ پیدا ہو) لہذا جب مفتی اس کے نکاح کے جواز کا فتویٰ دے نصاب مکمل نہ ہونے کی وجہ سے تو فتویٰ شبہ کو زائل نہیں کرے گا بلکہ تقویٰ کو اختیار کرنا مناسب ہے اگرچہ اسے لوگ بھی فتویٰ دیں (۱۰) واللہ اعلم۔

شرح: خلاصہ حدیث

جسم انسانی میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جسے جسم کا بادشاہ کہتے ہیں۔ وہ بادشاہ جسم ہر فعل کے اچھایا برا ہونے کا ترازو ہے لہذا جب انسان کو اچھے برے فعل کا عمل اپنے دل سے ہو جاتا ہے تو اسے چاہیے کہ اعمال صالحہ کرے۔

(۱) حضرت نواس بن سمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نواس اور والد کا نام سمان ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی وفد لے کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی حضرت نواس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے پرہیزگار متقی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت جبیر بن نفیر اور بشر بن عبد اللہ اور ایک جماعت نے احادیث روایت کیں۔ ۵۰ ہجری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔ حضرت والبعہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو سالم ہے۔ پہلے کوفہ میں سکونت پذیر رہے پھر رقبہ کی طرف تشریف لے گئے اور آخری وقت تک وہیں ٹھہرے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کیں۔ آپ کثرت سے روتے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رہتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رقبہ میں وفات پائی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ج ۵ حرف الواو صفحہ ۳۷۶)

(۲) دیکھئے الحدیث الثامن۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت پر۔

معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے پہلے ایمان لاؤ پھر نیک عمل کرو کیونکہ جڑ شاخوں سے پہلے ہوتی ہے۔ ایمان جڑ

ہے اور اعمال شاخیں، ایمان میں سب سے اول رب پر ایمان ہے۔

(تفسیر نور العرفان)

(۴) یعنی بھلائی اور برائی پر لوٹتا ہے اور دل بتاتا ہے کہ یہ کام اچھا ہے یا برا۔

(۵) ”وَلَا تَقْرَبْهَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونُوا مِنَ الظَّالِمِينَ“ [البقرہ: ۳۵]

ترجمہ کنز الایمان: مگر اس بیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اس آیت مقدسہ کے تحت تحریر کرتے ہیں، یہاں ظلم شرک کے معنی میں نہیں بلکہ ظلم بمعنی

خطاوار ہے۔ اب جو نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے کہ وہ نبی کی توہین کرتا ہے۔ نبی یہ لفظ خود اپنے لیے فرمادیں تو یہ اکسار ہے، رب فرما دے تو وہ مالک و مختار ہے، بندوں کا یہ کہنے کا حق نہیں۔
(تفسیر نور العرفان)

(۶) ہر معاملہ میں کسی سے مشورہ کرنا بہتر ہوتا ہے یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معاملات

میں مشورہ کرنے کا حکم فرمایا

اللہ عزوجل نے فرمایا،

”وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ“
[ال عمران ۱۵۹]

ترجمہ کنز الایمان: اور کاموں میں ان سے مشورہ کرو اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

شان نزول: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کے بارے میں اتری کہ آپ ﷺ ان سے مشورہ فرمایا کریں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے رب عزوجل نے ابو بکر و عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ لینے کا حکم فرمایا (نیز) اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات سرکار کے شاندار وزیر ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

مشورہ کی تعریف: سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی سورہ ال عمران کی آیت وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کے تحت

مشورہ کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں، ”کسی امر میں رائے دریافت کرنا۔“
(خزانة العرفان تفسیر کنز الایمان سورہ ال عمران)

(۷) ایسی عورت رضائی بہن کہلاتی ہے جس سے نکاح درست نہیں ہوتا اور ویسے بھی عام لوگ ملامت کرتے ہیں کہ

کس قدر بے غیرت ہے کہ بہن کو بیوی بنایا۔

(۸) کہ لوگوں اور صاحب و دیعت کو پتہ چلنا خائن کو پسند نہیں۔

(۹) ایسی عورت کو رضائی بہن کہتے ہیں جو خلاف شرع تو ہے ہی مگر خلاف عادت ناس بھی ہے کہ ایسا برا فعل کرنے

والے کو ملامت کیا جاتا ہے۔

(۱۰) مدت رضاعت: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا

لڑکی اور یہ جو بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ حکم دودھ پلانے کا

ہے اور نکاح حرام ہونے کیلئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگر چہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر

دودھ پلا دے گی حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا تو حرمت نکاح نہیں اگر چہ پلانا جائز نہیں۔

(بہار شریعت جلد دوم حصہ ہفتم دودھ کے رشتہ کا بیان صفحہ ۳۶)

امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایک دوش وغیرہ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ”لَا حَرَمَ الْمُسْتَأْنِ وَلَا الْمَلَجَةَ وَلَا الْمَلَجَةَ“۔

ایک دوش اور ایک دوہار چوسنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

عند الاحناف رحمہم اللہ ایک دوش سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”وَأُمَّهَاتُكُمُ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ“۔

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا۔

یہ آیت عام غیر مخصوص البعض ہے جو کہ لزوم عمل کے اعتبار سے خاص کی طرح ہوتا ہے یعنی اگر اس کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس آجائے تو ان کو جمع کرنا ممکن ہو تو جمع کیا جائے وگرنہ خبر واحد اور قیاس کو ترک کر دیا جائے گا اور امام شافعی کی دلیل خبر واحد ہے اور خبر واحد سے قرآن کے خاص یا عام غیر مخصوص البعض سے زیادتی درست نہیں۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

الْأَيْمُ: گناہ۔ حَاكٌ: جو کھلے۔ اِسْتَفْتِ: تو فتویٰ لے۔

اِطْمَأَنَّتُ: مطمئن ہو۔ يُوَجِّعُ: لوٹے، رجوع کیا۔ تَقَدَّمَ: گزر گیا۔ يُرْوَى: روایت کیا جاتا ہے۔

بَيْنِيهِ: اپنے بیٹوں کو۔ بَيْنَيْنَ: نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ وَصَايَا: وصیت کی جمع۔ ذَنُوتٌ: میں قریب ہوا۔

أَخْيَارٌ: خیر کی جمع، سب سے بہتر (افراد)۔

لَا حَارُؤًا: ضرورہ مشورہ دیتے۔ تَعَاطَاهُ: تَعَاطَى تَحَاى مَاقْبَل مَفْتُوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدلی اورہ ضمیر

مفعول ہے۔ اَلْوَدِيْعَةُ: امانت، جمع وَذَائِعُ۔ اِرْتَضَعَ: اس نے دودھ پلایا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي نَجِيحٍ الْعَرَبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (1) قَالَ: وَعَظَّنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَجِلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذُرَّتْ مِنْهَا الْعُيُونُ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّهَا مَوْعِظَةٌ مُودِعٌ فَأَوْصِنَا، قَالَ: (أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ لَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، لَعَلَّيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَإِنَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قوله: (وَعَظَّنَا) أَلَوْعَظُ هُوَ التَّخْوِيفُ.

قوله: (وَذُرَّتْ مِنْهَا الْعُيُونُ) أَي: بَكَتْ وَدَمَعَتْ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي) أَي: عِنْدَ اخْتِلَافِ الْأُمُورِ الزَّمَوِ اسْتَبْتِي، وَعَضُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ، وَهِيَ مُؤَخَّرُ الْأَضْرَاسِ، وَقِيلَ: الْأَنْبِيَابُ، وَالْإِنْسَانُ مَعَى عَضِّ بِنَوَاجِدِهِ كَانَ يَجْمَعُ أَسْنَانَهُ فَيَكُونُ مَبَالِغَةً، فَمَعْنَى الْعَضِّ عَلَى السُّنَّةِ الْأَخْذُ بِهَا وَعَدْمُ إِيْتَابِ آرَاءِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبَدْعِ، وَ"عَضُوا" فِعْلٌ أَمْرٌ مِنْ عَضَّ يَعْضُ، وَهُوَ يَفْتَحُ الْعَيْنَ، وَضَمَّهَا لَحْنٌ، وَلِلذَلِكَ تَقُولُ: بُرِّ أُمَّكَ يَا زَيْدُ، لِأَنَّهُ مِنْ بُرِّ يَبْرُؤُ وَلَا تَقُولُ، بُرُّ أُمَّكَ بِضَمِّ الْبَاءِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، يُرِيدُ الْأَرْبَعَةَ وَهُمْ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ.

ترجمہ:

حضرت ابونجیح العرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسا وعظ (بیان) ارشاد فرمایا جس سے دل دہل گئے اور آنکھیں اٹھ گئیں پس ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گویا یہ الوداع کہنے والے کا وعظ ہے ہمیں وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ عزت و بزرگی والے سے ڈرنے، حکم سننے اور ماننے کی نصیحت کرتا ہوں اگرچہ کوئی غلام تمہارا امیر بنے بے شک تم میں سے جو زندہ رہا وہ عنقریب بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا لہذا تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو اختیار کرنا لازم ہے اسے داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑو نئے کاموں سے بچو پس بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت سیہ گرا ہی ہے۔“

روایت کیا سے امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

ابو نوح العریاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان، ”وَعظمتنا“۔

وعظمتنویف (ڈرانا، خوف دلانا) کو کہتے ہیں۔

ابو نوح العریاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان، ”وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ“ یعنی آنکھیں روئیں اور آنسو بہائے۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي“ یعنی اختلاف امور کے وقت میری سنت کو لازم پکڑو اور اسے (سنت کو)

داڑھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑو اور نواجذ چھلی (آخری) داڑھوں کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ نواجذ وہ انیاب ہیں (۳) اور جب

انسان اپنی داڑھوں کے ساتھ کسی شے کو پکڑتا ہے تو گویا کہ اس کے تمام دانت جمع ہو جاتے ہیں۔ پس یہ مبالغہ ہے (۴) ”أَلْقَضُ

عَلَى السُّنَّةِ“ کا معنی ہے سنت کو لازم پکڑنا اور اہل حواء و بدع کی پیروی نہ کرنا۔

”عَضُوا“ عض بعض بفتح العين سے فعل امر ہے۔ اس کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا لحن (غلط) ہے، اسی وجہ سے تو کہے گا

”بَرَأُكَ يَا زَيْدُ“ زید اپنی ماں سے نکلی کر کیونکہ یہ برئ سے فعل امر ہے اور برئ اُتَمَّك بَاء کے ضمہ کے ساتھ نہیں کہے گا (۵)۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”وَسُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاهِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ“ اس سے چار صحابہ کرام علیہم الرضوان مراد ہیں (۱)

حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہم (۶)

☆.....☆.....☆.....☆

خلاصہ حدیث

شرح:

سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روشنی میں اعمال صالحہ اختیار کرو۔

(۱) حضرت ابو نوح العریاض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی العریاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو نوح کنیت ہے۔ حضرت عریاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اوائل اسلام کے صحابی ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے نمبر پر اسلام لائے اور اہل صفہ میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۷۵

ہجری میں وصال فرمایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات کی تعداد ۳۱ ہے۔

(شرح اربعین نوویہ فی الاحادیث الصحیحہ النبویہ الحدیث الثامن والعشرون صفحہ ۱۰۲ مکتبہ المدینہ)

(۲) یعنی محبت رسول ﷺ، فراق رسول ﷺ کی وجہ سے روئے۔ معلوم ہوا محبت رسول ﷺ میں رونا صحابہ کرام علیہم

الرضوان کی سنت ہے۔

(۳) دانتوں کی اقسام:

عموماً انسان کے منہ میں ۳۲ دانت ہوتے ہیں اور یہی مشہور ہے اور قراء حضرات کے نزدیک تمام دانتوں کو دو حصوں میں

تقسیم کیا گیا ہے یعنی دانت اور داڑھیں جس میں ۱۲ دانت اور ۲۰ داڑھیں ہیں۔

لہذا انسانی دانتوں کی چھ اقسام ہیں:

(۱) ثنایا (۲) رباعیات (۳) انیاب (۴) ضواحک (۵) طواحن (۶) نواجذ

(۱) ثنایا: سامنے والے دو اوپر اور دو نیچے کل چار دانت، ثنایا کی دو قسمیں ہیں،

(۱) ثنایا یا علیاء اوپر والے دو دانت (۲) ثنایا سفلی نیچے والے دو دانت۔

(۲) رباعیات: ثنایا کے دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار دانت۔

(۳) انیاب: رباعیات کے دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار دانت۔

(۴) ضواحک: انیاب کے دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار داڑھیں۔

(۵) طواحن: ضواحک کے دائیں بائیں اوپر نیچے تین تین کل بارہ داڑھیں۔

(۶) نواجذ: طواحن کے دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک کل چار داڑھیں۔

نوٹ: دائیں طرف کے دانتوں کو یمنی اور بائیں طرف والوں کو یسری کہتے ہیں اور یہاں حدیث میں نواجذ سب سے

(نصاب التجدید خارج کا بیان صفحہ ۱۳ مکتبہ المدینہ)

آخری قسم کو ذکر فرمایا گیا۔

(۴) یہاں سنت کو داڑھوں سے حقیقی طور پر پکڑنا مراد نہیں بلکہ سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کرنے کی ترغیب و اہمیت مراد

ہے کہ لازمی طور پر سنتوں پر عمل کرو اور خرافات کو ترک کرو۔ کیونکہ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے اور ہر مکروہ کا ترک سنت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ فیض الرسول)

(۵) عَضُوا صیغہ جمع مذکر امر حاضر مثبت معروف از باب فعل بالفعل سمع۔ سمع مضاعف اس کا عین کلمہ مفتوح العین

ہوگا مضموم المعین پڑھنا درست نہیں کیونکہ یہ باب سمع سے ہے جیسے ہُوَ یَسُرُّ سے صیغہ واحد مذکر سے فعل امر حاضر مثبت معروف برآتا

ہے جیسے ہُوَ أَمَّكَ يَا زَيْدًا لے زید اپنی ماں سے نیکی کر۔

(۶) چاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امت محمدیہ ﷺ میں افضل ترین حضرات ہیں اور ان ہی کو خلفاء راشدین رضی

اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں۔



﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

ذَرَفْتُ: بہ گئی۔ اَلْمَهْدِيَيْنِ: ہدایت یافتہ۔ اَوْصِي: وصیت فرمائیے۔ فَسَيَرِي: عنقریب وہ دیکھے گا۔ تَأَمَّرَ: امیر بنا۔ عَضُوا: تم پکڑو۔ مُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ: نئے کام۔ تَخَوَّفْتُ: خوف دلانا۔ بَغْتُ: روئے۔
الزُّمُورُ: تم لازم پکڑو، فعل امر حاضر معروف۔ اَضْرَأَسْ: ڈاڑھ کے دانت، مفرد ضمیر من آتا ہے۔ اَنْبِيَاءُ بَنُوكَ دَارِ دانت لَحْنٌ: غلطی۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُونَ.....﴾

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ: (لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسْرَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ. ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ لِي جُوفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَعْمَلُونَ﴾ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَكَ ذَلِكَ كُفْلِهِ؟ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ وَقَالَ: كُفِّ عَنكَ هَذَا. قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخِدُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: لِكَلَّتْكَ أُمُكَ يَا مُعَاذُ. وَهَلْ يَكُفُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ قَالَ: عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ السِّنْتِهِمْ) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ) أَي: أَعْلَاهُ، (وَمَلَكَ الشَّيْءِ) بِكَسْرِ الْمِيمِ: أَي: مَقْصُودُهُ. قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لِكَلَّتْكَ أُمُكَ) أَي: لَقَدْتُكَ، وَلَمْ يَقْصِدْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقِيقَةَ الدُّعَاءِ بَلْ جَرَى ذَلِكَ عَلَى عَادَةِ الْعَرَبِ فِي الْمَخَاطَبَاتِ، (وَحَصَائِدُ السِّنْتِهِمْ) جِنَايَاتُهَا عَلَى النَّاسِ بِالْوُقُوعِ فِي أَعْرَاضِهِمْ وَالْمَشْيُ بِالنَّمِيمَةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَجِنَايَاتِ اللِّسَانِ: الْغَيْبَةُ، وَالنَّمِيمَةُ، وَالْكَذِبُ، وَالْبُهْتَانُ، وَكَلِمَةُ الْكُفْرِ، وَالسُّخْرِيَّةُ، وَخَلْفُ الْوَعْدِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾. [الصف: 3]

ترجمہ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل ارشاد فرمائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور رکھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”تم نے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے بے شک یہ بات ہر اس شخص پر آسان ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ شریف کا حج کرو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں نیکی کے دروازوں پر رہنمائی نہ کروں، روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کارات کے درمیان میں نماز پڑھنا، پھر آیت تلاوت فرمائی، ان کے پہلو بستر سے الگ ہو جاتے ہیں یا عملوں تک۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ستون اور کوہان کی چوٹی نہ بتاؤں، میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ

نے فرمایا سب سے عظیم کام اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے پھر فرمایا کیا تمہیں ان تمام باتوں کی بنیاد نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا، اسے روک رکھو، میں نے عرض کیا اے اللہ عزوجل کے نبی ﷺ کیا ہماری گفتگو پر بھی مواخذہ ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے تمہاری ماں روئے لوگوں کو ان کے چہروں کے بل یا ان کے نتھنوں کے بل انکی زبانوں سے نکلی ہوئی باتوں کے سوا کون سی چیز گرائے گی۔“ روایت کیا اسے امام ترمذی نے فرمایا اور حدیث حسن صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”و ذروة سنامہ“ یعنی کوہان کی بلندی اور ”ملاک الشیء“ میم کے کسرہ کے ساتھ یعنی اس کے مقصود و بنیاد۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان نکلتک امک یعنی تجھے تیری ماں کھوئے (گم پائے)۔ رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی حقیقت کا قصد نہ کیا بلکہ وہ عرب کی عادت کے مطابق (بطور محاورہ) جاری ہوا (۲) ”حَصَائِدُ السِّنْتِهِمْ“ (۳) زبان کی جتایات لوگوں کی عزتوں میں واقع ہونا اور چغلی وغیرہ کرنا ہے زبان کی جتایات یہ ہیں غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان، کلمہ کفر، جادو کرنا، وعدہ خلافی۔ (۴) اللہ عزوجل نے فرمایا: كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ [الف ۳] (۵)

☆.....☆.....☆.....☆

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں جنت میں لے جانے والے اعمال کو ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) دیکھئے الحدیث الثامن عشر۔

(۲) آپ ﷺ نے بددعا کا قصد نہیں فرمایا بلکہ یہ کلام محاورے کے طور پر تھا۔ اسی طرح کے کئی محاورے بولے

جاتے ہیں جیسے: وَرَحِمَ أَنْفَ أَبِي الدُّرْدَاءِ، قَوَّبَتْ يَدَاكَ تِيرَاهَا تَهْ كَرْدَ آ لُودِ۔ (مسند ابی حنیفہ رولہ الحسکی رقم الحدیث ۹)

(مکتوٰۃ المصانع کتاب النکاح الفصل الاوّل صفحہ ۲۶۷ مکتبہ امدادیہ)

(۳) حَصَائِدُ حَصِيْدَةٌ کی جمع ہے جو کہ مَحْصُوْدَةٌ کے معنی میں ہے ”کاٹا ہوا“۔ اس طرح حَصَائِدُ السِّنْتِهِمْ

کا مطلب ہوگا زبانوں سے کاٹی ہوئی باتیں یعنی زبان سے سرزد ہونے والی باتیں جن سے دیگر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، جھوٹ، بہتان وغیرہ۔ نیز اس جملہ میں زبان سے سرزد ہونے والی باتوں کو فصل سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح درانقی کاٹے ہوئے ہر

طرح کی فصل کو کاٹتی ہے خشک یا تر ہونے میں فرق نہیں کرتی اسی طرح زبان بھی کلام میں فرق نہیں کرتی کہ یہ کلام اچھا ہے یا برا۔

(۴) زبان کی جنایات کی تعریفات۔

(۱) غیبت کی تعریف: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَسْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ قَالُوا اللَّهُ وَ

(مکھوۃ المصابیح باب حفظ اللسان والغمیۃ والشم الفصل الاوّل ص ۴۱۲)

رَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَحْمَاكَ بِمَا يَكْفُرُهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم

الرضوان نے عرض کیا اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، فرمایا تمہارا اپنے بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسا ذکر کرنا جو اسے پسند نہ

ہو۔

(۲) چغل خوری کی تعریف: جو لوگوں کی خفیہ باتیں سنے، خواہ آگے پہنچائے یا نہ پہنچائے۔

(اوجہ المعانی شرح مکھوۃ (اردو) باب حفظ اللسان والغمیۃ والشم الفصل الاوّل صفحہ ۶۱ فرید بک سٹال)

”عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ

نے فرمایا چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مکھوۃ المصابیح باب حفظ اللسان والغمیۃ والشم الفصل الاوّل صفحہ ۴۱۱ مکتبہ امدادیہ)

نے فرمایا چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

نوٹ: چغل خوری میں جھوٹ شرط نہیں کیونکہ قنات ایک بات کا فساد اور لڑائی کے ارادے سے دوسری جگہ پہنچانا ہے

اگرچہ وہ سچی ہو۔

(۳) جھوٹ کی تعریف: ”هُوَ الْخَبْرُ عَنِ الشَّيْءِ عَلَىٰ خِلَافِ مَا هُوَ بِهِ۔“

(تفسیر بیضاوی ص ۲۷۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) بہتان کی تعریف: اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کہنا جو اسے پسند نہ ہو اور وہ اس میں پائی بھی نہ

جائے۔ (مکھوۃ المصابیح باب حفظ اللسان والغمیۃ والشم الفصل الاوّل ص ۴۱۲)

(۵) کفر کی لغوی تعریف: کسی شے کو چھپانا۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ ۴۰ مکتبہ المدینہ)

(۶) کفر کی اصطلاحی تعریف: کسی ایک ضرورت دینی کے انکار کو بھی کفر کہتے ہیں اگرچہ باقی تمام ضروریات دین

کی تصدیق کرتا ہو۔ (ایضاً)

(۷) جادو کی تعریف: ”كُلُّ مَا لَطَفَ وَدَقِيَ“۔ ہر وہ چیز جس کا ادراک انتہائی نادر اور دقیق ہو۔

(۸) وعدہ خلافی کی تعریف: پختہ بات (عہد) کے خلاف کرنا۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ جائز وعدہ پورا کرنا ضروری ہے خواہ رب سے کیا گیا ہو یا شیخ یا کسی بندے سے یا بیوی سے، اولیاء اللہ کی نذر پورا کرنا بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے نیز معلوم ہوا کہ عالم و واعظ کو باعمل ہونا چاہیے، ناجائز وعدے ہرگز پورے نہ کرے اگر اس پر قسم بھی کھائی ہو تو توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

یَسِيرٌ: آسان۔ اَبْوَابٌ: دروازے۔ قُطْعِيٌّ: بجا دیتا ہے۔ جَوْفُ اللَّيْلِ: رات کا درمیانی حصہ۔ اُخْبِرُ: میں خبر دیتا ہوں۔ عُمُودٌ: ستون۔ ذِرْوَةٌ: چوٹی۔ مِسْنَمٌ: کوہان۔ حَصَائِدٌ: درانتی سے کاٹی ہوئی چیزیں۔ حَصِيدَةٌ: چوٹی۔

فَقَدْتُ: وہ کھوئے۔ جَنَائِبٌ: جِنَايَةٌ جرم۔ اَعْرَاضٌ: عرض کی جمع قلت، عزت، آبرو۔ السَّخْرِيَّةُ: جادو کرنا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْفَلَاوُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُومِ بْنِ نَاصِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْلُدُوهَا وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَسَكَّتْ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ بَشِيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا) حديث حسن رواه الدار قطنی وغیره۔

وقوله صلى الله عليه وسلم: (حَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا) أى: فَلَا تَدْخُلُوا فِيهَا.

قوله صلى الله عليه وسلم: (وَسَكَّتْ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ) تقدم معناه.

حضرت ابو ثعلبہ نخعی جرثوم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ نے چند فرائض مقرر فرمائے پس تم انہیں ضائع مت کرو اور چند حدود مقرر فرمائی پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ اشیاء کو حرام فرمایا ہے پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ اشیاء کو حرام فرمایا ہے پس ان کی خلاف ورزی نہ کرو اور جو بھولے بغیر تم پر رحم فرماتے ہوئے کچھ اشیاء کا ذکر نہیں کیا پس ان کے متعلق بحث نہ کرو“۔ یہ حدیث حسن ہے جسے روایت کیا دارقطنی اور ان کے علاوہ رجہما اللہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”حرم اشیاء فلا تنتهکوها“ یعنی ان اشیاء میں تم نہ پڑو۔ (۲)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَسَكَّتْ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ“ اس کا معنی (مطلب) پہلے گزر گیا۔ (۳)

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث میں شریعت مطہرہ کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) حضرت ابو ثعلبہ نخعی جرثوم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زعمی۔

حضرت ابو ثعلبہ نخعی جرثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی میں کثیر اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت قضاہ کی وادی حنین کی طرف ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ میں حاضر تھے اور درخت کے نیچے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت رضوان بھی کی، رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی قوم کی طرف اسلام کی دعوت کیلئے بھیجا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم بھی اسلام لے آئی پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین شام تشریف لائے اور ۷ ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات کی تعداد ۴۰ ہے۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حرف الجیم صفحہ ۳۹۰)

(۲) اللہ عزوجل نے فرمایا: ”وَمَا لَكُمْ الرُّسُولَ لَتُحَذِّوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَأَنْتَهُوْا“۔ [المحشر ۷]

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

”مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَاتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ“۔

(بخاری شریف)

جس بات سے میں نے روکا اس سے باز رہو اور جس بات کا میں نے تمہیں حکم دیا اسے حسب استطاعت بجالاؤ۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

فَرَائِضُ: جن کاموں کا کرنا لازم ہے، فَرِيضَةٌ کی جمع ہے۔ فَلَا تُضَيِّعُوا: پس تم ضائع نہ کرو۔ نِسْيَانٌ: بھول۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....أَلْحَدِيثُ الْحَادِي وَالْفَلَاوُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَعِيدِ بْنِ سَهْلِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمَلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ، وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؟ فَقَالَ: (أَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللَّهُ، وَأَزْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ). حديث حسن رواه ابن ماجه وغيره باسناد حسنة.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللَّهُ) أَلْزَهْدُ: تَرَكُ مَا لَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا، وَإِنْ كَانَ خَلَالًا، وَالْإِضَارُ عَلَى الْكِفَايَةِ، وَالْوَرَعُ: تَرَكُ الشُّبُهَاتِ، قَالُوا: وَاعْقِلِ النَّاسِ الزُّهَادَ، لِأَنَّهُمْ أَحَبُّوهُمَا أَحَبَّ اللَّهُ، وَكَرِهُوا مَا كَرِهَ اللَّهُ مِنْ جَمْعِ الدُّنْيَا، وَاسْتَعْمَلُوا الرَّاحَةَ لِأَنْفُسِهِمْ. قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: لَوْ أَوْضَى لِأَعْقَلِ النَّاسِ صِرْفَ إِلَى الزُّهَادِ، وَلِبَعْضِهِمْ:

تَضْحَى إِلَى كُلِّ الْأَنَامِ حَبِيْبًا

كُنْ زُهْدًا فِيمَا حَوَتْ أَيْدِي الْوَرَى

لَمَّا دَرَيْتَ فِي الْحُجُورِ قَرِيْبًا

أَوْ مَا تَرَى الْخَطَافَ حَرَمَ زَادَهُمْ

وَلِلشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ذَمِّ الدُّنْيَا:

وَسِيْقَ الْبِنَا عُدْبُهَا وَعَدَابُهَا

وَمَنْ يَذُقِ الدُّنْيَا فَإِنِّي طَعَمْتُهَا

كَمَا لَاحَ فِي ظَهْرِ الْفَلَاةِ مَرَابُهَا

فَلَمْ أَرَهَا إِلَّا غُرُورًا وَبَاطِلًا

عَلَيْهَا كِلَابٌ هَمَّهِنْ اجْتَدَابُهَا

وَمَا هِيَ إِلَّا جِيْفَةٌ مُسْتَحْيِلَةٌ

وَإِنْ تَجَعَلْتَهَا نَارَ عَتِكَ كِلَابُهَا

فَإِنْ تَجْتَبِيهَا كُنْتُ سَلِمًا لِأَهْلِهَا

حَرَامٌ عَلَى نَفْسِ التَّقَى إِزْيَابُهَا

فَدَعْ عَنْكَ فَضْلَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا

قَوْلُهُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى: (حَرَامٌ عَلَى نَفْسِ التَّقَى إِزْيَابُهَا) يَدُلُّ عَلَى تَحْرِيْمِ الْفِرْعِ بِالدُّنْيَا، وَقَدْ صَرَّحَ

بِذَلِكَ الْبَغَوِيُّ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَقَرِّحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ [الرعد: ٢٦]- ثم المراد بالدنيا المذمومة:

طَلَبُ الزَّائِدِ عَلَى الْكِفَايَةِ، أَمَا طَلَبُ الْكِفَايَةِ فَوَاجِبٌ، قَالَ بَعْضُهُمْ: وَلَيْسَ ذَلِكَ مِنَ الدُّنْيَا، وَأَمَا الدُّنْيَا

فَالزَّائِدَةُ عَلَى الْكِفَايَةِ، وَاسْتَعْدَلُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿زَيْنٌ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ﴾ [آية آل

عمران: ١٤٣]- فَقَوْلُهُ تَعَالَى ذَلِكَ إِشَارَةٌ إِلَى مَا تَقَدَّمَ مِنْ طَلَبِ التَّوَسُّعِ وَالتَّبَسُّطِ، قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى:

طَلَبُ الزَّائِدِ مِنَ الْحَلَالِ عَقُوبَةٌ ابْتُلَى اللَّهُ بِهَا أَهْلَ التَّوْحِيدِ.

وَلِبَعْضِهِمْ:

لَا دَارَ لِلْمَرُءِ بَعْدَ الْمَوْتِ يَسْكُنُهَا
فَإِنْ بَنَاهَا بِخَيْرٍ طَابَ مَسْكَنُهُ
النَّفْسُ تَرْغِبُ فِي الدُّنْيَا وَقَدْ عَلِمَتْ
فَأَغْرَسَ أُصُولَ النَّفْسِ مَا دُمْتَ مُجْتَهِدًا
إِلَّا أَلْسَى كَمَا كَانَ قَبْلَ الْمَوْتِ بَيْنَهُمَا
وَأَنْ بَنَاهَا بِشَرٍّ خَابَ بَالِيهَا
أَنَّ الزُّهَادَةَ فِيهِ تَرَكَ مَا فِيهَا
وَأَعْلَمَ بِأَنَّكَ بَعْدَ الْمَوْتِ لَا فِيهَا
ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا فَرِحَ بِهَا لِأَجْلِ الْمُبَاهَاةِ وَالْتِفَاخِرِ وَالتَّطَاوُلِ عَلَى النَّاسِ فَهُوَ مَلْمُومٌ، وَمَنْ فَرِحَ بِهَا
لِكَوْلِيهَا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْهِ فَهُوَ مَحْمُودٌ.

قال عمر رضى الله عنه: (اللَّهُمَّ إِنَّا لَا نَفْرَحُ إِلَّا بِمَا رَزَقْتَنَا).

وَقَدْ مَدَحَ اللَّهُ تَعَالَى الْمُقْتَصِدِينَ فِي الْعَيْشِ فَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا﴾ الْآيَةَ

[الفرقان: ٦٧].

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَا خَابَ مَنْ اسْتَخَارَ، وَلَا نَدِمَ مَنْ اسْتَشَارَ، وَلَا انْفَقَرَ مَنْ اقْتَصَدَ).
وَكَانَ يُقَالُ: الْقِصْدُ فِي الْمَعِيشَةِ يَكْفِي عَنْكَ بِصَفِّ الْمُوْنَةِ، وَالْإِقْتِصَادُ: الرُّضَى بِالْكَفَايَةِ، قَالَ بَعْضُ
الصَّالِحِينَ: مَنْ اكْتَسَبَ طَيِّبًا وَانْفَقَ قِصْدًا قَدِمَ فَضْلًا.

ترجمہ:

حضرت ابو العباس سعد بن سہل الساعدي رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ میری ایسے عمل پر رہنمائی فرمائیے کہ جب میں اس پر عمل کروں تو اللہ عزوجل مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”دنیا میں بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت رکھے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔“

یہ حدیث حسن ہے جسے روایت کیا ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے علاوہ نے اسانید حسنہ کے ساتھ۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”ازهد فی الدنیا یحبک اللہ“ دنیا کی اس چیز کا ترک کرنا جس کی طرف محتاجی نہ ہو اگرچہ حلال ہو اور بقدر کفایت پر اکتفا کرنا زہد کہلاتا ہے اور شبہات کا ترک کرنا تقویٰ کہلاتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں، لوگوں میں زیادہ عقل مند زہد اختیار کرنے والے ہیں کیونکہ دنیا کو جمع کرنے سے انھوں نے اس چیز کو

پسند کیا جسے اللہ عزوجل نے پسند کیا اور انھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ عزوجل نے ناپسند کیا اور اپنے لیے قلیل چیز کو اختیار کیا (۲)۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کسی نے عقل مند لوگوں کو وصیت کی تو وہ ذہد اختیار کرتا ہے اور بعض نے کہا:
(۱) تو زاہد ہو جان چیزوں میں جن میں لوگ مڈلاتے ہیں تب تو تمام لوگوں میں محبوب ہو جائے گا۔
(۲) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خطاف نے اپنے اوپر سامان زینت کو حرام کر دیا اور لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے
بھی سردار ہو گیا۔

اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اللہ اکافی نے دنیا کی مذمت میں فرمایا

کس نے دنیا کا ذائقہ چکھا بے شک میں نے چکھا تو میری طرف اس کا عذاب اور مٹھاس بڑھادی گئی۔

اور نہ دیکھا میں نے دنیا کو مگر مغرور و باطل۔ جیسا کہ جنگل میں ریت کے ٹیلے پر سراب۔

(۳) اور دنیا سڑے ہوئے مردار کی طرح ہے۔

جس پرکتوں کا نوچنا اور پھاڑ کھانا ہے۔

(۴) اگر تو دنیا سے بچے تو تو دنیا والوں سے بچ جائے گا۔

اور اگر اسے لینے کی کوشش کرے گا تو اس کے کتے تجھ سے جھگڑا کریں گے۔

(۵) تو شبہہ یعنی زیادہ کاموں میں پڑنے کو چھوڑ دے۔

کیونکہ وہ پرہیزگار لوگوں پر حرام ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ اللہ اکافی کا فرمان، ”حَرَامٌ عَلٰی نَفْسِ التَّقِي اِدْرِيْكَابُهَا“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دنیا پر خوش ہونا

حرام ہے۔ (۳)

جس کی تصریح (وضاحت) امام بغوی علیہ الرحمۃ نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے تحت کی، ”وَلَوْ حُوًّا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا“۔

[الرعد ۲۶]

پھر مذموم دنیا سے مراد ”زَائِدٌ عَلٰی الْكِفَايَةِ“ کا طلب کرنا ہے بہر حال بقدر کفایت کا طلب کرنا واجب ہے اور

استدلال کیا گیا اللہ عزوجل کے فرمان کے ساتھ،

”زَيْنٌ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ“ [ال عمران ۱۴]۔ (۵)

اللہ عزوجل کے فرمان سے طلب توسع و توسع کی طرف اشارہ ہے۔

امام شافعی علیہ رحمۃ الکاافی نے فرمایا، رزق حلال زائد کا طلب کرنا ایسی آزمائش ہے جس میں اللہ عزوجل نے اہل توحید کو جلا فرمایا ہے۔

بعض نے کہا:

(۱) مرد کیلئے مرنے کے بعد رہنے کیلئے کوئی گھر نہیں مگر جو مرنے سے قبل بنایا۔

(۲) اگر اچھا بنایا تو اس کا مسکن اچھا ہوگا اور اگر برا بنایا تو اس کا بانی خائب و خاسر ہوگا۔

(۳) نفس دنیا میں رغبت کرتا ہے حالانکہ تو نے جان لیا دنیا کی اشیاء کو ترک کرنا زہد ہے۔

(۴) لہذا تو جب تک قادر ہے تقویٰ کے بیج بواور تو جان لے کہ مرنے کے بعد تو اسے پانے والا ہے۔

لوگوں پر تکبر، فخر کرتے ہوئے خوش ہونا بہت ہی مذموم ہے (۶) البتہ اس پر اس لیے خوش ہونا کہ یہ اس پر اللہ عزوجل کا فضل و کرم ہے تو یہ محمود ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے اللہ عزوجل ہم خوش نہیں مگر اس پر جو تو نے ہمیں رزق دیا۔

اور اللہ عزوجل نے بھی دنیا میں کمی (جستجو) کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا، ”وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا“ [الفرقان ۶۷]۔ (۷)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”مَا خَابَ مَنْ اسْتَعَارَ وَ لَا نَدِمَ مَنْ اسْتَشَارَ وَ لَا اِفْتَقَرَ مَنْ اِقْتَصَدَ“۔

جس نے استعارہ کیا وہ خائب خاسر نہ ہوا، جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہ ہوا اور جس نے کسب معاش میں کوشش کی وہ محتاج نہ

ہوا۔

اور کہا گیا ہے، کسب معاش میں قصد کرنا تیری طرف سے نصف کمائی کافی ہے اور بقدر کفایت پر راضی رہنا اقتصاد

(قناعت) کہلاتا ہے۔

بعض صالحین علیہم الرحمۃ نے فرمایا، ”جس نے حلال کمایا اور قصد کے طور پر خرچ کیا تو اس نے اپنے لیے آخرت کا ذخیرہ

اکٹھا کر لیا۔

خلاصہ حدیث

شرح:

زہد اختیار کرو جنت میں جاؤ گے کیونکہ دنیا کی محبت ہر شرکی کنجی ہے۔

(۱) حضرت ابوالعباس سعد بن سہل الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی سعد بن اہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور ابو العباس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے۔ جب معلم انس و جن امام الانبیاء ﷺ کا وصال ظاہری ہوا تو اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک چند رہ سال تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں وصال پانے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے سب سے آخری ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۹ ہجری میں وصال فرمایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات کی تعداد ۱۸۸ ہے۔

(شرح اربعین نووی فی الاحادیث الصحیحۃ النبویۃ الحدیث الحدادی والٹائون صفحہ ۱۰۷)

(۲) دنیا دار اور دین دار

مسجد کے قرب میں ریڑھی لگانے والا جو بمشکل ۱۰۰ یا ۲۰۰ کماے اور نماز نہ پڑھے، ایسا شخص دنیا دار ہے اور وہ شخص جو مسجد سے دور اور کروڑوں روپے ایک دن کے کماے اور نماز پڑھے، ایسا شخص دین دار ہے۔

(۳) جو چیز اللہ عزوجل اور اس کے نیک دوستوں کی دشمن ہو اس پر خوش ہونا مذموم ہے۔

لباب الاحیاء بنام احیاء العلوم کے خلاصہ میں منقول ہے

جان لو! دنیا اللہ عزوجل، اس کے دوستوں اور اس کے دشمنوں کی بھی دشمن ہے۔ اللہ عزوجل کی دشمن اس طرح کہ وہ اللہ عزوجل کے بندوں کو اس کے راستے پر چلنے نہیں دیتی یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جب اسے پیدا فرمایا اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائی اور اللہ عزوجل کے دوستوں کی اس طرح دشمن ہے کہ وہ ان کے سامنے مزین ہو کر آتی ہے اور اپنی آرائش و تروتازگی سے انہیں دھوکا دینے کی کوشش کرتی ہے حتیٰ کہ انہیں اس کے چھوڑنے میں صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور اللہ عزوجل کے دشمنوں کی اس طرح دشمن ہے کہ اپنے مکر و فریب کے ذریعے آہستہ آہستہ انہیں اپنے جال میں پھنسا لیتی ہے یہاں تک کہ وہ اس میں قید ہو جاتے ہیں۔

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ"۔

دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔

"الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا مَا كَانَ لِلَّهِ مِنْهَا"۔

دنیا اور جو کچھ اس میں موجود ہے ملعون ہے مگر اس میں سے جو اللہ کیلئے ہو۔

(۴) ترجمہ کنز الایمان: اور کافر دنیا کی زندگی پر اتر آگئے (نازاں ہوئے)۔

معلوم ہوا دنیاوی نعمتوں پر فخر یہ خوش ہونا طریقہ کفار ہے اور شکر خوش ہونا طریقہ مومنین، رب فرماتا ہے "قُلْ بِفَضْلِ

[پوس ۵۷]۔ (تفسیر نور العرقان)

اللَّهُ وَبِرَحْمَتِهِ لَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا“۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: لوگوں کیلئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت، عورتیں اور بیٹے۔

یعنی کافروں کیلئے شیطان نے یہ چیزیں ایسی مرغوب کر دیں کہ وہ آخرت سے غافل ہو گئے ان میں پھنس گئے، مومن ان

چیزوں سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہے۔

نیز یہ تمام چیزیں اگر دنیا کیلئے رکھی جائیں تو دنیا ہیں، اگر خدمت دین کیلئے رکھی جائیں تو دین بن جاتی ہیں جیسے نماز کا

گھوڑا جوڑا وغیرہ یا سنت رسول سمجھ کر بیوی بچوں کی پرورش کرنا۔

دنیا مثل صفر کے ہے، صفر اکیلا ہو تو بے کار ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جائے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے۔ دنیا اگر دین سے

(تفسیر نور العرقان)

ملے تو اسے دس گنا بناتی ہے جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال۔

(۶)

تو اچانک موت کا ہوگا شکار

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار

جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ

موت آ کر ہی رہے گی یاد رکھ

قبر میں روئے گا چھین مار کر

کھلکھلا کر ہنس رہا ہے بے خبر

قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی

خیر سے سرکار کا دیدار ہو

وقت آخر یا خدا عطار کو

(وسائل بخشش مشنوی عطار صفحہ ۶۶۶ تا ۶۶۷ مکتبہ المدینہ)

(۷) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں۔

اسراف کی تعریف: اسراف کی تعریف بڑی وسیع ہے مگر مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ الرحمن نے درج ذیل کی:

(۲) جائز جگہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا

(۱) ناجائز جگہ مال خرچ کرنا

اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے حقوق میں کمی کرنی تنگی ہے ان دونوں سے بچنا چاہیے۔ خیال رہے کہ نیکی میں جتنا خرچ کرو

اسراف نہیں۔ کسی نے ایک بزرگ کو بہت خیرات کرتے دیکھ کر کہا ”لَا تَغْوَسُوا فِي السُّؤْفِ“ یعنی اسراف میں بھلائی نہیں، فوراً

جواب ملا ”لَا إِسْرَافَ فِي الْخَيْرِ“ یعنی بھلائی میں اسراف نہیں۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

ذُلَّيْنِي: میری رہنمائی کیجئے۔ اِزْهَدْ: تقویٰ اختیار کر۔ اَلْاِتِّصَارُ: کفالت۔ زُهْدًا: بے رغبت ہونا۔
حَوْثٌ: ڈلانہ۔ اَيْدِي الْوَرْدِي: لوگ۔ تَضْحِي: تو ہو جائے۔ حَبِيْبًا: محبوب۔ مَا تَرَى: تو نہیں دیکھتا۔
اَلْخَطَافُ: پرندے کا نام۔ حَرْمٌ: حرام کیا۔ زَادَهُم: سامان زیست۔ سَبَقِي: بڑھادی گئی۔
فَلَمْ اَرَ: میں نے نہیں دیکھا۔ عَقُوْبَةٌ: آزمائش۔ اِبْتَلِي: آزمایا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّانِي وَالثَّلَاثُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعِيدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ). حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهَ، وَالْدَّارِ الْقُطَيْبِيُّ وَغَيْرُهُمَا مُسْنَدًا، وَرَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ مُرْسَلًا عَنْ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْقَطَ أَبُو سَعِيدٍ، وَلَهُ طَرُقٌ يَقْرَأُ بَعْضُهَا بَعْضًا.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا ضَرَرَ) أَيْ: لَا يَضُرُّ أَحَدَكُمْ أَحَدًا بِغَيْرِ حَقٍّ وَلَا جُنَايَةَ سَابِقَةٍ. قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَلَا ضِرَارَ) أَيْ: لَا تَضُرُّ مَنْ ضَرَبَكَ، وَإِذَا سَبَّكَ أَحَدٌ فَلَا تَسِبَّهُ، وَإِنْ ضَرَبَكَ فَلَا تَضْرِبْهُ، بَلْ أُطْلُبْ حَقَّكَ مِنْهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ مِنْ غَيْرِ مُسَابَهَةٍ، وَإِذَا تَسَابَ رَجُلَانِ أَوْ تَقَادَفَا لَمْ يَحْضَلِ التَّقَاصُ، بَلْ كُلُّ وَاحِدٍ يَأْخُذُ حَقَّهُ بِالْحَاكِمِ، وَفِي الْحَدِيثِ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لِلْمُتَسَابِّينَ مَا قَالَا، وَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا الْأَيْمُ، مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ بِسَبِّ زَائِدٍ).

ترجمہ:

حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”نہ خود نقصان اٹھاؤ نہ کسی کو نقصان دو“۔

یہ حدیث حسن ہے روایت کیا اسے ابن ماجہ اور دارقطنی رحمہما اللہ اور ان کے علاوہ نے اور مرسل روایت کیا اسے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موطاء میں عمرو بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے انہوں نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کو حذف کر دیا اس حدیث مبارکہ کی کئی سندیں ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”لَا ضَرَرَ“ یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی کسی کو بغیر حق اور جنائت سابقہ پر کسی کو نقصان نہ دے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَلَا ضِرَارَ“ یعنی جو تمہیں نقصان پہنچائے تم اسے نقصان نہ دو، جب تمہیں کوئی بھی گالی دے تم اسے گالی نہ دو اور اگر تمہیں مارے تو تم اسے نہ مارو بلکہ تو اپنا حق بغیر گالی دینے اس سے حاکم کے پاس طلب کر۔ (۲)

اور جب دو مرد آپس میں گالی گلوچ کریں یا قذف کریں تو اس سے برابری حاصل نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک کو چاہیے کہ اپنا حق حاکم سے طلب کرے۔

اور حدیث مبارکہ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

باہم گالی دینے والوں میں سے پہل کرنے والے پر گناہ ہے جب تک کہ مظلوم زائد گالی کے ساتھ زیادتی نہ کرے۔

خلاصہ حدیث

شرح:

نہ خود نقصان اٹھاؤ نہ دوسروں کو نقصان پہنچاؤ۔

(۱) حضرت ابوسعید بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سعد اور کنیت ابو سعید ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فضلاء، فقہاء اور علماء صحابہ کرام علیہم الرضوان میں شمار ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت سے مناقب ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ المنورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ہزار ایک سو ستر احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ (شرح الاربعین النوویہ صفحہ ۱۱۱ مکتبہ المدینہ بالتصرف)

(۲) یعنی اگر کسی کو نقصان پہنچے تو اسے چاہیے کہ قانون ہاتھ میں نہ لے بلکہ احسن طریقہ پر حاکم اسلام کے ذریعہ اس سے مطالبہ کرے۔ اس حدیث مبارکہ میں امام الانبیاء، فخر انسانیت، معلم انسانیت ﷺ نے کائنات کو معاشرتی زندگی کا ایک جامع مانع اصول ارشاد فرمایا کہ کسی انسان کو نقصان نہ پہنچاؤ اور اگر کسی کی طرف سے بھی ظلم و زیادتی ہو جائے تو اسے بھی نقصان نہ دو بلکہ عفو و درگزر کرو۔

اور اگر اس اصول پر عمل ہو جائے تو کئی مسائل حل ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆

﴿..... مشکل الفاظ کے معانی:.....﴾

ضَرَرٌ: نقصان۔ ضَرَّازٌ: نقصان پہنچانا۔ فَاسْقَطٌ: اس نے ساقط کیا۔ لَا يَضُرُّ: نقصان نہ دے۔
سَبٌّ: گالی دینا۔ غَيْرَ مُسَابِهَةٍ: گالی نہ دیتے ہوئے۔ تَسَابٌ: باہم گالی دیں۔ لَمْ يَغْتَدِّ: زیادتی نہ کرے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّالِثُ وَالْفَلَاوُونَ.....﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادْعَى رِجَالٌ أَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُمْ، وَلَكِنَّ الْبَيِّنَةَ، عَلَى الْمُدْعَى، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ). حديث حسن رواه البيهقي وغيره هكذا، وبعضه في الصحيحين.

قوله صلى الله عليه وسلم: (البينة على المدعى، واليمين على من أنكر) إنما كانت البينة على المدعى لأنه يدعى خلاف الظاهر والأصل براءة الدمة، وإنما كانت اليمين في جانب المدعى عليه لأنه يدعى ما والحق الأصل وهو براءة الدمة.

ويُسْتَنْبَى مَسَائِلٌ، فَيُقْبَلُ قَوْلُ الْمُدْعَى بِبَيِّنَةٍ فِيمَا لَا يَعْلَمُ إِلَّا مِنْ جِهَتِهِ كَدَعْوَى الْآبِ حَاجَتَهُ إِلَى الْأَعْفَافِ، وَدَعْوَى السُّفِيهِ التَّوَقُّانِ إِلَى النِّكَاحِ مَعَ الْقَرِينَةِ، وَدَعْوَى الْخُنْثَى الْأَثْوَنَةَ أَوْ الذُّكُورَةَ، وَدَعْوَى الطِّفْلِ الْبَلُوغِ بِالْإِحْتِلَامِ، وَدَعْوَى الْقَرِيبِ عَدَمَ الْمَالِ لِيَأْخُذَ النِّفْقَةَ، وَدَعْوَى الْمَدِينِ الْإِعْسَارَ فِي دَيْنٍ لِرَمَةِ بِلَا مُقَابِلٍ، كَصُدَاقِ الزَّوْجَةِ، وَالضَّمَانِ، وَقِيَمَةِ الْمُتَلَفِ، وَدَعْوَى الْمَرْأَةِ انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ بِالْأَقْرَاءِ، أَوْ بِوَضْعِ الْحَمْلِ، وَدَعْوَاهَا أَنَّهَا اسْتَحَلَّتْ وَطَلَّقَتْ، وَدَعْوَى الْمَوْدِعِ تَلَفِ الْوَدِيعَةِ أَوْ ضَيَاعِهَا بِسَرَقَةٍ وَنَحْوِهَا.

وَيُسْتَنْبَى أَيْضاً: الْقِسَامَةُ فَإِنَّ الْإِيمَانَ يَكُونُ فِي جَانِبِ الْمُدْعَى مَعَ اللَّوْثِ، وَاللَّعَانِ فَإِنَّ الزَّوْجَ يَقْدَفُ وَيُبْلَعُنَ وَيَسْقُطُ عَنْهُ الْحَدُّ، وَدَعْوَى الْوَطْءِ فِي مُدَّةِ اللَّغْنَةِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَنْكَرَتْهُ يَصْدُقُ الزَّوْجُ بِدَعْوَاهُ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ الزَّوْجَةَ بَكْرَاءً، وَكَذَا لَوْ ادَّعَى أَنَّهُ وَطِئَ فِي مُدَّةِ الْإِبْلَاءِ، وَتَارَكَ الصَّلَاةَ إِذَا قَالَ: صَلَّيْتُ فِي الْبَيْتِ، وَمَانِعُ الزَّكَاةِ إِذَا قَالَ: أَخْرَجْتُهَا إِلَّا أَنْ يَنْكُرَ الْفُقَرَاءُ وَهُمْ مَحْضُورُونَ فَعَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ، وَكَذَا لَوْ ادَّعَى الْفَقْرَ وَطَلَبَ الزَّكَاةَ أَعْطَى وَلَا يَخْلِفُ، بِخِلَافِ مَا إِذَا ادَّعَى الْعِيَالُ لِأَنَّهُ يَحْتَاجُ إِلَى الْبَيِّنَةِ، وَلَوْ أَكَلَ فِي يَوْمِ الثَّلَاثِينَ مِنْ رَمَضَانَ وَادَّعَى أَنَّهُ رَأَى الْهَيْلَالَ لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ إِنْ ادَّعَى ذَلِكَ بَعْدَ الْأَكْلِ، فَإِنَّهُ يُنْفَى عَنْ نَفْسِهِ التَّزْوِيرَ، وَإِذَا ادَّعَى ذَلِكَ قَبْلَ الْأَكْلِ لَمْ يُعْزَرْ، وَيُنْبَغِي أَنْ يَأْكُلَ سِرّاً لِأَنَّ شَهَادَتَهُ وَحْدَهُ لَا تُقْبَلُ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (واليمين على من أنكر) هذه اليمين تسمى يمين الصبر، وتسمى الغموس، وسُمِّيَتْ يَمِينَ الصَّبْرِ لِأَنَّهَا تَحْبِسُ صَاحِبَ الْحَقِّ عَنْ حَقِّهِ وَالْحَبْسُ: الصَّبْرُ، وَمِنْهُ قِيلَ لِلْقَتِيلِ وَالْمَحْبُوسِ عَنِ الدَّفْنِ مَصْبَرٌ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهِ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ

هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ) وَهَذِهِ الِهْمِينُ لَا تَكُونُ إِلَّا عَلَى الْمَاضِي، وَوَقَعَتْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ فِي مَوَاضِعَ كَثِيرَةٍ: مِنْهَا قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا﴾ [البقرة: ٤٣]، وَمِنْهَا قَوْلُهُ تَعَالَى إِخْبَارًا عَنِ الْكُفْرَةِ: ﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ لِنَفْسِهِمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ [الانعام: ٢٣]۔ وَمِنْهَا قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ الْآيَةَ. وَيَسْتَحِبُّ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ عَنْ تَحْلِيلِهِ لِلنَّخَصِ لِيُنزَجِرَ

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کے مطابق دیا جائے تو بعض لوگ قوم کے مالوں اور خونوں کا دعویٰ کرنے لگیں گے لیکن مدعی کے ذمہ گواہ ہے اور انکار کرنے والے پر قسم۔“ یہ حدیث حسن ہے جسے روایت کیا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے علاوہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور اس حدیث کا بعض حصہ بخاری و مسلم میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”أَلْبَيْتَةُ عَلَى الْمُدْعَى وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ“ محض گواہ مدعی پر لازم ہے کیونکہ خلاف ظاہر کا دعویٰ کرتا ہے اور اصل ذمہ سے بری ہوتا ہے۔

اور مدعی علیہ پر قسم ہے کیونکہ وہ اصل کے موافق دعویٰ کرتا ہے اور وہ ذمہ سے بری ہوتا ہے۔
(اور اس اصول سے) چند مسائل مستثنیٰ ہیں

مدعی کا قول بغیر گواہوں کے قبول کیا جائے گا ان باتوں میں جنہیں مدعی ہی کے ذریعے جانا جاتا ہے (یعنی جن کا علم مدعی کے خلاف کسی اور جہت سے نہ ہو سکے) اپنے مسائل میں مدعی کو گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دعویٰ بغیر گواہی کے قبول کر لیا جائے گا۔

جیسا کہ درج ذیل دعوے:

(۱): جیسا کہ باپ کا نکاح کر کے اپنے آپ کو پاک دامن کرنے کی حاجت کا دعویٰ کرنا۔ (۲)

(۲): بے وقوف کا قرینے کے ساتھ نکاح کی طرف مشتاق ہونے کا دعویٰ کرنا۔

(۳): بچے کا احتلام کے ساتھ بالغ ہونے کا دعویٰ کرنا۔

(۴): قریبی رشتہ دار کا نفقہ لینے کیلئے مال نہ ہونے کا دعویٰ کرنا۔

(۵): مدیون کا ایسے دین کے بارے میں جھگ دستی کا دعویٰ کرنا جو بغیر عوض کے اس پر لازم ہوا ہو جیسا کہ زوجہ کا مہر اور

تاوان، تلف شدہ چیز کی قیمت۔ (۳)

(۶): عورت کا وضع حمل یا مہروں کے ساتھ عدت کے مکمل ہونے کا دعویٰ کرنا۔

(۷): عورت کا دعویٰ کرنا کہ اس کا حلالہ کر دیا گیا ہے اور اسے طلاق بھی دے دی گئی ہے۔ (۴)

(۸): مودع (ودیعت رکھنے والے) کا ودیعت کے تلف یا چوری وغیرہ کے ذریعے ضائع ہونے کا دعویٰ کرنا۔

(۹): قسامت (یعنی قسم دلوانا) کیونکہ قسمیں مدعی کی طرف سے کمزور دلائل کے ساتھ ہوتی ہیں۔

(۱۰): لعان کیونکہ شوہر تہمت لگاتا ہے اور لعان کرتا ہے اور اس سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

(۱۱): لعان کی مدت میں وطی کا دعویٰ کیونکہ عورت جب اس دعویٰ کا انکار کرے تو شوہر کی اپنے دعویٰ میں تصدیق کی

جائے گی جبکہ عورت باکرہ ہو۔

(۱۲): اور ایسے ہی اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ اس نے ایلاء کی مدت میں وطی کی ہے (۵)

(۱۳): تارک نماز جب کہے کہ میں نے گھر میں نماز پڑھ لی ہے۔

(۱۴): جب مانع زکوٰۃ کہے کہ میں نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے، ہاں اگر فقراء انکار کر دیں اور وہ سب محصور ہوں تو اس

بندے پر بیئہ ہوگی۔

(۱۵): ایسے ہی اگر کسی نے فقر کا دعویٰ کیا اور زکوٰۃ مانگی تو دی جائے گی اور قسم نہیں لی جائے گی اور اگر بال بچوں کے فقر

کا دعویٰ کیا تو گواہی کی حاجت ہوگی۔

(۱۶): اور اگر کسی شخص نے رمضان کے تیسویں دن کھانا کھایا اور چاند دیکھنے کا دعویٰ کیا تو اگر کھانا کھانے کے بعد دعویٰ

کیا تو دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنی ذات سے تعزیر (سزا) دور کرنا چاہتا ہے اور اگر کھانا کھانے سے پہلے دعویٰ کیا تو دعویٰ

قبول ہوگا اور سزا نہیں ہوگی البتہ اس کیلئے مناسب یہ ہے کہ چھپ کر کھائے کیونکہ اس کیلئے گواہی قابل قبول نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ“۔

اس قسم کو یمین صبر (۶) اور یمین غموس کہتے ہیں۔ اس کو یمین صبر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ صاحب حق کو اس کے حق سے روک

دیتی ہے اور حَبْس صبر کو کہتے ہیں اور اس سے مقتول اور وہ شخص جسے دفن کیے جانے سے روک دیا گیا اسے صبر کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی آدمی نے کسی حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبانے کیلئے قسم کھائی اس حال میں

کہ وہ اس میں جھوٹا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر اللہ عزوجل ناراض ہوگا۔

اور یہ قسم ماضی پر کھائی جاتی ہے اور قرآن عظیم میں متعدد جگہوں پر واقع ہوئی ہے

[التوبہ: ۷۴] (۷)

ان جگہوں میں سے چند جگہیں یہ ہیں: ”يُحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا“۔

اور اللہ عزوجل نے کفارے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

[الانعام: ۲۳] (۸)

”ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِئْتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ“۔

[ال عمران: ۷۷] (۹)

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا

حاکم کیلئے محکم کے سامنے اس آیت کا پڑھنا اپنے قسم لینے کے متعلق مستحب ہے تاکہ وہ ڈرے۔

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث میں مقدمات سماعت کرنے کا (عدالتی) طریقہ بیان ہوا ہے۔

(۱): دیکھئے الحدیث التاسع عشر۔

(۲): یعنی زوجہ انتقال کر گئی ہے اور یہ دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے تاکہ حرام کام میں نہ پڑے مگر نان نفقہ پر قدرت نہیں

رکھتا اور اس کی اولاد یا عزیز واقرباء مال دار ہیں تو ایسی صورت میں اولاد اور عزیز واقرباء پر نان نفقہ کے دعویٰ کو بغیر گواہوں کے قبول کیا جائے گا اور نان نفقہ دینا لازم ہوگا۔

(۳): تاوان اور تلف شدہ چیز کی قیمت بلا عوض لازم آتی ہے کہ اس عوض میں کچھ نہیں ملتا بلکہ دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح

مہر شوہر پر گویا کہ بلا عوض لازم آیا ہے کہ نکاح اور عورت پر مرد کو محض ایجاب و قبول سے مل جاتی ہے مگر مہر کا لزوم ایک مخفی چیز کے عوض ہوا جسے معدوم قرار دیا گیا تو یوں شوہر پر مہر کا لزوم گویا کہ بلا عوض ہوا۔

(۴): یعنی اسے دوسرے شوہر نے طلاق دے دی اور وہ پہلے شوہر کیلئے حلال ہے۔

(۵): ایلاء کی تعریف: ایلاء کے معنی ہیں کہ کسی شوہر نے قسم کھائی کہ عورت سے قربت نہ کرے گا یا چار مہینے

قربت نہ کرے گا یا عورت باندی ہے تو اس کے ایلاء کی مدت دو ماہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۸ ص ۴۱، مکتبہ ضیاء القرآن لاہور)

(۶): یمین کی اقسام:

یمین کی تین اقسام ہیں۔

(۱): یمین غموس: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی یعنی مثلاً جس کے آنے کی نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی یہ خود بھی

جانتا ہے کہ نہیں آیا تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۱۰ اشیاء القرآن)

(۲): یٰمِیْنُ لَعْنُو: (جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی) اگر اپنے خیال سے تو اس نے سچی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں وہ جھوٹی

ہے مثلاً جانتا تھا کہ نہیں آیا اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں وہ آ گیا تو ایسی قسم کو لغو کہتے ہیں۔

(۳): یٰمِیْنُ مَنَعَدُو: اور اگر آئندہ کیلئے قسم کھائی مثلاً خدا عزوجل کی قسم کہ میں یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا تو اس کو منعقدہ کہتے ہیں۔

(۷): تَرْجَمَةُ كَنْزِ الْاِيْمَانِ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا۔

(۸): تَرْجَمَةُ كَنْزِ الْاِيْمَانِ: پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی مگر یہ کہ بولے ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے۔

(۹): تَرْجَمَةُ كَنْزِ الْاِيْمَانِ: جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں۔

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مقدسہ کے تحت لکھتے ہیں: اس وعید میں جھوٹی قسم کھا کر

مال لے لینے والے رشوت لے کر جھوٹی گواہی دینے والے یا جھوٹے فیصلے کرنے والے دام لے کر جھوٹے فتوے دینے والا مختار نہ

لے کر جھوٹوں کو جھوٹی وکالت کرنے والے سب داخل ہیں۔ اللہ عزوجل محفوظ رکھے (امین)۔ (نور العرقان)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

دِمَاءٌ: دَمٌ کی جمع، خون۔ اَمْوَالٌ: مَالٌ کی جمع، جس چیز کی طرف دل مائل ہو۔

اَلْبَيِّنَةُ: گواہ۔ اَلْمُدْعَى: دعویٰ کرنے والا۔ اَلْيَمِيْنُ: قسم۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الرَّابِعُ وَالْفَلَاوُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ لِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
 قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (ذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ) لَيْسَ الْمُرَادُ أَنْ الْعَاجِزَ إِذَا أَنْكَرَ بِقَلْبِهِ يَكُونُ إِيْمَانُهُ أضعفَ مِنْ إِيْمَانِ غَيْرِهِ، وَالْمَا الْمُرَادُ أَنْ ذَلِكَ أَذْنَى الْإِيمَانِ وَذَلِكَ أَنْ الْعَمَلُ لِمَعْرَةِ الْإِيمَانِ، وَأَعْلَى لِمَعْرَةِ الْإِيمَانِ فِي بَابِ النُّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ أَنْ يَنْهَى بِيَدِهِ، وَإِنْ قِيلَ كَانَ فَهَيْدًا، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَاكِيًا عَنْ لُقْمَانَ: ﴿يُنْهَى الْقِمَّ الصَّلَاةَ وَأَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ﴾ [لقمان: ١٧] وَيَجِبُ النُّهْيُ عَلَى الْقَادِرِ بِاللِّسَانِ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ، كَمَا إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ يُسَلِّمُ.
 فَإِنْ قِيلَ: قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ لِقَلْبِهِ) يَقْتَضِي أَنْ غَيْرَ الْمُسْتَطِيعِ لَا يَجُوزُ لَهُ التَّغْيِيرُ بِغَيْرِ الْقَلْبِ وَالْأَمْرُ لِلْوَجُوبِ.

فجوابه من وجهين:

أَحَدُهُمَا: أَنَّ الْمَفْهُومَ مُخَصَّصٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ﴾. [لقمان: ١٧]
 وَالثَّانِي: أَنَّ الْأَمْرَ فِيهِ يَعْنِي رَفْعَ الْحَرَجِ لَا رَفْعَ الْمُسْتَحَبِّ. فَإِنْ قِيلَ: الْإِنْكَارُ بِالْقَلْبِ لَيْسَ تَغْيِيرُ الْمُنْكَرِ لَمَّا مَعْنَى قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لِقَلْبِهِ).

فجوابه: أَنَّ الْمُرَادَ أَنْ يَنْكَرَ ذَلِكَ وَلَا يَرْضَاهُ وَيَسْتَعِزُّ بِدِكْرِ اللَّهِ، وَقَدْ مَدَحَ اللَّهُ تَعَالَى الْعَامِلِينَ بِذَلِكَ لَقَالَ: ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللُّغُومِ مَرُّوا كِرَامًا﴾. [الفرقان: ٤٢]

ترجمہ:

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو تم میں سے برائی کو دیکھے پس اسے چاہیے کہ وہ اسے ہاتھ سے بدل (روک) دے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (براجانے) اور وہ زیادہ کمزور ایمان والا ہے“ روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”ذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ“ اس سے یہ مراد نہیں کہ عاجز جب اپنے دل سے اچھا نہ جانے تو

اس کا ایمان دوسرے کے ایمان سے زیادہ کمزور ہوگا (بلکہ) اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص ایمان کا ادنیٰ درجہ رکھتا ہے کیونکہ عمل ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے اور برائی سے منع (نہی عن المنکر) کرنے کے باب میں ہاتھ سے منع کرنا اعلیٰ ایمان ہے (۲) اور اگر قتل کر دیا جائے تو شہید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حکایت کرتے ہوئے فرمایا،

”يُنْسِيْ اَقِيْمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ“ [لقمان ۱۷]۔ (۳)

اور زبان سے روکنے کی قدرت رکھنے والے پر منع کرنا واجب ہے اگرچہ اس کی بات کو نہ سنا جائے (عمل نہ کیا جائے) جیسا کہ جب کسی شخص کو علم ہو کہ جب وہ کسی کو سلام کرے گا تو اس کے سلام کا جواب نہیں دیا جائے گا تو بے شک اسے چاہئے کہ وہ سلام کرے۔ (۴)

پس اگر اعتراض کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ”فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ“

اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ جو استطاعت نہیں رکھتا تو وہ صرف دل سے برا جانے اس کے علاوہ کسی اور چیز سے اس کیلئے

براجانا جائز نہیں، حالانکہ امر تو وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ (۵)

تو اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔

(۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ خاص کیا جائے گا۔

[لقمان ۱۷] (۶)

”وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ“

(۲) ان میں سے دوسرا یہ ہے کہ بے شک اس میں امر حرج دور کرنے کیلئے ہے نہ کہ مستحب کو دور کرنے کیلئے۔

پس اگر اعتراض کیا جائے کہ محض دل سے برا جانے کے ساتھ برائی نہیں رکتی تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان ”فَبِقَلْبِهِ“ کا کیا

مطلب ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسے دل سے برا جانے (۷) اس پر پر راضی نہ ہو اور اللہ عزوجل کے ذکر

میں مشغول ہو جائے، اللہ عزوجل نے اس پر عمل کرنے والوں کی تعریف بیان فرمائی۔

[الفرقان ۷۶] (۸)

اللہ عزوجل نے فرمایا، ”وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا“

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کا بیان ہے۔

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی سعد بن مالک الانصاری ہے اور کنیت ابو سعید الخدری ہے، اسی کنیت سے مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کے قبیلہ ”مُخَلَّوَةٌ“ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے (اور اسی وجہ سے خدری کہلائے)۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے عالم احادیث تھے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رحمہم اللہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ چوراسی (۸۴) سال کی عمر میں ۶۴ ہجری میں وفات پائی، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول کتاب الایمان الفصل الاول حدیث ۱۹ صفحہ ۱۷۵)

(۲) محض دل میں برا جانا ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: اے میرے بیٹے نماز پر پارکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو اتنا د

تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ ان امتوں پر بھی نماز فرض تھی اگرچہ ان کا طریقہ ادا ہماری اسلامی نماز سے مختلف تھا۔ نماز بڑی پرانی عبادت ہے اور اس میں ترتیب ذکر ہے۔ عالم واعظ پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسرے سے کہے، بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا نیز ہر مسلمان دین کا مبلغ ہونا چاہیے۔ جو مسئلہ معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں (نیز) ہر تکلیف وہ چیز رنج و غم، بیماری، ناداری سب پر صبر کرو خصوصاً تبلیغ میں جو جہلاء سے تمہیں تکلیف پہنچے اس پر طول ہو کر تبلیغ نہ چھوڑ دو۔ (تفسیر نور العرفان)

(۴) اسی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا جائے اگرچہ کوئی عمل کرے یا نہ کرے، سنے یا نہ سنے۔

میرے پیر و مرشد، شیخ الاسلام، مجدد اسلام، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ”ہمارا کام کوشش کرنا ہے کر کے دکھانا نہیں۔“

(۵) امر کے وجوب کے بارے میں دیکھئے الحدیث الثامن کی شرح۔

(۶) ہاتھ اور زبان سے منع کرنا کہ اگر کوئی کرے اور تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”وَاصْبِرْ“

[لقمان: ۱۷]

عَلَى مَا أَصَابَكَ“۔

(۷) یعنی برائی پر راضی نہ ہو، موسیقی سنے تو سنت پر عمل کرتا ہوا اپنی انگلیوں کو کانوں میں داخل کرتا ہوا گزرے۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ لِيُطْرِقَ طَرِيقِي فَسَمِعَ مِنْ مَارِ الْوَضْعِ أَصْبَعِيهِ لِي أَدْنِيهِ وَنَاعِنِ الطَّرِيقِ إِلَى الْجَنَابِ الْأَخْرَيْتُمْ قَالَ لِي بَعْدَ أَنْ بَعَدَ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ أَصْبَعِيهِ مِنْ أَدْنِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ

اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَسَمِعَ صَوْتِ يَرَعَ لَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتَ قَالَ نَالِعٌ وَكُنْتُ إِذَا ذَاكَ صَغِيرًا۔
 حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ شریک سفر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجے کی آواز سنی تو انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستہ سے دور دوسری طرف ہٹ گئے پھر دور جانے کے بعد مجھے فرمایا۔ اے نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم کچھ سن رہے ہو میں نے کہا نہیں تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں اور فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا ہے نافع کہتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب البیان والشعر الفصل الثالث صفحہ ۳۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان)
 حضرت سیدنا ابو ثعلبہ حنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت ”لَا يَضُرُّكُمْ مَن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ“ کی تفسیر پوچھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اے ابو ثعلبہ! نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اگر تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت، خواہش کی اتباع کی جاتی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر ذی رائے اپنی رائے پر اتراتا ہے تو تم اپنی فکر کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو بے شک تمہارے بعد اندھیری رات کے کھڑے کی طرح فتنے ہیں اس وقت جو دین اختیار کرے گا جس طرح تم نے اختیار کیا تو اسے تم میں سے پچاس (کے برابر) ثواب ملے گا۔ (باب الاحیاء خلاصہ نیکی کا حکم دینا برائی سے منع کرنا ص ۱۷۳)
 (۸) ترجمہ کنز الایمان: اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں یعنی وہ بری مجلس میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر راہ گزر میں برے مل جائیں تو اپنے کو ان سے بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں، نہ وہاں کھڑے ہوں نہ ان سے راضی ہوں۔ (تفسیر نور العرفان)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معنی.....﴾

مَنْ رَأَى: جو دیکھے۔ مُنْكَرًا: برائی، اسم مفعول۔ أضعف: بہت کمزور۔ لَمْ يَسْتَطِعْ: نہ استطاعت ہو۔
 قَمْرَةٌ: بھل۔ حَاكِي: حکایت کرنے والا، اسم فاعل۔
 لَا يُرَدُّ: نہیں لوٹایا جائے گا۔ مُخْتَصٌّ: خاص کیا ہوا۔ رَفَعَ الْحَرَجَ: حرج کا دور کرنا۔ لَا يُؤْضَاؤُ: وہ اس پر راضی نہ ہو۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْدُلُهُ، وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَاتٍ بِحَسَبِ امْرَأٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا تَحَاسَدُوا) قَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ الْحَسَدَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ. وَالتَّجَسُّسُ: اصْلَةُ الِارْتِفَاعِ وَالزِّيَادَةُ، وَهُوَ أَنْ يَزِيدَ فِي ثَمَنِ سِلْعَةٍ لِغَيْرِ غَيْرِهِ، وَهُوَ حَرَامٌ، لِأَنَّهُ غِشٌّ وَخَدِيعَةٌ. وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَلَا تَدَابَرُوا) أَيُّ: لَا يَهْجُرُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ وَإِنْ رَأَاهُ أَعْطَاهُ دَهْرَةً أَيْ ظَهَرَهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يَجِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ).

وَالْبَيْعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، صُورَتُهُ: أَنْ يَبِيعَ أَخُوهُ شَيْئًا فَيَأْمُرُ الْمُشْتَرِيَ بِالْفَسْخِ لِيَبِيعَهُ مِثْلَهُ أَوْ أَحْسَنَ مِنْهُ بِأَقَلِّ مِنْ ثَمَنِ ذَلِكَ، وَالشِّرَاءُ عَلَى الشِّرَاءِ حَرَامٌ: بِأَنْ يَأْمُرَ الْبَائِعُ بِالْفَسْخِ لِيَشْتَرِيَهُ مِنْهُ بِأَعْلَى ثَمَنِ، وَكَذَلِكَ يَحْرُمُ السُّوْمُ عَلَى سُوْمِ أَخِيهِ، وَكُلُّ هَذَا دَاخِلٌ فِي الْحَدِيثِ لِحُصُولِ الْمَعْنَى، وَهُوَ التَّبَاغُضُ وَالتَّدَابُرُ، وَتَقْيِيدُ النَّهْيِ بِبَيْعِ أَخِيهِ يَقْتَضِي أَنَّهُ لَا يَحْرُمُ عَلَى بَيْعِ الْكَاذِبِ، وَهُوَ وَجْهٌ لِابْنِ خَالَوَيْهِ، وَالصَّحِيحُ لَا فَرْقَ، لِأَنَّهُ مِنْ بَابِ الْوَفَاءِ بِاللِّعْمَةِ وَالْعَهْدِ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (التَّقْوَى هَاهُنَا) وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ وَأَرَادَ الْقَلْبَ، وَقَدْ تَقَدَّمَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْفَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ) الْحَدِيثُ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَلَا يَخْدُلُهُ) أَيُّ عِنْدَ امْرَأِهِ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ نَهَيْهِ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ عِنْدَ مُطَالَبَتِهِ بِحَقِّ مَنْ الْحَقُّوقِ، بَلْ يَنْصُرُهُ وَيَعِينُهُ وَيُدْفَعُ عَنْهُ الْأَذَى مَا اسْتَطَاعَ.

وقوله صلى الله عليه وسلم: (وَلَا يَحْقِرُهُ) أَيُّ: فَلَا يَحْكُمُ عَلَى نَفْسِهِ بِأَنَّهُ خَيْرٌ مِنْ غَيْرِهِ، بَلْ يَحْكُمُ عَلَى غَيْرِهِ بِأَنَّهُ خَيْرٌ مِنْهُ، أَوْ لَا يَحْكُمُ بِشَيْءٍ فَإِنَّ الْعَالِمَةَ مَنْطُوبِيَّةٌ وَلَا يَلْزِمُ الْعَبْدُ بِمَا يَحْكُمُ لَهُ، فَإِذَا رَأَى صَغِيرًا

مُسْلِمًا حَكَمَ بِأَنَّهُ خَيْرٌ مِنْهُ بِاعْتِبَارِ أَنَّهُ أَخَفُّ ذُلُوبًا مِنْهُ، وَإِنْ رَأَى مَنْ هُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ حَكَمَ لَهُ بِالْخَيْرِيَّةِ بِاعْتِبَارِ أَنَّهُ أَقْدَمُ هِجْرَةً مِنْهُ فِي الْإِسْلَامِ، وَإِنْ رَأَى كَافِرًا لَمْ يَقْطَعْ لَهُ بِالنَّارِ لِاحْتِمَالِ أَنَّهُ يُسْلِمُ فَيَمُوتُ مُسْلِمًا.

قوله صلى الله عليه وسلم: (بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ إِذَا يَكْفِيهِ مِنَ الشَّرِّ (أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ) يَعْنِي أَنَّ هَذَا شَرٌّ عَظِيمٌ يَكْفِي فَاعْلُهُ عَقُوبَةُ هَذَا الذَّنْبِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (كُلُّ الْمُسْلِمِ... الخ) قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: (إِنْ دَمَاءُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا). وَاسْتَدَلَّ الْكِرَائِسِيُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّ الْغَيْبَةَ وَالْوُقُوعَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِينَ كَبِيرَةٌ. إِمَّا لِذَلَالَةِ الْإِفْتِرَانِ بِالْدَمِ وَالْمَالِ وَإِمَّا لِلتَّعْشِيبِ بِقَوْلِهِ: (كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا). وَقَدْ تَوَعَّدَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْعَذَابِ الْإِكْرَامِ عَلَيْهِ لِقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يُؤْذِ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نُدَقُهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ﴾.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”باہم حسد نہ کرو، محض قیمت بڑھانے کیلئے باہم بولی نہ دو، باہم دشمنی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو تم میں سے کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر جانتا ہے آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا، تقویٰ یہاں ہے انسان کے براہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔“

روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”لَا تَحَاسَدُوا“۔

تحقیق حسد کی تین اقسام گزر گئیں (۲) اور النُّجُشُ کی اصل بھاؤ کا بڑھنا اور اصطلاحی معنی ہے، سامان کے ٹخن میں زیادتی کرنا تا کہ وہ غیر کو دھوکا دے جو حرام ہے کیونکہ یہ ملاوٹ اور دھوکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَلَا تَدَاهِرُوا“ یعنی تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کو نہ چھوڑے (قطع تعلق نہ کرے) کہ اگر

اسے دیکھے تو اس کی طرف پیٹھ کر کے اعراض کرے۔

کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے کہ جب دونوں ملے تو وہ اس سے اعراض کرے (منہ پھیرے) وہ اس سے اعراض کرے (منہ پھیرے) ان دونوں میں سے افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرے (۳) اور اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنے کی صورت یہ ہے کہ بائع کسی شے کو بیجتا ہے اور کوئی شخص مشتری سے (مدت خیار میں) کہتا ہے اس بیع کو فسخ کر دوں گا کہ وہ (فسخ بیع پر ابھارنے والا) اس مشتری کو اسی قیمت پر اس سے بہتر کم قیمت پر بیچے۔ (۴) شِرَاءٌ عَلَى الشِّرَاءِ (بیع پر بیع کرنا) حرام ہے اس طرح کہ کوئی شخص بائع سے کہے کہ اس بیع کو فسخ کر دوں گا کہ وہ اس بائع سے زیادہ قیمت میں خریدے اور اسی طرح مسلمان بھائی کی معنی پر معنی کرنا بھی حرام ہے۔

اور ان تمام میں تَبَاغُضٌ وَ تَدَاوُرٌ کا معنی پائے جانے کی وجہ سے یہ تمام باتیں اس حدیث میں داخل ہیں اور بیع کے متعلق نبی وہ اپنے مسلمان بھائی کی بیع کے ساتھ خاص ہے جو کہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ کافر کی بیع پر بیع کرنا (قیمت کا بڑھنا وغیرہ) منع نہیں جو کہ ابن خالویہ کے نزدیک ہے۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ مسلمان اور کافر کی بیع میں کوئی فرق نہیں (لہذا اس حدیث میں مسلمان اور کافروں کی بیع پر بیع کرنا منع ہے) کیونکہ یہ باب الوفاء والذمۃ والہمد سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”اَلتَّقْوٰی هَا هُنَا“ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک سینے کی طرف اشارہ کر کے دل مراد لیا (۵) جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان، خیر دار جسم میں گوشت کا ایک ٹوٹھا ہے جب وہ درست ہو تو تمام جسم درست ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَلَا يَخْذُلُهُ“ یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر یا اپنے حق کا مطالبہ کرتے وقت (اسے ذلیل نہ کرے) جبکہ اس کی مدد کرے اور حسب استطاعت اس سے تکلیف کو دور کرے۔ (۶)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَلَا يَخْذُلُهُ“ یعنی اپنے آپ کو اس سے بہتر نہ جانے بلکہ اپنے دوسرے کو اپنے سے بہتر جانے یا کسی بھی شے کا فیصلہ کرے کہ انجام مخفی ہے بندہ نہیں جانتا کہ اس کا خاتمہ کس پر ہوگا۔ (۷) لہذا جب وہ کم عمر مسلمان کو دیکھے تو اسے اپنے سے بہتر جانے اس لیے کہ اس کے گناہ کم ہیں اور اگر زیادہ عمر والے (بڑے) کو دیکھے تو اسے اپنے سے خیر یہ (خیر القرون سے نسبت رکھنے والا) جانے اس لیے کہ وہ اسلام میں پہلے داخل ہوا اور زیادہ نیکیوں والا ہے۔

اور اگر کافر کو دیکھے تو اس کیلئے دوزخ کو قطعی نہ جانے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اسلام لے آئے اور مسلمان ہی مرے۔ (۸) رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشُّرِّ“ یعنی مسلمان کے شر سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے یعنی یہ بڑا شر ہے۔ اس کا ارتکاب کرنے والا دوسرے گناہ نہ بھی کرے تو اسے اس گناہ کی سزا ہی کافی ہے۔ (۹)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”كُلُّ الْمُسْلِمِ الْعِجَّةُ“ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا، بے شک تمہارے خون، مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا آج کا دن تمہارے اس (مقدس) شہر میں (۱۰) اور حضرت علامہ کرابی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ غیبت کرنا اور مسلمان کی عزت میں پڑنا گناہ کبیرہ ہے (۱۱) خون اور مال سے ملنے کی وجہ سے یا پھر رسول اللہ ﷺ کے اس قول

”كُحْرُومَةٌ يَوْمَئِذٍ هَذَا لِيْ شَهْرِكُمْ هَذَا لِيْ بَلَدِكُمْ هَذَا“ کے ساتھ تشبیہ کی وجہ سے اور تحقیق اس پر اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا، ”وَمَنْ يُؤْذِيْهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ“ [الحج ۲۵] (۱۲)

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث میں امام الانبیاء، شاہ کون و مکان، فخر انسانیت، معلم انسانیت ﷺ نے آداب اجتماعیت کو بیان فرمایا کہ معاشرتی زندگی اس طرح گزارو۔

(۱) دیکھئے الحدیث التاسع۔

(۲) دیکھئے الحدیث الثالث عشر۔

(۳) سلام کرنے میں پہل کرنے کی فضیلت۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ صَدَقَ بِنِ عَجْلَانَ الْبَاهِلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ”إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ“

حضرت ابوامامہ صدیق بن عجلان الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بے شک لوگوں میں اللہ عزوجل کے نزدیک وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔“ (ریاض الصالحین باب آداب السلام)

اس حدیث مبارکہ میں اولی الناس باللہ سے معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنے والے اللہ عزوجل کا قرب پاتے ہیں جیسا کہ اس کی شرح نزوحہ المتعین میں ہے

أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّهِ ، أَيْ أَحَقُّهُمْ بِالْقُرْبِ مِنْهُ بِالطَّاعَةِ۔

اولی الناس باللہ سے مراد ہے کہ سلام میں پہل کرنے والے اللہ عزوجل کی اطاعت کے سبب اللہ عزوجل کے قرب

کے زیادہ حقدار ہیں۔ (نزوحہ المتعین شرح ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین (ج اول) کتاب السلام باب آداب السلام صفحہ ۵۸۲)

إِنَّ أَلْرَبَّ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ بِالطَّاعَةِ مِنْ بَدَأَ أَعْمَاءَ بِالسَّلَامِ عِنْدَ مُلَاقَاتِهِ لِأَنَّهُ السَّابِقُ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ
وَالْمُبَادِرَ إِلَى تَطْيِيبِ نَفْسِ أَخِيهِ وَالْمَذِجُّ لَهْ بِذِكْرِ اللَّهِ۔

بے شک اطاعت کے سبب لوگوں میں سے اللہ عزوجل کے نزدیک وہ شخص ہوگا جو اپنے بھائی کی ملاقات کے وقت اس سے سلام میں پہل کرے کیونکہ سلام میں پہل کرنے والا ذکر اللہ عزوجل کرنے میں سابق (اول) اور اپنے بھائی کا دل خوش کرنے میں جلدی کرنے والا اور اپنے بھائی کو ذکر اللہ عزوجل کرنے میں نصیحت کرنے والا ہے یعنی ذکر اللہ عزوجل یاد دلانے والا ہے۔ (ایضاً) (۳) ایسی ہیج ممنوع ہے۔ (بہار شریعت ج دوم کتاب المیوع حصہ ۱ صفحہ ۷۷)

بائع، مشتری، ہیج کی تعریفات دیکھئے الحدیث الثالث والعشرون۔

(۵) یعنی تقویٰ دل میں ہے اگر دل میں خوف خدا عزوجل ہو تو معاملات بھی درست رہتے ہیں۔
تقویٰ کے تین درجات:

(۱) اللہ عزوجل پر ایمان، لانا شرک نہ کرنا۔

اس کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا، وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى۔

ترجمہ کنز الایمان: اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا۔

(۲) اس چیز سے بچنا جو گناہ میں ڈالے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا، وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا۔

ترجمہ کنز الایمان:

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے۔

(۳) ہر اس چیز سے بچنا جو اللہ عزوجل سے غافل کر دے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا، وَاتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ۔ ترجمہ کنز الایمان: ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ [ال عمران ۱۰۲]

اس درجے سے مراد اللہ عزوجل کی یاد میں گم ہو جانا بس خدا عزوجل ہی خدا عزوجل ہو۔

شاعر نے کہا

خَيْبَا لَكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرُكَ فِي لَبِي
وَمَفْرَاكَ فِي لَبِي لَأَيْنَ تَفِيئِبُ

[فتح ۲۶]

[الاعراف: ۹۶]

اے اللہ عزوجل تیرا خیال میری آنکھوں میں تیرا ذکر میرے لبوں پر تیری یاد کا ٹھکانہ میرا دل ہے پس تو کہاں پوشیدہ رہا۔
(شیخ زادہ علی تفسیر بیضاوی)

(۶) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَبِي قَعَادَةَ أَنَّ أَبَا قَعَادَةَ طَلَبَ غَرِيْمًا لَهُ فَتَوَارَى عَنْهُ ثُمَّ وَخَذَهُ فَقَالَ إِنِّي مُعَسِّرٌ قَالَ
لِلَّهِ لِلَّهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَنْفَسْ عَنْ مُعَسِّرٍ أَوْ
يَضَعْ عَنْفَ.

(۷) اس سے عام لوگ مراد ہیں مگر نہ تو اللہ عزوجل نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اس کا علم عطا فرمایا۔

(۸) اگر کفر پہ خاتمہ ہو تو اس کیلئے دوزخ قطعی جانے اور جب تک اسلام نہ لائے تو اس کے کفر پر رہنے کو سخت برا

جانے اور قبول اسلام کی اس لیے دعا کرے جیسا کہ امام الانبیاء، سرکار مدینہ، محسن کائنات، معلم انس و جن ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارش پر ان کی والدہ ماجدہ کیلئے قبول اسلام کی دعا کی اور وہ ایمان لے آئی۔

(۹) عَنْ عِيَاضِ بْنِ جَمَارِ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى

إِلَيَّ أَنْ تَوَاضِعُوا حَتَّى لَا يَفْخُرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَيَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ.

(مکتوٰۃ الصالح باب الفخر والعتبۃ العصبیۃ الفصل الاول صفحہ ۳۱۷ قدیمی کتب خانہ)

حضرت عیاض بن جمار مجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ

تواضع کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ أَلْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ

مَاتُوا وَالنَّمَاهُمْ فَحَمٌّ مِّنْ جَهَنَّمَ أَوْ لِيَكُونَنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجَعَلِ الَّذِي يُنْهَدُهُ الْخَرَاءُ بِأَنْفِهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ

عَنْكُمْ عُيْبَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخَرَهَا بِالْأَبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمٌ مِنْ تَرَابٍ“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور اقوام اپنے فوت شدہ ان آباؤ اجداد

پر فخر کرنے سے باز آ جائیں جو دوزخ کا کونکہ ہیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس گندے کیڑے سے بدتر ہو جائیں گے جو اپنی ناک

میں گندگی لگاتا ہے اللہ تعالیٰ نے یقیناً تم سے جاہلیت کا تکبر اور آباؤ اجداد پر فخر دور فرمایا انسان مومن متقی ہے یا کافر بد بخت تمام لوگ

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں۔

(ترمذی، مکتوٰۃ الصالح باب الفخر والعتبۃ العصبیۃ الفصل الثانی ص ۳۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۱۰) مطلب یہ ہے کہ جس طرح حج کے دن کی اور مقدس شہر مکہ المکرمہ کی حرمت و تعظیم تمہارے نزدیک ہے اسی طرح تمہارے خون، مال اور تمہاری عزتوں کی حرمت ہے احترام مسلم کو اختیار کرنا لازم ہے۔

(۱۱) اس کی تذلیل کرنا، دھوکا دینا بلکہ ہر وہ کام جس سے مسلمان کی دل آزاری ہو اس کا کرنا سخت گناہ ہے۔

(۱۲) ترجمہ کنز الایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اس آیت مقدسہ کا شان نزول کچھ یوں بیان فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ نے عبد اللہ ابن انیس کو ایک انصاری کے ساتھ بھیجا انہوں نے آپس میں اپنی خاندانی عظمتیں بیان کیں۔ عبد اللہ ابن انیس کو غصہ آیا اور انصاری کو قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرقان)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

لَا تَحَاسَبُوا: فعل مضارع نبی معروف، جمع مذکر حاضر، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ لَا تَنَاجَشُوا: یعنی تم ایک دوسرے کی بولی پر قیمت بڑھانے کیلئے قیمت نہ دو۔ لَا تَبَاغَضُوا: فعل مضارع نبی معروف، جمع مذکر حاضر، تم ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھو۔ لَا تَدَابَرُوا: تم ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو۔ تَكُونُوا: فعل امر حاضر معروف، تم سب ہو جاؤ۔ يُقْرَضُ: وہ اعراض کرتا ہے۔

يَتَدَا: پہل کرتا ہے۔ بَاغِلًا: زیادہ مہنگی۔ ابْنُ خَالُوَيْه: نام ہے۔ الْأَذَى: تکلیف۔ الْعَاقِبَةُ مَنْطُوبَةٌ: مغل

انجام۔

أَخْفٌ: زیادہ ہلکا۔ الْكُورَابِيسِيُّ: اسم ہے۔ الْإِفْتِرَانُ: متصل ہونا۔ تَوَعَّدَ: اس نے وعدہ کیا۔ الْأَلِيمُ: دردناک۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ السَّادِسُ وَالثَّلَاثُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَادَرُونَ سُوْرَةَ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتُهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهَذَا اللَّفْظِ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ) فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحَابِ الْقَرْضِ، وَعَلَى اسْتِحَابِ خِلَاصِ الْأَسِيرِ مِنْ أَيْدِي الْكُفَّارِ بِمَالٍ يُعْطِيهِ، وَعَلَى تَخْلِيصِ السَّمِيمِ مِنْ أَيْدِي الظُّلْمَةِ وَخِلَاصِهِ مِنَ السِّجْنِ. يُقَالُ: إِنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا خَرَجَ مِنَ السِّجْنِ كَتَبَ عَلَى بَابِهِ: "هَذَا قَبْرُ الْأَحْيَاءِ، وَشِمَاتُ الْأَعْدَاءِ، وَتَجْرِبَةُ الْأَصْدِقَاءِ". وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْبَابِ الضَّمَانُ مِنَ الْمُعْسِرِ، وَالْكَفَالَةُ بِبَدْلِهِ، لِمَنْ هُوَ قَادِرٌ عَلَيْهِ، أَمَّا الْعَاجِزُ فَلَا يَنْبَغِي لَهُ ذَلِكَ، وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ الْقُفَالِ: إِنَّ فِي التَّوْرَةِ مَكْتُوبًا: إِنَّ الْكَفَالَةَ مَدْمُومَةٌ أَوْ لَهَا نَدَامَةٌ وَأَوْسَطُهَا مَلَامَةٌ، وَآخِرُهَا غَرَامَةٌ. فَإِنَّ قَيْلَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ١٦٠] - وهذا الحديث يدلُّ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَةَ بِمِثْلِهَا لِأَنَّهَا قُرْبَلَتْ بِتَفْسِيسِ كُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَمْ تَقَابَلْ بِعَشْرِ كُرْبٍ مِنْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

لجوابه من وجهين:

أحدهما: أَنَّ هَذَا مِنْ بَابِ مَفْهُومِ الْعَدَدِ، وَالْحَكْمُ الْمَعْلُوقُ بِعَدَدٍ لَا يَدُلُّ عَلَى نَفْيِ الزِّيَادَةِ وَالنَّقْصَانِ. وَالثَّانِي: أَنَّ كُلَّ كُرْبَةٍ مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَشْتَمِلُ عَلَى أَهْوَالٍ كَثِيرَةٍ وَأَحْوَالٍ صَعْبَةٍ وَمَخَافٍ جَمَّةٍ، وَبِئْسَ الْأَهْوَالُ تَزِيدُ عَلَى الْعَشْرَةِ وَأَضْعَافِهَا. وَفِي الْحَدِيثِ سِرٌّ آخَرٌ مَكْتُومٌ يَظْهَرُ بِطَرِيقِ اللَّازِمِ لِلْمَلْزُومِ، وَذَلِكَ أَنَّ فِيهِ وَعْدًا بِإِخْبَارِ الصَّادِقِ: أَنَّ مَنْ نَفَسَ الْكُرْبَةَ عَنِ الْمُسْلِمِ يَخْتِمُ لَهُ بِخَيْرٍ، وَيَمُوتُ عَلَى الْإِسْلَامِ، لِأَنَّ الْكُفَّارَ لَا يُرْحَمُ فِي دَارِ الْآخِرَةِ وَلَا يُنْفَسُ عَنْهُ مِنْ كُرْبِهِ شَيْءٌ، فَفِي الْحَدِيثِ إِشَارَةٌ إِلَى بَشَارَةِ تَضَمُّنِهَا الْعِبَارَةَ الْوَارِدَةَ عَنْ صَاحِبِ الْأَمَارَةِ، لِهَذَا الْوَعْدِ الْعَظِيمِ فَلْيَتَّقِ الْوَالِقُونَ هَلْ يَعْمَلُ هَذَا فَلْيَعْمَلْ

الْعَمَلُونَ ﴿[الساآت: ۶۱]۔ فَالْفَضْلُ الْعَمَلُ تَنْفِيْسُ الْكَرْبِ.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو کسی مومن سے دنیا کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دور کرے گا اور جو کسی بتکدست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے اور جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے گمروں میں سے کسی گمراہ کوئی قوم جمع نہیں ہوتی کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور اسے آپس میں سیکھیں سکھائیں مگر ان پر سکون نازل ہوتا ہے رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر سایہ لگن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بارگاہ میں ان کا ذکر فرماتا ہے اور جس آدمی کا عمل تاخیر کرے اس کا نسب اس کیلئے جلدی نہیں کرتا۔“

روایت کیا اسے امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہی الفاظ کے ساتھ۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كَرْبَةً مِنْ كَرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كَرْبَةً مِنْ كَرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ“۔

اس فرمان میں اس بات پر دلیل ہے کہ حاجت مند مسلمان کو قرضہ دینا، کفار کے قبضہ سے مسلمان قیدی کو مال کے عوض

چھڑانا، مسلمان کو ظالموں کے قبضہ سے آزاد کروانا اور مسلمان قیدی کو جیل سے آزاد کروانا مستحب ہے۔ (۲)

منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ سے نکلے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے دروازے پر لکھا، ”هَذَا

قَبْرُ الْأَحْيَاءِ وَهَيْمَانَةُ الْأَعْدَاءِ وَتَجْرِبَةُ الْأَصْدِقَاءِ وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْبَابِ الضَّمَانُ عَنِ الْمُغْسِرِ وَالْكَفَالَةِ بِيَدِنِهِ

لِمَنْ هُوَ قَائِدٌ عَلَيْهِ أَمَّا الْعَاجِزُ فَلَا يَنْبَغِي لَهُ ذَلِكَ“۔

یہ زندوں کی قبر ہے، دشمنوں کی خوشی ہے، دوستوں کا تجربہ ہے اور اس دروازے میں تنگ دست ضمان داخل ہوتا ہے اس

کے بدن کی کفالت کرنا اس آدمی کیلئے ہے جو اس پر قادر ہو بہر حال یہ عاجز کیلئے مناسب نہیں۔ (۳)

بعض اصحاب قفال نے کہا ہے، بے شک تو رات شریف میں لکھا ہوا ہے کہ کفالت مذموم ہے جس کا اول ندامت، اوسط

(درمیان) ملامت اور آخرت ندامت ہے۔

پس اگر اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[الانعام ۱۴۰] (۴)

”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا“۔

جبکہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک نیکی اپنی ہی مثل ہے (۵) کیونکہ ایک نیکی کو ایک تکلیف دور کرنے

کے مقابلے میں لایا گیا ہے قیامت کی دس تکالیف کے مقابلے میں نہیں لایا گیا۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں

اس میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مفہوم عدد سے ہے (۶) اور جہاں پر حکم عدد پر معلق ہو (یعنی عدد سے تعلق رکھتا ہو) تو وہ

زیادتی و کمی پر دلالت نہیں کرتا۔

دوسرا یہ ہے کہ ایک حسنة کے مقابلے میں قیامت کی جس ایک مصیبت کو دور کیا جائے گا وہ مصیبت کئی مصیبتوں کے برابر

بے شمار مشکل خطرناک احوال پر مشتمل ہوگی اور وہ احوال دس اور زائد پر مشتمل ہو گئے۔ (۷)

اور اس حدیث مبارکہ میں ایک چھپا ہوا راز ہے جو لازم کی بدولت ملزوم سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں صادق

(رسول اللہ ﷺ) کے خبر دینے کے سبب وعدہ ہے کہ جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے گا (اس سے آخرت کی مصیبت ہی دور نہیں کی

جائے گی بلکہ اس کے علاوہ بھی اسے فضیلت ملے گی) اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا اور اسلام پر مرے گا کیونکہ کفار پر آخرت میں رحم نہیں کیا

جائے گا اور نہ ہی اس سے آخرت کی کسی مصیبت کو دور کیا جائے گا نیز اس حدیث کی عبارت صاحب اقتدار لوگوں کیلئے بشارت کو

حضمن ہے (۸) لہذا خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اسی وعدہ عظیم پر بھروسہ کریں، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا،

”لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ“ [الصافات ۶۱] (۹)۔

لہذا سب سے افضل عمل تکلیف کو دور کرنا ہے۔ (۱۰)

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں امام الانبیاء ﷺ نے لوگوں سے خیر خواہی کرنے اور علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل

کرنے کا ارشاد فرمایا۔

(۱) دیکھئے الحدیث التاسع۔

(۲) امیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی

تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ امیہ نے حضرت بلال کو گرم

زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھران کے سینے پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ ایمان ان کی زبان پر جاری ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

امیہ سے فرمایا اے بدنصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں۔ اس نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو خرید لیجئے آپ نے گراں

قیمت پران کو خرید کر آزاد کر دیا تو اس پر سورۃ لیل کی آیات نازل ہوئیں۔
(تفسیر خزائن العرفان)

(۳) جیل میں انسان زندہ ہونے کے باوجود تکلیف کے باعث مثل مدبوح ہوتا ہے، دشمن خوش ہوتے ہیں، عزیز و اقارب غم میں مبتلا ہوتے ہیں، لوگ حقارت سے دیکھتے ہوئے طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں لہذا عاجز و محتاج کا اس تکلیف سے نجات پانا بہت دشوار ہوتا ہے۔

(۴) ترجمہ کنز الایمان جو ایک نیکی لائے تو اس کیلئے اس جیسی دس ہیں۔

یہ قانون ہے اور اس سے ہزار ہا گنا عطا فرماتا رب عزوجل کا فضل ہے۔

لہذا آیات میں تعارض نہیں۔

(۵) یعنی ایک ہی کے برابر ہے دو یا زیادہ نہیں۔

(۶) اس کا تعلق مفہوم عدد سے ہے، مفہوم عدد ایک اصطلاح ہے یعنی یہاں پر محض یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت کی سختیوں

میں سے ایک کو دور کیا جائے گا۔

(۷) یعنی جو مطلق ایک سختی کا دور کرنا فرمایا گیا یہ دیگر دس سختیوں کے دور ہونے کی نفی نہیں کرتا کیونکہ ایک عدد دوسرے

عدد کی نفی نہیں کر رہا۔

(۸) کیونکہ صاحب اقتدار کے پاس لوگ اپنی تکالیف و شکایات لاتے ہیں اس طرح صاحب اقتدار اور ان کی

تکالیف کو دور کر کے اپنے لیے کثیر نیکیاں کما سکتے ہیں۔

(۹) ترجمہ کنز الایمان ایسی ہی بات کیلئے کامیوں کو کام کرنا چاہیے۔

یہ کلام رب تعالیٰ کا ہے جو آج فرمایا جا رہا ہے یعنی اے بندو اسی کامیابی کیلئے کوشش کرو جس کا حال نہیں سنایا گیا۔

(تفسیر نور العرفان)

(۱۰) اسی طرح دیگر اعمال کو بھی افضل فرمایا گیا جیسے:

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ سَعْرِ الْمُسْلِمِ إِذَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ أَنَّهُ عَمَلٌ فَاحِشَةٌ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الدِّينَ يُجْهَدُ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الدِّينِ أَمْنُوا لَهُمْ عَذَابَ آلِيمٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ [النور: ۱۹]۔

وَالْمُسْتَعَجَبُ لِلْإِنْسَانِ إِذَا اقْتَرَفَ ذَنْبًا أَنْ يَسْعَرَ عَلَى نَفْسِهِ، وَأَمَّا شَهْوَةُ الزُّنَا، فَاخْتَلَفَ فِيهِمْ عَلَى وَجْهَيْنِ:

احدهما: يَسْعَرُ لَهُمُ السَّعْرُ، وَالثَّانِي: الشَّهَادَةُ.

وَفَضَّلَ بَعْضُهُمْ لِقَالَ: إِنْ رَأَوْا مَضْلِحَةً فِي الشَّهَادَةِ فَهَلُّوْا، أَوْ فِي السِّتْرِ سَتِّرُوْا.

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى اسْتِعْجَابِ الْمَشِي فِي طَلْبِ الْعِلْمِ، وَيُرْوَى أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَوْحَى إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: أَنْ تَحُدَّ عَصَا مِنْ حَدِيدٍ وَتَعْلَنْ مِنْ حَدِيدٍ وَامْشِ فِي طَلْبِ الْعِلْمِ حَتَّى يَتَخَرَّقَ النَّعْلَانِ وَتَتَكَسَّرَ الْعَصَا.

وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى خِلْمَةِ الْعُلَمَاءِ، وَمَلَاذِمَتِهِمْ، وَالسَّفَرِ مَعَهُمْ، وَاسْتِعْجَابِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَاكِيًا عَنْ مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: ﴿قُلْ أَتَبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عَلَّمْتَ رُحْدًا﴾ [الكهف: ٢١٦]-
وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ لَهُ سَرَائِطٌ، مِنْهَا: الْعَمَلُ بِمَا يَعْلَمُهُ وَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: الْعُلَمَاءُ هُمُّهُمْ الرُّعَايَةُ، وَالسَّفَهَاءُ هُمُّهُمْ الرُّوَايَةُ.

قال الشاعر:

مَوَاعِظُ الرَّاعِظِ لَنْ تُقْبَلَا
يَأْقُومُ مَنْ أَظْلَمَ مِنْ وَاعِظِ
أَظْهَرَ بَيْنَ الْخَلْقِ إِحْسَانَهُ
حَتَّى يَغِيثَ الْقَلْبُ أَوْلَا
خَالَفَ مَا لَقْنَا لَهُ فِي الْمَلَاءِ
وَخَالَفَ الرَّحْمَنَ لَمَّا خَلَا

وَمِنْ سَرَائِطِهِ: نَشْرُهُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ [التوبة: ١٢٣]- وَرَوَى أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: (أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ أَجْوَدِ الْأَجْوَادِ) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ (اللَّهُ أَجْوَدُ الْأَجْوَادِ، وَأَنَا أَجْوَدُ وُلْدِ آدَمَ، وَأَجْوَدُهُمْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَحَدَهُ، وَرَجُلٌ جَادَ بِنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى لُعِلَ).

وَمِنْ سَرَائِطِهِ: تَرْكُ الْمُبَاهَاةِ وَالْمُمَارَاةِ، وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لَارْتَبَعَةٍ دَخَلَ النَّارَ: لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءُ، أَوْ يُمَارَى بِهِ السَّفَهَاءُ، أَوْ يُتَّخَذَ بِهِ الْأَمْوَالُ، أَوْ يُصْرَفَ بِهِ وَجْوهُ النَّاسِ إِلَيْهِ).

ومن سرائطه: الإحتساب في نشره وترك البخل به، قال الله تعالى: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾

[الانعام: ٩٠]

وَمِنْ شَرَائِطِهِ: تَرَكَ الْإِتْفَاحَ مِنْ قَوْلٍ لَا أَذْرِي، لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُلُوِّ مَرْتَبِهِ لَمَّا سُئِلَ عَنِ السَّاعَةِ: (مَا الْمَسْتَوَّلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ). وَسُئِلَ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ: (لَا أَذْرِي).

وَمِنْ شَرَائِطِهِ: التَّوَضُّعُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾ [الفرقان: ٦٣]۔ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ: (يَا أَبَا ذَرٍّ إِحْفَظْ وَصِيَّةَ نَبِيِّكَ عَسَى أَنْ يَنْفَعَكَ اللَّهُ بِهَا، تَوَضَّعَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَسَى أَنْ يَرْفَعَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَسَلِّمْ عَلَى مَنْ لَقِيتَ مِنْ أُمَّتِي بِرَّهَا وَلا جِرْهَا، وَالْبَيْسَ الْعُخْشَنَ مِنَ الثِّيَابِ، وَلَا تُرِدْ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى، لَعَلَّ الْكِبْرَ وَالْحَمِيَّةَ لَا يَجِدَانِ فِي قَلْبِكَ مُسَاعَاةً).

ترجمہ:

اور حدیث مبارکہ میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ جب مسلمان کے برے عمل پر مطلع ہو تو اسے چھپانا مستحب ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے، "إِنَّ الَّذِينَ يُجَاهِدُونَ أَنْ تَشْبَعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي

[البورہ: ١١] (۱۱)

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"

(معلوم ہوا کہ) جب مسلمان غلطی سے گناہ کا ارتکاب کر لے تو جسے معلوم ہوا اسے لوگوں پر ظاہر نہ کرنا (چھپانا) مستحب

ہے، البتہ زنا کی گواہی کا علماء کرام رحمہم اللہ میں اختلاف ہے،

بعض کے نزدیک چھپانا مستحب ہے۔ بعض کے نزدیک گواہی دینا مستحب ہے۔

اور بعض علمائے کرام رحمہم اللہ نے اس طرح وضاحت کی ہے کہ اگر گواہی دینے میں مصلحت ہو تو ضرور گواہی دے اور اگر

گواہی نہ دینے میں مصلحت ہو تو نہ دے بلکہ اسے چھپالے۔

اور حدیث مبارکہ میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ علم دین کی طلب میں چلنا (سفر کرنا) مستحب ہے۔

اور روایت کیا گیا کہ بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی۔

لوہے کا عصا پکڑو، لوہے کی نطین پکڑو (پہنو) اور علم کی تلاش میں چلو یہاں تک کہ دونوں نطین پھٹ جائیں اور عصا ٹوٹ

جائے۔ (۱۲)

اور حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے۔

اور حدیث مبارکہ میں علماء کرام رحمہم اللہ کی خدمت کرنے، ان کی صحبت اختیار کرنے، ان کے ساتھ سفر کرنے اور ان سے

علم دین حاصل کرنے پر بھی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق حکایت کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے، ”هَلْ أَتَبِعَكَ عَلِيٌّ أَنْ تَعْلَمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ رُشْدًا“۔
[الکلبف ۴۳] (۱۳)

اور تو جان لے اس (حدیث مبارکہ کی فضیلت پانے) کیلئے چند شرائط ہیں
(۱) جو کچھ سیکھا اس پر عمل کرنا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، علماء وہی ہیں جن کا مقصد رعایت کرنا ہے اور بے وقوفوں کا مقصد روایت کرنا ہے۔
شاعر نے کہا، واعظ کی مواعظ ہرگز قبول نہیں کی جاتیں یہاں تک کہ پہلے اس کا دل قبول (تسلیم) کرے۔
اے میری قوم اس واعظ سے بڑھ کر کون ظالم، جو اس کی مخالفت (بالعمل) کرے جو اس نے سرداروں میں کیا۔
اور اس سے بڑھ کر کون ظالم، جو مخلوق کے سامنے اپنا نیک ہونا ظاہر کرے اور تجھائی میں رحمن کی مخالفت کرے۔
(۲) علم دین کا پھیلا نا۔ (۱۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”فَلَوْلَا نَفَرْنَا مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا لِي الَّتِي نِيْنِ وَ لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذْ رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ“۔
[التوبہ ۱۲۲] (۱۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان سے فرمایا؟ کیا میں تمہیں سب سے زیادہ سخی کے بارے میں نہ بتا دوں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ سب سے زیادہ جو دو کرم والا ہے (۱۶) اور میں اولاد آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ جو دو کرم والا ہوں، اور میرے بعد سب سے زیادہ سخاوت والا وہ شخص ہے جس نے علم دین حاصل کیا اور اسے پھیلا یا ایسا شخص قیامت کے دن اکیلا ایک امت (ایک جماعت) کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا اور ایسا شخص جس نے راہ خدا تعالیٰ میں جہاد کیا یہاں تک کہ وہ شہید کر دیا گیا۔

(۳) (عالم کا) فخر و جھگڑا (کرنا) ترک کرنا۔

رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا،
جس نے چار (باتوں) کیلئے علم حاصل کیا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

(۱) تاکہ علم کے ذریعے علماء پر فخر کرے۔

(۲) تاکہ علم کے ذریعے بے وقوفوں سے جھگڑا کرے۔

(۳) تاکہ علم کے ذریعے مال جمع کرے۔

(۴) تاکہ علم کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے۔ (۱۷)

علم دین بغیر بخل کے پھیلانے میں رضا الہی عزوجل کا ہونا۔ (۱۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "كُلُّ لَأَسْتَلِكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا" [الانعام ۹۰]۔ (۱۹)

(۵) خودداری، اناپرستی کا ترک کرنا۔

”لَا أُذْرِي“ کے قول سے خودداری (اناپرستی) کا ترک کرنا، اگر واقعی علم نہیں کسی سوال کا جواب نہیں آتا تو بلا جھجک

”لَا أُذْرِي“ کہہ دے۔

کیونکہ حضور ﷺ سے حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ بہت بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود، ”مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمُ مِنَ السَّائِلِ“ جس قیامت کے بارے میں سوال کیا ہو اسائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ (۲۰)

اور اسی طرح روح کے متعلق سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ”لَا أُذْرِي، میں نہیں جانتا۔ (۲۱)

(۶) اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

”وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا“ (الفرقان ۶۳)۔ (۲۲)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اے ابو ذر رضی اللہ عنہ! اپنے نبی ﷺ کی وصیت یاد رکھو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کے ذریعے نفع دے، اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی کرو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے بلند مرتبہ عطا کرے اور میری امت میں سے جس نیک و فاجر سے تو ملے سلام کر اور اللہ عزوجل کی رضا کیلئے کھردرا (سخت) لباس پہنوتا کہ تکبر و حمیت تیرے دل میں جگہ نہ پائیں۔

(۱۱) ترجمہ کنز الایمان: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چمچا پھیلے ان کیلئے دردناک عذاب ہے دنیا و

آخرت میں۔

(ان لوگوں سے مراد منافق ہیں) جیسے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافق جن کا کام ہے ہی فتنہ پھیلانا۔ (تفسیر نور العرفان)

(۱۲) حصول علم بقدر حاجت ضروری ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“۔

[الانبياء: ۷]

ترجمہ کنزالایمان: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

(۱۳) ترجمہ کنزالایمان: (اس سے موسیٰ نے کہا) کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک

بات جو تمہیں تعلیم ہوئی۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

(تفسیر نور العرقان)

(۱) شاگرد کا استاد کے ساتھ رہنا۔ (۲) استاد کی خدمت کرنا۔

(۳) استاد کا ادب کرنا۔

(۱۴) علم ایک ایسی لازوال دولت ہے جو خرچ کرنے سے حرید بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی بلکہ اس کو خرچ کرنے

(پھیلانے) کا امام الانبیاء ﷺ نے خود حکم دیا ہے۔

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً“۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ مجھ سے لوگوں کو پہنچاؤ اگرچہ ایک

(مکتوٰۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الاول: صفحہ ۳۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہی آیت ہو۔

”عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَصَرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاَهَا وَأَدَّأَهَا“۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل اس بندے کو ہر ابھرار کھے جو

(مکتوٰۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الثالث)

میرا کلام سنے، اسے یاد رکھے، خیال رکھے اور پہنچا دے۔

(۱۵) ترجمہ کنزالایمان: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور

واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سائیں اس امید پر کہ وہ بھیجیں۔

یعنی تمام افراد کا ہی حصول علم کیلئے جانا ضروری نہیں یعنی بعض جائیں اور بعض گھر رہیں، جیسا تفسیر نور العرقان میں اسی

آیت مقدسہ کے تحت ہے

ایک جماعت گھر میں رہے، معلوم ہوا کہ اگر بستی میں ایک شخص بھی مکمل عالم دین ہو جائے تو سب کا فرض ادا ہو گیا۔

(تفسیر نور العرقان)

اس سے معلوم ہوا کہ علوم دینیہ میں علم فقہ سب سے افضل ہے۔ آج کل لوگوں نے اس سے لاپرواہی کر دی ہے اور قرآن

کے سچے جموٹے ترجموں کے پیچھے پڑ گئے۔ رب عزوجل فرماتا ہے جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی، اور بقدر ضرورت فقہ
سیکھنا فرض عین ہے لہذا روزے، نماز، پاکی پلیدی کے احکام سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ یہ عبادات سب پر فرض ہیں
اور تاجر پر تجارت کے مسائل، ملازم پر نوکری کے مسائل سیکھنا فرض ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم دین سیکھنا نفل نماز
سے افضل ہے۔ (خزائن العرفان)

(۱۶) اللہ تبارک و تعالیٰ بے نیاز ہے، وہ سبھی کا خالق و مالک ہے، سبھی کو عطا کرنے والا ہے، جسے عطا کرے بے
حساب عطا فرمائے، کچھ اپنی ذات کیلئے بچا کر نہ رکھے لہذا اللہ عزوجل کو سنی کہنا ممنوع ہے کیونکہ سنی اسے کہتے ہیں جو کچھ عطا کرے
کچھ اپنے پاس رکھے اور اللہ عزوجل کسی چیز کا محتاج نہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے مقدمہ کتاب کی شرح)

(۱۷) اگر علم دین رضا الہی عزوجل کیلئے حاصل کیا مگر ضمناً مال حاصل ہوا تو حرج نہیں۔

(۱۸) حصول ثواب کی امید اللہ رب العزت سے رکھے لوگوں سے نہ رکھے۔

(۱۹) ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔

کیونکہ میں تم کو دینے آیا ہوں تم سے لینے نہیں آیا۔ بڑوں کو بڑے ہی اجر دے سکتے ہیں، حضور ﷺ کو اجر تبارک
عزوجل ہی دے گا۔ تمام مخلوق تو ان کے در کی بھکاری ہے نیز حضور ﷺ مظہر ذات کبریا ہیں۔ رب عزوجل بلا معاوضہ دیتا ہے، حضور
ﷺ بلا معاوضہ عطا کرتے ہیں نیز ہماری کوئی خدمت نبی پاک ﷺ کی معمولی عطا کا معاوضہ نہیں بن سکتی۔ (تفسیر نور العرفان)

(۲۰) مطلب کہ علم قیامت اللہ عزوجل کے رازوں میں سے ہے اس کا تمہیں بھی علم ہے مجھے بھی اس راز کو دوسروں پر

ظاہر نہ کر۔ (دیکھئے الحدیث الثانی کی شرح)

(۲۱) حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ اللہ الخالق کے پاس حاضر تھا آپ رحمۃ

اللہ علیہ سے 48 مسائل پوچھے گئے (صرف 16 کے جواب ارشاد فرمائے اور) 32 کے بارے میں فرما دیا۔ لا اعلم۔ یعنی میں
نہیں جانتا۔ (علم و حکمت کے 125 مدنی پھول صفحہ 57 مکتبہ المدینہ)

حضرت سیدنا ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اگر ہم حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ادا ہونے والے یہ لفظ ”لا اذری“ (یعنی مجھے معلوم نہیں) لکھنا

شروع کر دیں تو صفحے کے صفحے بھر جائیں گے۔ (ایضاً)

(۲۲) ترجمہ کنز الایمان: اور رحمن کے وہ بندے زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

یعنی مومن کی رفتار تواضع اور انکساری کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ چلنے میں نگاہ نیچے رکھتے ہیں آہستہ قدم نرمی سے چپے ہیں جو تا کھٹکتا ہے، زور سے پاؤں مارتے۔ اکڑتے اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔

وَمِنْ شَرَائِطِهِ: اِحْتِمَالُ الْاَذَىٰ فِي بَدَلِ النَّصِيحَةِ، وَالِاقْتِدَاءُ بِالسَّلَفِ الصَّالِحِ فِي ذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصِبٌ عَلٰى مَا آصَابَكَ﴾ [التران: ۱۷]۔ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَا أُوذِيَ نَبِيٌّ مِثْلُ مَا أُوذِيَ نَبِيُّهُ).

وَمِنْ شَرَائِطِهِ: أَنْ يَقْصِدَ بِعِلْمِهِ مَنْ كَانَ أَحْوَجُ إِلَى التَّعَلُّمِ كَمَا يَقْصِدُ بِالصَّدَقَةِ بِالْمَالِ الْاَخْوَجُ فَالْاَخْوَجُ، لَمَنْ أَحْيَا جَاهِلًا بِتَعْلِيمِ الْعِلْمِ لَكَانَمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا، وَمِمَّا قِيلَ فِي تَنْبِيهِ الْغَائِلِ وَرُدُّهُ إِلَى الطَّاعَةِ:

مَنْ رَدَّ عَبْدًا أَبْقَا فَارِدًا
عَفَا عَنِ الذَّنْبِ لَهُ الْغَائِرُ

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (الَا تَزَلْتُمْ عَلَيْهِمُ السُّكِينَةَ) هِيَ لِعِبْلَةٍ مِنَ السُّكُونِ، أَيْ: الطَّمَانِينَةُ مِنَ اللَّهِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ [الرعد: ۲۸]۔ وَكَفَى بِذِكْرِ اللَّهِ شَرَفًا ذَكَرَ اللَّهُ الْعَبْدَ فِي الْمَلَأِ الْاَعْلَى، وَلِهَذَا قِيلَ:

وَإِكْبَرُ ذِكْرَهُ لِي الْأَرْضِ دَوْمًا
لِيُذَكِّرَ لِي السَّمَاءُ إِذَا ذَكَرْتَهُ

وَقِيلَ:

وَسَاعَةَ الذِّكْرِ فَاغْلَمَ ثُرُوءَ وَغْنَى وَسَاعَةَ اللُّهُوِ اِفْلَاسٌ وَقَالَاتُ

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (وَمَنْ بَطَّأ بِهِ عَمَلُهُ) أَيْ: وَإِنْ كَانَ نَسِيًّا. (لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ) إِلَى الْجَنَّةِ فَيَقْلِمُ الْعَامِلُ بِالطَّاعَةِ وَلَوْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا عَلَى غَيْرِ الْعَامِلِ وَلَوْ كَانَ شَرِيفًا قُرَشِيًّا، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقُوا﴾.

[المجرات: ۱۳]

ترجمہ:

(۷) نصیحت (خیر خواہی) کرنے میں تکلیف برداشت کرنا اور اس راہ میں سلف صالحین (بزرگوں) کی پیروی کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

[لقمان ۱۷] (۲۳)

”وَعَنِ الْمُتَكَبِّرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا آصَابَكَ“۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری مثل کسی نبی کو تکلیف نہ دی گئی۔

(۸) اپنے علم سے اس شخص کا قصد کرے (یعنی اس کو سکھائے) جو علم سیکھنے کا زیادہ حاجت مند ہے، جیسا کہ مال کا

مدد کرنے میں زیادہ حاجت مند کا قصد پھر کم حاجت مند کا قصد کیا جاتا ہے۔

پس جس نے علم دین کے ساتھ کسی بھی جاہل کو زندہ کیا (علم سے آراستہ کیا) تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ ہے۔

اور اسی طرح غافل کو حبیہ کرنے اور بھلائی کی طرف بلانے میں کہا گیا۔

شاعر نے کہا (۲۴)

جو بھدک کر بھاگے ہوئے ابی غلام کو بلانے

تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ“۔

سَكِينَةٌ لِّعِيْلَةٍ کے وزن پر سکون سے مشتق ہے۔

یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے اطمینان ملتا ہے۔

[الرعد ۲۸] (۲۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ“۔

تجھے بزرگی کیلئے ذکر اللہ عزوجل کے عوض اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کا ذکر ملائکہ میں کرتا ہے۔

اسی وجہ سے شاعر نے کہا:

تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر زمیں میں کثرت سے کر

تاکہ جب تو ذکر اللہ (عزوجل) کرے

تو حیرا ذکر آسمانوں میں کیا جائے

اور کہا گیا:

تو جان لے ایک لمحہ ذکر اللہ (عزوجل) کثیر مال و دولت سے بہتر ہے۔ (۲۶)

اور ایک لمحہ لوہو و لہب کثیر افلاس و محتاجی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ“۔ یعنی اگر چہ وہ نبی ہو۔ ”لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ“ (یعنی جس کا عمل سست ہو، عمل نہ کرے تو اس کا نسب) اسے جنت کی طرف نہ لے جائے گا بلکہ اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے کو اطاعت و فرمانبرداری نہ کرنے والے پر مقدم کیا جائے گا اگر چہ وہ حبشی غلام ہو، اگر چہ شریف قریشی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ“ [المحجرات ۱۳]۔ (۲۷)

(۲۳) ترجمہ کنز الایمان: اور بری بات سے منع کر اور جو اوقات تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔

(۲۴) یعنی نافرمان، گناہ کار کو اللہ عزوجل کی طرف مائل کر دے۔ اس کی اصلاح کر دے وہ گناہ گار اپنے گناہوں سے

پکی توبہ کر لے۔

(۲۵) ترجمہ کنز الایمان: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

(دلوں کا چین) یا تو اس لیے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی ہے اور ذکر اللہ گناہ مٹاتا ہے لہذا چین حاصل ہوتا ہے یا اس لیے کہ اللہ کا ذکر روح کے دیس کا ذکر ہے اور پر دہیسی کے ذکر سے چین ہوتا ہے۔ بہر حال اللہ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے جیسے دوا سے مرض، پانی سے پیاس، روٹی سے بھوک، سورج سے رات چلی جاتی ہے ایسے ہی اللہ عزوجل کے ذکر سے اور حضور ﷺ کے چہرے سے مومن کے رنج و غم دور ہو کر راحت و چین حاصل ہوتا ہے۔ حضور ﷺ سے تو جانوروں کو بھی چین نصیب ہوئے اگرچہ اللہ عزوجل کے عذاب کے ذکر سے مومن کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے مگر یہ خوف بھی اطمینان قلب کا ذریعہ ہے کہ ایسے دل میں دنیا والوں کا خوف نہیں ہوتا۔ لہذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں ”وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ“ [انفال ۲]۔ (تفسیر نور العرفان)

(۲۶) حصول علم بھی ذکر اللہ عزوجل کی ایک قسم ہے۔ عَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا

فَضَلَ الْعَالِمُ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَ إِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظِّ وَالهِرِّ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا۔ عالم کی فضیلت عالم پر ایسی ہے جیسے چودھویں شب میں چاند کی فضیلت سارے تاروں پر اور علماء و انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہ بنایا انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ لیا۔ (مکتوٰۃ الصالح المقلد الثانی صفحہ ۳۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲۷) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

حضور ﷺ بازار مدینہ میں تشریف لے گئے وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے حضور ﷺ کے پیچھے بچکانہ نماز سے نہ روکے۔ اسے ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سر کاٹنے کا حکم اس کی حصار داری کو تشریف لے گئے پھر اس کی وفات ہو گئی تو حضور ﷺ اس کے دفن میں شریک ہوئے اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا انعام، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

نَفْس: اس نے دور کیا۔ کُوبَةُ: سختی۔ کُوبَت: سختیاں، کُوبَةُ کی جمع ہے۔ مُغْسِرٌ: تنگ دست۔ طَرِيقٌ: راستہ۔ بِيُوتٍ: بیٹ کی جمع ہے، گھر۔ اَلسَّكِينَةُ: سکون۔

اِسْتِحْبَابٌ: مستحب ہونا۔ خِلَاصٌ: چھٹکارا۔ اَلسَّجُنُ: قیدخانہ، جیل۔ مَكْتُوبٌ: لکھا ہوا۔ كَهَالَةٌ: ذمہ دار ہونا۔ عَرَامَةٌ: قرض اٹھانا۔ مَخَافٌ: خطرناک جگہیں۔ سِرٌّ: ایک دوسرا مفہوم، دوسرا راز۔

تَنْفِيسُ الْكُرْبِ: سختیوں کا دور کرنا۔ عَمَلٌ فَاحِشَةٌ: برائے عمل۔ اِقْتَرَفَ ذَنْبًا: اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔ فُصِّلَ: تفصیل بیان کی۔ مصلحة: حکمت۔ اِمْسَ: فعل امر حاضر مثبت معروف، آپ علیہ السلام چلے۔ قَتَّكَسَرٌ: ٹوٹ جائے۔ هِمَّةٌ: ہمت، قصد، ارادہ، خواہش۔

مَوَاعِظٌ: موعظتہ کی جمع، وعظ، نصیحت۔ حَتَّىٰ بَعِي: یہاں تک کہ وہ خود قبول کرے۔ اَوَّلًا: پہلے۔ يَأْقُومُ: اے میری قوم۔ اَلْمَلَا: سرداروں، اصل میں ملاء تھا ہمزہ وزن شعری کی وجہ سے گرا۔ لَمَّا خَلَا: جب تجاہو۔ اَجُودٌ: زیادہ کرم کرنے والا۔ مباحاة: مِمَارَاة: جھگڑا۔ اَلْاِحْتِسَابُ: رضائے الہی عزوجل کا ہونا۔

تَرَكُ الْاَلْفَةِ: اتا پرستی کا ترک کرنا۔ دُؤُخٌ: جان، نفس، وحی، حکم خداوندی، امر الہی، قرآن، جبرئیل علیہ السلام۔ عَسَىٰ: فعل قریب، افعال رجاء و شروع سے ہے۔ اَلْخَشَنُ: کھر در، سخت۔

اَلْحَمِيَّةُ: عاجزی۔ اَخْوَجٌ: زیادہ حاجت مند۔

شَارِدًا: بدک کر بھاگنے والا۔ نُزْدَعَفًا: اس نے معاف کیا۔ اَلْغَافِرُ: معاف کرنے والا، مراد اللہ تعالیٰ کی ذات۔ اَلْمَلَا اَلْاَعْلَىٰ: ملائکہ کا گروہ (جماعت)۔ دُؤُمًا: ہمیشہ۔ فَاقَاتٌ: محتاجی۔ نَسِيبٌ: نسب والا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....أَلْحَدِيثُ السَّابِعُ وَالْفَلَاوُونَ.....﴾

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَمَّا يَرُوهُ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اللَّهُ قَالَ: (إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا لَعَمَلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ. وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا لَعَمَلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي صَحِيحَيْهِمَا بِهِدِهِ الْحُرُوفِ.

فَانظُرْ يَا أَخِي! وَقَفْنَا اللَّهُ وَإِيَّاكَ إِلَى عَظِيمِ لُطْفِ اللَّهِ تَعَالَى وَتَأَمَّلْ هَذِهِ الْأَلْفَافَ، وَقَوْلَهُ (عِنْدَهُ) إِشَارَةً إِلَى الْإِعْتِنَاءِ بِهَا، وَقَوْلَهُ (كَامِلَةً) لِلتَّأَكِيدِ وَهَذِهِ الْإِعْتِنَاءُ بِهَا، وَقَالَ فِي السِّيَةِ الَّتِي هَمَّ بِهَا ثُمَّ تَرَكَهَا (كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً) فَالْكَتَابُ "كَامِلَةً"، (وَإِنْ عَمَلَهَا كَتَبَهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً) فَالْكَدُّ تَقْلِيلُهَا بِوَاحِدَةٍ وَلَمْ يُؤَكِّدْهَا بِ"كَامِلَةً" فَلِللَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ سُبْحَانَهُ لَا نُحْصِي ثَنَاءَ عَلَيْهِ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقِ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ) رَوَى الْبَزْازُ فِي مُسْنَدِهِ أَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (الْأَعْمَالُ سَبْعَةٌ: عَمَلَانِ مُوجِبَانِ، وَعَمَلَانِ وَاحِدٍ بِوَاحِدٍ، وَعَمَلُ الْحَسَنَةِ فِيهِ بِعَشْرَةٍ، وَعَمَلُ الْحَسَنَةِ فِيهِ بِسَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ، وَعَمَلٌ لَا يُحْصَى ثَوَابُهُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى فَأَمَّا الْعَمَلَانِ الْمُوجِبَانِ فَالْكَفَرُ وَالْإِيمَانُ، فَالْإِيمَانُ يُوجِبُ الْجَنَّةَ وَالْكَفَرُ يُوجِبُ النَّارَ، وَأَمَّا الْعَمَلَانِ اللَّذَانِ هُمَا وَاحِدٌ بِوَاحِدٍ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ حَسَنَةً، وَمَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، وَأَمَّا الْعَمَلُ الَّذِي بِسَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ فَلِرَّهْمِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿كَمَفْلٍ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ﴾ [البقرة: ٢٦١]، ثُمَّ ذَكَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنَّ يُضَاعَفُ لِمَنْ يَشَاءُ زِيَادَةً عَلَى ذَلِكَ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يَضْعُفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الاسماء: ٣٠] - فَذَلِكَ الْآيَةُ وَالْحَدِيثُ وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ) أَنَّ الْعَشْرَ وَالسَّبْعِمِائَةَ كَلِمَةٌ لَيْسَتْ لِلتَّحْدِيدِ، وَأَنَّ يُضَاعَفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعْطَى مِنْ لَدُنْهُ مَا لَا يُعَدُّ وَلَا يُحْصَى فَسُبْحَانَ مَنْ لَا يُحْصَى آلاؤُهُ وَلَا تُعَدُّ نِعْمَاؤُهُ فَلِلَّهِ الشُّكْرُ وَالنِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ.

وَأَمَّا السَّابِعُ فَهُوَ الصَّوْمُ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: (كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أُجْزِي بِهِ)،

لَا يَغْلَمُ قَوَابِ الصُّومِ إِلَّا اللَّهُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، ”بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر اسے بیان فرمایا کہ جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھتا ہے اور اگر اس کا ارادہ کر کے عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ کئی گنا زیادہ لکھتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک نیکی لکھتا ہے اور اگر ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کر لے تو اس کیلئے ایک گناہ لکھتا ہے۔“

روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں ان حروف کے ساتھ۔

اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تجھے اپنے عظیم لطف کی توفیق مرحمت فرمائے (حدیث کے) ان الفاظ پر غور و فکر کر۔

آپ ﷺ کے فرمان ”عِنْدَهُ“ سے اس کے ساتھ اہتمام فرمانے اور آپ ﷺ کے فرمان ”كَامِلَةٌ“ سے تاکید اور خاص اہتمام فرمانے کی طرف اشارہ ہے۔

اور آپ ﷺ نے اس گناہ کے بارے میں فرمایا، جس کے کرنے کا مسلمان ارادہ کرتا ہے پھر اسے ترک کر دیتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس ایک کامل نیکی لکھتا ہے۔ پس اس نیکی کو ”کاملہ“ کے ساتھ مود فرمایا، ”وَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبَهَا سِتْرَةً وَاحِدَةً“ اور اگر برائی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے پس اس گناہ کی تقلیل کو واحد کے ساتھ مود فرمایا اور ”کاملہ“ کے ساتھ مود نہ کیا۔

پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیلئے ہی حمد و احسان ہے جس کی کامل تعریف کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (وباللہ التوفیق)۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ“۔

بزار علیہ الرحمۃ نے اپنی مسند میں روایت کیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو واجب کرنے والے ہیں اور دو عمل ایسے ہیں کہ ایک کے بدلے ایک ہی ہے، ایک عمل ایسا ہے جس میں ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے اور ایک عمل ایسا ہے جس میں ایک نیکی سات سو گنا نیکیوں کے برابر ہے اور ایک عمل ایسا ہے جس کا ثواب اللہ عزوجل جانے (اور اس کے بتائے سے اس کے برگزیدہ بندے جانے)۔

بہر حال وہ دو عمل جو واجب کرنے والے ہیں وہ کفر اور ایمان ہیں۔ (۲)

ایمان جنت کو واجب کرتا ہے اور کفر دوزخ کو۔ (۳)

اور وہ دو عمل جو ایک کے بدلے ایک ہی ہیں وہ یہ ہیں کہ

(۱) جس نیک کرنے کا ارادہ کیا مگر کیا نہ تو اللہ عزوجل اس کیلئے ایک نیکی لکھتا ہے۔

(۲) اور جس نے گناہ کیا تو اللہ عزوجل اس پر ایک ہی گناہ لکھتا ہے۔

اور وہ عمل جس کے بدلے میں سات سو گنا نیکیاں ہیں وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”كَمْثَلِ حَبَّةِ اَنْبَثِ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِى كُلِّ سُنْبَلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ“۔ [البقرہ ۲۶۱] (۴)

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اس پر بھی زیادہ عطا کرتا ہے جس کیلئے چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا“ [النساء ۴۰]۔ (۵)

پس اس آیت مبارکہ اور حدیث مبارکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے، ”الی اضعاف کثیرة“ اس بات پر دلالت کرتی

ہیں کہ بے شک العشر (دس) اور سبعمائة (ساتسو) کا کلمہ حد بیان کرنے کیلئے نہیں (بلکہ) وہ تو جسے چاہے زیادہ دے اور وہ اپنی پاک بارگاہ سے بے شمار اور بے حساب عطا فرماتا ہے پس پاک ہے وہ ذات جس کی نعمت کامل اور شاملہ کا شمار نہیں پس اسی کیلئے شکرو نعمت اور فضل ہے۔

بہر حال ساتواں عمل وہ روزہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ابن آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہے مگر روزہ بے شک

وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

لہذا روزے کا ثواب کوئی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ (۶) (اور اس کے بتائے سے اس کے برگزیدہ بندے)۔

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں احسانات الہی عزوجل کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۱) دیکھئے الحدیث التاسع عشر

(۲) مومنین جنتی ہیں، ”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ“۔

ترجمہ کنز الایمان: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیسے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔ [البقرہ ۸۲]

کفار دوزخی ہیں، ”وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ“۔ [البقرہ ۳۹]

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

”بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ“۔

ترجمہ کنز الایمان: ہاں کیوں نہیں جو گناہ کمائے اور اس کی خطا سے گھیرے وہ دوزخ والوں میں ہے انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

اس آیت مقدسہ سے اشارہ معلوم ہوا کہ کفار کے شیرخوار بچے دوزخ میں نہیں جائیں گے کیونکہ انہوں نے گناہ نہیں کیے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

اور دوزخ میں جانا گناہ پر معلق فرمایا گیا نیز مومن گناہ گار دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا کیونکہ اسے گناہوں نے گھیرا نہیں،

اس کا دل بڑے عقائد سے پاک ہے۔ گناہ گھیر لینے کی صورت یہ ہے کہ دل بھی گندے عقیدے سے گھر جائے۔ (تفسیر نور العرفان)

(۳) یہ لف وشر غیر مرتب ہے کہ ایمان کی وضاحت پہلے کی اور کفر کی بعد میں۔

(۴) ترجمہ کنز الایمان: اس دانے کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سودا نے۔

اس آیت مقدسہ کے تحت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں ”اگانے والا رب تعالیٰ ہے مگر یہاں دانہ کی طرف اس

کی نسبت کر دی گئی معلوم ہوا سبب کی طرف فعل کی نسبت جائز ہے“۔

شان نزول: یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر ایک

ہزار اونٹ مع سامان چندہ میں دیئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال یکساں ہوتے ہیں مگر ثواب میں فرق یا اس لیے کہ

اخلاص اور حسن نیت میں فرق ہوتا ہے یا اس لیے کہ مقبول بارگاہ کا تھوڑا عمل زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا

صحابی ایک صاع جو خیرات کرے اور تم پہاڑ بھر سونا تو اس کے جو تمہارے سونے سے زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

(۵) ترجمہ کنز الایمان: اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوئی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

(۶) روزے کی فضیلت: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ

أَدَمٍ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَجْرِي بِهِ يَدْعُ

شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَخَلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ

عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَالصَّيَامُ جَنَّةٌ وَإِذَا كَانَ بِصَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرُوقُ وَلَا يَضْحَبُ فَإِنَّ، سَابَهُ أَحَدٌ

[صحیح بخاری]

أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرَأٌ صَائِمٌ“۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی ساری نیکیاں دس گنا سے

سات سو گنا تک بڑھائی جائیں گی، رب تعالیٰ فرماتا ہے سوائے روزہ کے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا وہ

میرے لیے اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب تعالیٰ سے ملنے وقت، روزہ دار کی منہ کی بوجو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ کا دن ہو تو وہ بری بات کہے نہ شور مچائے اگر کوئی اس سے گالی گلوچ جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

الْحَسَنَاتُ: حَسَنَةٌ کی جمع، بھلائیاں، اعمالِ صالحہ۔ السَّيِّئَاتُ: سَيِّئَةٌ کی جمع، برائیاں۔
أَضْعَافٌ: ضِعْفٌ کی جمع، کئی گنا۔ تَأَمَّلْ: تو غور و فکر کر۔ اِغْتِنَا: اہتمام۔
لَا يُحْصَى: وہ شمار نہیں کیا جاتا۔ فَمَنْ هَمَّ: جس نے ارادہ کیا۔ يُضَاعَفُ: وہ زیادہ کرتا ہے۔
تَحْدِيدًا: ڈرانا۔ أَجْزَى بِهِ: میں اس کی جزا دوں گا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّامِنُ وَالْفَلَاوُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُ بِالْحَرْبِ. وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ الْعَرَضَةُ عَلَيْهِ. وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَائِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ مَعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَيَبْصُرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ، وَيَذُوقُهُ الَّذِي يَذُوقُهُ بِهَا، وَرَجُلَةٌ الَّتِي يَمْشِي بِهَا. وَلَيْتَنِّي سَأَلْتَنِي لِأَعْطِيَنَّكَ، وَلَيْتَنِّي اسْتَعَاذْتَنِي لِأَعْبُدَنَّكَ) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَبِّهِ تَعَالَى: (مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُ بِالْحَرْبِ) الْمَرَادُ هُنَا بِالْوَلِيِّ الْمُؤْمِنِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ [البقرة: ٢٥٤] - فَمَنْ آذَى مُؤْمِنًا فَقَدْ آذَى اللَّهَ، أَيْ: أَغْلَمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ مُحَارِبٌ لَهُ، وَاللَّهُ تَعَالَى إِذَا حَارَبَ الْعَبْدَ أَهْلَكَهُ، فَلْيَحْذَرِ الْإِنْسَانَ مِنَ التَّعَرُّضِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

قَوْلُهُ تَعَالَى: (وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ الْعَرَضَةُ عَلَيْهِ) فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ فِعْلَ الْفَرِيضَةِ أَفْضَلُ مِنَ النَّوَائِلِ، وَجَاءَ فِي الْحَدِيثِ: (إِنَّ ثَوَابَ الْفَرِيضَةِ يُفْضَلُ عَلَى ثَوَابِ النَّوَائِلِ بِسَبْعِينَ مَرَّةً).

قَوْلُهُ تَعَالَى: (وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَائِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ) ضَرَبَ الْعُلَمَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُمْ لِذَلِكَ مَثَلًا فَقَالُوا: مَثَلُ الَّذِي يَأْتِي بِالنَّوَائِلِ مَعَ الْفَرَايِضِ، وَمَثَلُ غَيْرِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَعْطَى لِأَحَدِ عَبْدَيْهِ دِرْهَمًا لِيَشْتَرِيَ بِهِ فَاكِهَةً، وَأَعْطَى آخَرَ دِرْهَمًا لِيَشْتَرِيَ فَاكِهَةً، فَلَمَّ بَ أَحَدَ الْعَبْدَيْنِ فَاشْتَرَى فَاكِهَةً فَوَضَعَهَا فِي قُورْصَةٍ، وَطَرَحَ عَلَيْهَا رِيحَانًا وَمَشْمُومًا مِنْ عِنْدِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْ السَّيِّدِ، وَذَهَبَ الْآخَرُ وَاشْتَرَى الْفَاكِهَةَ فِي حُجْرِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْ السَّيِّدِ عَلَى الْأَرْضِ، فَكُلَّ وَاحِدٌ مِنَ الْعَبْدَيْنِ قَدْ امْتَلَأَ، لَكِنْ أَحَدُهُمَا زَادَ مِنْ عِنْدِهِ الْقُورْصَةَ وَالْمَشْمُومَ فَيَصِيرُ أَحَبَّ إِلَى السَّيِّدِ. فَمَنْ صَلَّى النَّوَائِلَ مَعَ الْفَرَايِضِ يَصِيرُ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ، وَالْمُحِبُّ مِنَ اللَّهِ إِرَادَةُ الْخَيْرِ، فَإِذَا أَحَبَّ عَبْدُهُ شَغْلَهُ بِذِكْرِهِ وَطَاعَتِهِ وَحِفْظَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَاسْتَعْمَلَ أَعْضَاءَهُ، فِي الطَّاعَةِ، وَحُبَّ إِلَيْهِ بِسْمَاعِ الْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ، وَكُرَّةَ إِلَيْهِ بِسْمَاعِ الْغِنَاءِ وَالآلِ اللَّهْوِ، وَصَارَ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّهِمْ: ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ [الشمس: ٥٥] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ [الفرقان: ٦٣] - فَإِذَا سَمِعُوا مِنْهُمْ كَلَامًا فَاحِشًا اضْرَبُوا عَنْهُ، وَقَالُوا قَوْلًا يَسْلُمُونَ فِيهِ، وَحَفِظَ بَصْرَهُ عَنِ الْمَحَارِمِ، فَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا لَا يَحِلُّ لَهُ، وَصَارَ نَظْرُهُ نَظْرَ فِكْرٍ وَاعْتِبَارٍ، فَلَا يَرَى شَيْئًا مِنَ الْمَصْنُوعَاتِ إِلَّا اسْتَدَلَّ بِهِ عَلَى خَالِقِهِ. وَقَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا

الْأَوْرَابُكَ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَهُ. وَمَعْنَى الْاِعْتِبَارِ الْعَبُورُ بِالْفِكْرِ لِي الْمَخْلُوقَاتِ إِلَى لَدْرَةِ الْعَالِي، فَيَسْتَبِحُ عِنْدَ ذَلِكَ، وَيُقَدِّسُ، وَيُعْظِمُ، وَتُصَوِّرُ حَرَكَاتَهُ بِالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ كُلِّهَا لِلَّهِ تَعَالَى، وَلَا يَمْشِي لِيَمَّا لَا يَغْنِيهِ، وَلَا يَفْعَلُ بِيَدِهِ شَيْئًا عَبَثًا، بَلْ تَكُونُ حَرَكَاتُهُ وَسَكَنَاتُهُ لِلَّهِ تَعَالَى، فَيُنَابِ عَلَى ذَلِكَ لِي حَرَكَاتِهِ وَسَكَنَاتِهِ وَفِي سَائِرِ أَعْمَالِهِ.

قوله تعالى: (كُنْتُ سَمْعَهُ) يَحْتَمِلُ كُنْتُ الْحَافِظَ لِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَبَطْشَ يَدِهِ وَرِجْلِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَيَحْتَمِلُ كُنْتُ فِي قَلْبِهِ عِنْدَ سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَبَطْشِهِ. فَإِذَا ذَكَرْتَنِي كَفَّ عَنِ الْعَمَلِ لِغَيْرِي.

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”بے شک جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرے میں اسے لڑائی کا چیلنج کرتا ہوں اور مجھے فرائض سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں جس کے ساتھ بندہ میرا قرب حاصل کرے اور بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں پس جب میں اسے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ چاہے تو اسے پناہ دیتا ہوں“۔ روایت کیا اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے رب تعالیٰ سے منقول فرمان، ”مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ اذْنَعَهُ بِالْحَرْبِ“ اس مقدس فرمان میں ولی سے مراد مومن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ”اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا“ [البقرة ۲۵۷]۔ (۲)

لہذا جس نے کسی مومن کو تکلیف دی تو تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلان جنگ کیا اور اللہ تعالیٰ کسی بندے سے جنگ کرتا ہے تو اسے ہلاک کر دیتا ہے پس ہر انسان کو چاہیے کہ وہ ہر مسلمان کو تکلیف دینے سے بچے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”وَمَا تَقْرَبْ إِلَىٰ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا قَرَضْتَهُ عَلَيْهِ“

اس مقدس فرمان میں اس بات پر دلیل ہے کہ بے شک فرض کا پڑھنا نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

اور حدیث مبارکہ میں ہے، ”إِنَّ ثَوَابَ الْفَرِيضَةِ يَفْضَلُ عَلَىٰ ثَوَابِ النَّافِلَةِ بِسَبْعِينَ مَرَّةً“ بے شک فرض کا

ثواب، نفل کے ثواب سے سترگنا افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَائِلِ حَتَّى أُجِيبَهُ“۔

علماء کرام علیہم السلام نے اس کی یہ مثال بیان فرمائی، انہوں نے کہا اس شخص کی فراتص کے ساتھ نوافل پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے کی مثال اسی طرح ہے کہ ایک آقا اپنے دو غلاموں میں سے ہر ایک کو ایک ایک درہم دیتا ہے تاکہ وہ اس سے پھل خریدیں۔

پس ان میں سے ایک غلام بازار جاتا ہے اور پھل خرید کر بانس کی خوبصورت ٹوکری میں رکھ کر اس کے ارد گرد پھول ڈالتا ہے اور اپنے پاس سے خوشبو لگاتا ہے پھر آتا ہے اور اس ٹوکری کو اپنے آقا کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہے۔ (۳)
اور دوسرا غلام بازار جاتا ہے اور پھل خرید کر اپنی جھولی میں ڈال کر لاتا ہے اور اپنے آقا کے سامنے زمین پر رکھ دیتا ہے۔ لہذا ان دونوں نے اپنے آقا کی اطاعت کی مگر وہ غلام جس نے اپنے پاس سے بانس کی ٹوکری اور خوشبو کو زیادہ کیا وہ آقا کے نزدیک زیادہ محبوب ہو گیا۔

لہذا جو فراتص کے ساتھ ساتھ نوافل پڑھے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوگا (۴) اور اللہ تعالیٰ کا محبت کرنا بھلائی کا ارادہ کرنا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے اپنے ذکر، اپنی اطاعت میں مشغول کر دیتا ہے اور اس کی شیطان سے حفاظت فرماتا ہے یہاں تک کہ اس کے تمام اعضاء کو اپنی اطاعت کے کاموں میں مشغول کر دیتا ہے۔ ذکر، قرآن کی تلاوت اس کے نزدیک محبوب ترین کر دیتا ہے۔

گانا، آلات لہو کا سننا ناپسند کر دیتا ہے اور ایسا شخص ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے

ارشاد فرمایا،

[انقص ۵۵] (۵)

”وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ“۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

[الفرقان ۶۳] (۶)

”وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا“۔

پس جب وہ برے کلام کو سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور وہ سلامتی والی بات کہتے ہیں اور محارم سے اپنی نظر کی حفاظت کرتے ہیں پس وہ اس چیز کی طرف نظر نہیں کرتا جو اس کیلئے حلال نہیں اور اسے نظر و فکر حاصل ہوتی ہے۔ وہ مصنوعات میں سے کوئی شے نہیں دیکھتا مگر اس کے ذریعے خالق کے وجود پر استدلال کرتا ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

میں کسی شے کو نہیں دیکھتا مگر اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں اور اعتبار کا معنی (مطلب) مخلوقات میں خالق کی قدرت پر غور و فکر کرنا، پس وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح، پاکی اور تعظیم بیان کرتا ہے اور اس کے تمام اعضاء کا حرکت کرنا اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔

۴۔

وہ لایعنی (فضول) کاموں کی طرف نہیں چلتا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے بے کار کام کرتا ہے بلکہ اس کی تمام حرکات و سکنات اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہیں۔ پس وہ ان تمام حرکات و سکنات اور تمام افعال میں ثواب دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”كُنْتُ مَسْمُوعًا“ (یہ فرمان اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو) میں اس کی سماعت، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں کی شیطان سے حفاظت کرتا ہوں (اور وہ اس کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو) اس کے سننے، دیکھنے اور پکڑنے کے وقت میری یاد اسکے دل میں ہوتی ہے لہذا جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو غیر اللہ کیلئے عمل کرنے سے رک جاتا ہے۔

خلاصہ حدیث

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوا کہ اگر اس کی اطاعت اعمال کے ذریعے کی جائے تو اس کی رضامندی ہے اور اگر اس کی نافرمانی کی جائے تو اس کا غضب ملتا ہے۔

(۱) دیکھئے الحدیث التاسع۔

(۲) ترجمہ کنز الایمان: اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر مضبوطی سے وہی قائم رہ سکتا ہے جو بے دینوں کی صحبت، ان کی الفت، ان کی کتابیں دیکھنے، ان کے وعظ سے دور رہے کیونکہ اسی مضبوطی کو شیطان کے انکار پر موقوف رکھا گیا۔ سانپ اور چور سے اس لیے بچو کہ وہ جان و مال کے دشمن ہیں، بے دین کی صحبت سے اس لیے بچو کہ وہ ایمان کے دشمن ہیں۔

رب فرماتا ہے فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ (تفسیر نور العرقان)

(۳) ہانس کی ٹوکری زیادہ خوبصورت ہوتی ہے اور اگر پھولوں، خوشبو سے مزین ہو تو اس کے حسن میں مزید زیادتی ہو جاتی ہے۔

(۴) جس طرح آقائے غلام کو محض پھل خرید کر لانے کا کہا تھا اور اس نے اپنی عقل و فہم سے آقا کی رضا حاصل

کرنے کیلئے ہانس کی ٹوکری، پھول، خوشبو کا اضافہ کیا اور آقا کا قرب پایا اسی طرح اللہ عزوجل نے اپنے بندے پر بعض عبادت کو

فرض کیا اسے بجالانے کا حکم دیا لہذا جو اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کیلئے نوافل (نظمی عبادت) کے ذریعے فرائض پر زیادتی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہوتا ہے۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: اور جب یہ وہ عبادت سنتے ہیں تو اس سے تغافل کرتے ہیں۔

مشرکین عرب اور اہل کتاب مومنوں کو گالیاں دیا کرتے تھے یہ حضرات گالیاں سن کر ایسے چشم پوشی کرتے تھے جیسے انہوں نے سنا ہی نہیں یعنی سننے کو ان سنا بنا دیتے تھے ان کے متعلق یہ آیت ہے۔
(تفسیر نور العرقان)

ترجمہ کنز الایمان: اور جب جاہل ان سے بات کرتے تو کہتے ہیں بس سلام۔

اس سلام سے مراد متارکت کا سلام ہے نہ کہ تحیت کا، جیسے کہا جاتا ہے کہ تجھے دور ہی سے سلام ہے اور یہ نرم گفتگو اپنے نفس کے معاملہ میں ہے اگر اللہ ورسول (عزوجل وﷺ) کی عظمت کا معاملہ آڑے تو پھر سختی کرنی لازم ہے۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

[سج ۲۹] (تفسیر نور العرقان) رب عزوجل فرماتا ہے، "أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ"۔

وَلِيُّ: مددگار۔ حَوْبٌ: لڑائی۔ لَا يَزَالُ: ہمیشہ، مسلسل۔ اِسْتَعَاذَنِي: اس نے مجھ سے پناہ چاہی۔ مُحَارِبٌ: لڑنے والا۔ اَلتَّعْرُضُ: تکلیف۔

ضَرَبَ الْعُلَمَاءُ: علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مثال بیان فرمائی۔ فَايَكْفَى: پھل۔ فَوَصْرَةَ: بانس کی ٹوکری۔ مَشْمُومٌ: خوشبو۔ فَبِي جَبْجَبٍ: اپنی جھولی میں۔ اِمْتَقَلَ: فرمانبرداری کی۔

مُحَارِبٌ: محروم کی جمع، حرام کردہ اشیاء۔ يُسَبِّحُ: وہ پاکی بیان کرتا ہے۔ فَيُنَابُ: وہ ثواب دیا جائے گا۔ بَطَشٌ: پکڑنا۔ كَفَّتْ: وہ رکا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....أَلْحَدِيثُ التَّامِعُ وَالْفَلَّاتُونَ.....﴾

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّيِ الْخَطَا وَالنِّسْيَانِ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ) حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهٍ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ وَغَيْرُهُمَا. وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّيِ الْخَطَا وَالنِّسْيَانِ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ) أَي: تَجَاوَزَ عَنْهُمْ إِثْمَ الْخَطَا وَالنِّسْيَانِ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ، وَأَمَّا حُكْمُ الْخَطَا وَالنِّسْيَانِ وَالْمُكْرَهِ عَلَيْهِ لَفَيْرٌ مَرْفُوعٌ، فَلَوْ أَتَلَفَ شَيْئًا خَطَاً أَوْ ضَاعَتْ مِنْهُ الرَّوْدِيَّةُ نِسْيَانًا ضَمِنَ، وَيَسْتَنْسِي مِنَ الْإِكْرَاهِ عَلَى الزِّنَا وَالْقَتْلِ فَلَا يُسَاحَنُ بِالْإِكْرَاهِ، وَيُسْتَنْسِي مِنَ النِّسْيَانِ مَا تَعَاطَى الْإِنْسَانُ سَبَبَهُ، لِأَنَّهُ يَأْتِمُّ بِفِعْلِهِ لِتَقْصِيرِهِ. وَهَذَا الْحَدِيثُ اشْتَمَلَ عَلَى قَوَائِدَ وَأُمُورٍ مُهِمَّةٍ جَمَعَتْ فِيهَا مُصَنَّفًا لَا يَخْتَمِلُهُ هَذَا الْكِتَابُ.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطا، بھول اور اس چیز سے درگزر فرمایا جس پر اسے مجبور کیا جائے۔“

یہ حدیث حسن ہے جسے روایت کیا ابن ماجہ و تہیقی وغیرہم رحمہم اللہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، (إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّيِ الْخَطَا وَالنِّسْيَانِ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے خطا، نسیان اور مکرہ علیہ کا گناہ اٹھا (معاف کر) دیا۔

بہر حال خطا، نسیان اور مکرہ علیہ کا حکم غیر مرفوع (باقی) ہے۔ (۲)

لہذا اگر کسی نے کوئی شے خطا کے طور پر تلف کر دی یا ودیعت اس سے نسیان کے طور پر ضائع ہو گئی (گنہگار تو نہیں مگر ضامن ہوگا۔

زنا اور قتل پر اکراہ اس سے مستثنیٰ ہے لہذا زنا کرنا، قتل کرنا اکراہ کی وجہ سے مباح نہیں ہونگے اور نسیان (بھولے) سے جس چیز میں انسان مشغول ہو وہ بھی مستثنیٰ ہے البتہ وہ اس کے کرنے پر کوتاہی کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔

اور یہ حدیث مبارکہ کثیر فوائد، اہم امور پر مشتمل ہے جن کو میں نے ایسا جمع کیا جس کا احتمال یہ کتاب نہیں رکھتی (گنجائش نہیں)۔

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں اس کا بیان فرمایا جس پر مواخذہ نہیں ہوگا۔

(۱) دیکھئے الحدیث الثالث والثلاثون۔

(۲) یعنی اگر کسی مسلمان سے کوئی فعل خطا، نسیاناً، اکراہاً ہوا ہو تو وہ گنہگار نہیں ہوگا مگر اس کا حکم باقی رہے گا۔

ان تینوں کا تعلق آخرت سے ہے دنیا کے ساتھ نہیں کیونکہ اس کا حکم باقی ہے لہذا اگر کسی سے خطا کام ہوا تو گناہ (آخرت کے اعتبار سے) معاف اور اس کا حکم (دنیا کے اعتبار سے) باقی ہے لہذا اگر کسی مسلمان نے خطا کوئی شے تلف کر دی تو وہ گنہگار تو نہیں ہوگا مگر اس شے کا ضامن ضرور ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی مسلمان سے بحالت روزہ خطا پانی حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا لازم مگر گنہگار نہیں ہوگا۔

یا کسی مسلمان سے کلمہ کفر اکراہاً کہلوا یا گیا تو وہ مسلمان کافر نہ ہوگا بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

خطا کی تعریف: غیر ارادی طور پر کسی کام کا کرنا خطا کہلاتا ہے مثلاً بحالت روزہ کھلی کرتے وقت پانی کا حلق سے اترنا۔

نسیان کی تعریف: بھولے سے کسی کام کا کرنا نسیان کہلاتا ہے مثلاً بحالت روزہ عدم توجہ کی وجہ سے کھانا پینا وغیرہ۔

اکراہ کی تعریف: کسی کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور کر دینا اکراہ کہلاتا ہے مثلاً روزہ دار کو کہنا کہ روزہ توڑ دو ورنہ

جان سے مار دوں گا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

تَجَاوَزَ: درگزر فرمایا۔ اَلْخَطَا: غلطی۔ اَلنِّسْيَانُ: بھول۔ اَسْتَكْرَهُوا عَلَیْهِ: جس پر وہ مجبور کیے گئے۔ مُكْرَهًا: مجبور

کیا ہوا۔ تَعَاطَى: بجالایا، مشغول ہوا۔ مُهِمَّةٌ: اہم۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْأَرْبَعُونَ.....﴾

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: (كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ غَابِرٌ سَبِيلٍ) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ. وَخُذْ مِنْ صِحِّحِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ غَابِرٌ سَبِيلٍ) أَي: لَا تَرُكُنْ إِلَيْهَا، وَلَا تَتَّخِذْهَا وَطَنًا، وَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْبَقَاءِ فِيهَا، وَلَا تَتَعَلَّقْ مِنْهَا إِلَّا بِمَا يَتَعَلَّقُ الْغَرِيبُ بِهِ فِي غَيْرِ وَطَنِ الَّذِي يُرِيدُ الدَّهَابَ مِنْهُ إِلَى أَهْلِهِ، وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: أَمَرَنِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَخُذَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَمَا تَأْكُمُ الرَّاكِبِ وَمِمَّا قِيلَ فِي الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا:

أَتَيْتَنِي بِنَاءِ الْخَالِدِينَ وَإِنَّمَا

مُفَاتِكَ فِيهَا لَوْ عَقَلْتَ قَلِيلٌ

لَقَدْ كَانَ فِي ظِلِّ الْأَرَكَ كِفَايَةٌ

لِمَنْ كَانَ فِيهَا يَغْتَرِبُهُ رَجِيلٌ

وَمِمَّا قِيلَ فِي الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا:

تَرْجُو الْبَقَاءَ بِدَارٍ لَا بَقَاءَ لَهَا

وَهَلْ سَمِعْتَ بِظِلِّ غَيْرِ مُتَقِيلٍ

وَقَالَ الْآخَرُ:

سُجِنْتُ بِهَا وَأَنْتَ لَهَا مُجِبٌ

فَكَيْفَ تُجِبُ مَا فِيهِ سُجِنَتَا

فَلَا تَلْهُوْ بِدَارٍ أَنْتَ فِيهَا

تُفَارِقُ مِنْكَ يَوْمَ مَا لَهَوْنَا

وَتُطْعَمُكَ الطَّعَامُ وَعَنْ قُرَيْبٍ

سَطَّعَمُ مِنْكَ مَا مِنْهَا طَعَمْنَا

وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى قَصْرِ الْأَمَلِ، وَتَقْدِيمِ التَّوْبَةِ، وَالْأَسْتِعْدَادِ لِلْمَوْتِ، فَإِنَّ أَمِلَ فَلْيَقُلْ: إِنْ شَاءَ

اللَّهُ تَعَالَى، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقُولُنَّ لِنَشَاءِ إِيَّانِي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾ - [الكهف: ٢٣، ٢٤]

قَوْلُهُ: (وَخُذْ مِنْ صِحِّحِكَ) أَمْرَةٌ أَنْ يَغْتَنِمَ أَوْقَاتِ الصِّحَّةِ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ فِيهَا، فَإِنَّهُ يَعْجِزُ عَنِ الصِّيَامِ

وَالْقِيَامِ وَنَحْوِهَا، لِإِعْلَاقِ تَخَصُّلِ مِنَ الْمَرَضِ وَالْكِبَرِ.

وَقَوْلُهُ: (وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ)، أَمْرَةٌ بِتَقْدِيمِ الزَّادِ. وَهَذَا كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَلَّمَتْ

لِفَعْلِ﴾ [الحشر: ١٨] - وَلَا يَفْطِرْطُ فِيهَا حَتَّى يُبْذِرَ كَةَ الْمَوْتِ لِقَوْلِهِ: ﴿قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ. لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا

تَرَكَتُكَ [المؤمنون: ۹۹-۱۰۰]۔ وقال الغزالي رحمه الله تعالى: ابن آدم بئسنة معه كالشبكة يكتسب بها الاعمال الصالحة، فاذا اكتسب غمراً ثم مات كفاه، ولم يحتج بعد ذلك إلى الشبكة، وهو البئس الذي فارقه بالموت، ولا شك أن الانسان اذا مات انقطع شهوته من الدنيا، واشتتهت نفسه العمل الصالح، لأنه زاد القبر، فإن كان معه استغنى به، وإن لم يكن معه طلب الرجوع منها إلى الدنيا، ليأخذ منها الزاد، وذلك بعد ما أخذت منه الشبكة، فيقال له: هيهات قد فات اقبقي متخيراً دائماً نادماً على تفریطه في أخذ الزاد قبل انزاع الشبكة.

فلهذا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (وَأَخِذْ مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ)، فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱) سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کاندھوں کو پکڑ کر فرمایا ”دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم مسافر ہو یا راستہ عبور کرنے والے“ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے، جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب تم صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اپنی صحت سے بیماری کیلئے اور زندگی سے موت کیلئے حصہ حاصل کرو۔ روایت کیا اسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”مَنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِدٌ سَبِيلٍ“ یعنی تو دنیا کی طرف مائل نہ ہو اور اسے اپنا وطن نہ بنا تیرا دل دنیا میں ہمیشہ رہنے کا قائل نہ ہو بلکہ دنیا میں تو زندگی اس طرح بسر کر جیسے ایک مسافر مسافر خانہ سے اپنے اہل (گھر) کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ (۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا بھی یہی معنی ہے کہ مجھے میرے پیارے محبوب ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں

دنیا سے سامان جمع نہ کروں مگر سوار کا سامان۔ (۳)

دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں کہا گیا،

(۱) کیا تو دنیا کو ہمیشہ کا گھر بنا تا ہے، حالانکہ تیرا ٹھہرنا دنیا میں قلیل ہے اگر تو سمجھے۔

(۲) پیلو کے درخت کا سایہ کافی ہے، ہر اس شخص کو جسے روز سفر پیش آتا ہے۔ (۴)

دنیا سے بے رغبتی کے بارے میں مزید کہا گیا،

(۳) تو اس گھر میں رہنے کی ہمیشہ امید کرتا ہے جسے خود بقاء حاصل نہیں اور کیا تو نے کبھی سنا کہ سایہ نخل نہیں ہوتا۔

(۴) تجھے اس گھر میں قید کیا گیا ہے اور تو اس سے محبت کرتا ہے۔

ارے نادان تو کیسے اس سے محبت کرتا ہے جس میں تجھے قید کیا گیا ہے۔

(۵) جس گھر میں تو رہ رہا ہے اس میں ابو ولعب نہ کر

کیونکہ ایک دن تجھ سے تیرا ابو ولعب چھوٹ جائے گا۔

(۶) دنیا تجھے کھانا کھلاتی ہے عنقریب

جو تو نے اس سے کھایا وہ تجھ سے کھایا جائے گا۔ (۵)

اور حدیث مبارکہ میں امیدیں کم کرنے، توبہ کرتے رہنے اور موت کیلئے زاد راہ اکٹھا کرنے پر دلیل ہے البتہ اگر امید

کرے بھی تو ان شاء اللہ جل مجدہ کہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۚ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ“ [الکہف ۲۳-۲۴] (۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان، ”وَأَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحت کے اوقات کو غنیمت جانتے ہوئے نیک اعمال کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ بیماری اور

بڑھاپے اور مرض میں انسان روزہ، قیام وغیرہ سے عاجز آ جاتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان، ”وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخرت کیلئے زاد راہ اختیار کرنے کا حکم دیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، وَلَتَنْظُرُنَّ نَفْسٌ مَّا قَلَّمَتْ لِغَدٍ۔ [الحشر ۱۸]۔ (۷)

اور اس نفس کے معاملے میں کوتاہی نہ کرے کہ اسے موت آ لے اور وہ کہے، ”قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آخِرًا خَيْرًا مِنْ أَوَّلِي“

[المؤمنون ۱۰۰، ۹۹]

صَالِحًا لِيَمَّا تَرَ كُفًّا كَلًّا“۔ (۸)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا،

ابن آدم کا بدن اس کے ساتھ جال کی طرح ہے جس کے ذریعے وہ نیک اعمال کرتا ہے پس جب وہ خیر کا کام کرتا ہے اور

مر جاتا ہے تو اسے کافی ہوگا۔ اس کے بعد اسے جال کی حاجت نہیں رہتی اور یہ وہ بدن ہوتا ہے جو انسان سے موت کی وجہ سے جدا

ہوتا ہے اور اس بات میں شک نہیں کہ جب انسان مر جاتا ہے تو دنیا کی خواہش بالکل ختم ہو جاتی ہے اور اس وقت نفس نیک اعمال کی

خواہش کرتا ہے کیونکہ نیک اعمال قبر کا زادراہ ہوتے ہیں۔

اگر اس کے پاس قبر کا زادراہ (نیک اعمال) ہو تو اسے کوئی خوف نہیں ہوتا اور اگر اس کے پاس نہ ہو تو وہ واپس دنیا میں لوٹنے کی خواہش کرتا ہے تاکہ اس زادراہ کو لے کر آئے مگر واپس لوٹا نہیں جائے گا کیونکہ مرنے کے بعد اس سے جال لے لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا ”ہیہات قد فات“ ہائے افسوس تو واقعی مر گیا ہے لہذا وہ حیران و سرگردان جال کے اکیڑنے (چھن جانے) سے پہلے پہلے آخرت کا سامان لینے میں کوتاہی کرنے پر تادم ہوگا۔

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”وَأَخَذَ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ“ اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔
”فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ پس نیکی کرنے کی قوت اور برائی سے بچنے کی قوت نہیں مگر عظیم بلند مرتبہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں قصر امل یعنی بڑی بڑی امیدیں نہیں ہونی چاہیے کا بیان ہے۔

(۱) دیکھئے الحدیث الثالث۔

(۲) مسافر اس جگہ سے دل نہیں لگاتا بلکہ حتی الامکان کوشش کرتا ہے کہ میں اپنے گھر جلدی پہنچ جاؤں اور اس

ارادے سے ذرا غافل نہیں ہوتا یوں ہی مسلمان کو دنیا میں بڑی بڑی امیدیں نہیں کرنی چاہیے سامان آخرت جمع کرنے میں ذرہ برابر بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) یعنی دنیا میں بقدر ضرورت سامان جمع کرے وگرنہ جیسا مسافر کو کثیر سامان میں دشواری ہوتی ہے اس طرح دنیا

میں کثیر مال و دولت والے کو آخرت میں دشواری ہو سکتی ہے

(۴) مسلسل سفر کرنے والے کو آرام کیلئے محض تھوڑی دیر سایہ میں آرام کرنا کافی ہوتا ہے کیونکہ اس کا ابھی سفر باقی،

اگر پرسکون جگہ آرام میں غافل ہو جائے تو اسے مقصد حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح انسان کو دنیا میں بقدر ضرورت کام کے بعد آخرت کا سامان جمع کرنا چاہیے کہ دنیا سایہ کی مانند ہے جیسے سایہ کو بقاء تو دور کنار سے دوام حاصل نہیں ہوتا یعنی ایک جگہ پر ٹھہرتا ہی نہیں ہر لمحہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اسی طرح دنیا کو بقاء تو دور کنار دوام حاصل نہیں۔

باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سانا ہے

زمین کی خاک پر سونا ہے اینٹوں کا سرہانا ہے

دلا غافل نہ یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے

تو اپنی موت کو مت بھول کر سامان چلنے کا

مرشدی ہانی دعوت اسلامی حضرت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے بنام ”غفلت“ میں مکافئۃ القلوب کے حوالے سے عربی اشعار آخرت کی تیاری کرنے کے متعلق نقل کرتے ہیں،

اللَّهُرُّ وَالْآيَامُ وَالذُّنُبُ حَاصِلٌ
وَجَاءَ رَسُوْلُ الْمَوْتِ وَالْقَلْبُ غَافِلٌ
وقت اور دن گزر گئے مگر گناہ باقی ہیں
موت کا فرشتہ آ پہنچا اور دل غافل ہے
نَعِيْمُكَ فِي الدُّنْيَا غَرُوْرٌ وَحَسْرَةٌ
وَعَيْشُكَ لِي الدُّنْيَا مُحَالٌ وَبَاطِلٌ

تجھے دنیا میں ملنے والی نعمتیں دھوکا اور تیرے لیے باعث حسرت ہیں اور دنیا میں دائمی یعنی ہمیشہ باقی رہنے والی راحتیں پانے کا تصور تیری خام خیالی (غلط فہمی) ہے۔

(۵) یعنی گنہگاروں کو قبر کی مٹی دنیا کی غذا سے پرورش پانے والے کو کھائے گی۔

(۶) ترجمہ کنز الایمان: اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن تفسیر نور العرفان میں اس کا شان نزول کچھ یوں بیان فرماتے ہیں، مکہ والوں نے حضور ﷺ سے اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر بتائیں گے اور ان شاء اللہ فرمانا یاد نہ رہا تو کئی روز تک وحی نہ آئی اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل بیان نہ فرمائی تھی۔ (تفسیر نور العرفان)

یعنی حضور ﷺ کو ان شاء اللہ کہنا یاد نہ رہا تو ارشاد ہوا

”وَإِذْ كُرُوْرُؤُوكَ إِذْ أَنْسَيْتَ“ (ترجمہ کنز الایمان)۔

[الکہف: ۲۴]

اور اپنے رب کی یاد کر جب بھول جائے۔

یعنی ان شاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آوے کہہ لیں۔

نیز روح البیان میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے وقت ان شاء اللہ کہہ لیا تھا۔ (تفسیر نور العرفان)

(۷) ترجمہ کنز الایمان: اور ہر جان دیکھے کہ کل کیلئے کیا آگے بھیجا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک سماعت کی فکر بہت سے ذکر سے بہتر ہے مگر فکر سے مراد سوچنا ہے۔ رب عزوجل کی عظمت،

حضور ﷺ کے محاسن، اپنے گناہ سوچنا سب اس میں داخل ہیں یہی مراقبہ کی اصل ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں جو دنیا میں اپنا حساب کرتا رہے گا اس کیلئے آخرت کا حساب آسان ہوگا۔ (تفسیر نور العرفان)

(۸) ترجمہ کنز الایمان: تو کہتا ہے کہ اے میرے رب (عزوجل) مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی

کماؤں اس میں سے جو چھوڑ آیا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

مَنْكَبِيٌّ: اصل میں مَنْكَبِيْن تھا، یاے مشکلم کی طرف اضافت کی وجہ سے نون حشیہ حذف ہو گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا گیا تو مَنْكَبِيٌّ ہو گیا، میرے دونوں کندھے۔ غَرِيْبٌ: مسافر۔ عَابِرٌ: راستہ عبور کرنے والا۔ الصَّبَاخُ: صبح۔ الْمَسَاءُ: شام۔ اَلْبِنْيُ: آہمزہ استفہام۔ تَبْنِيٌّ: تو بناتا ہے۔ بناء الخالدین: ہمیشہ کا گھر۔ لَوْ عَقَلْتُ: اگر تو سمجھے۔ ظِلُّ الْاَرَابِ: بیلو کے درخت کا سایہ۔ يَغْتَرِيٌّ: پیش آتا ہے۔ رَجِيْلٌ: سفر۔ تَوَخُّوْ: تو امید کرتا ہے۔ ظِلٌّ: سایہ۔ مُسَجِّنٌ: توقید کیا گیا۔ قَلَاتْلَهُوْا: تو کھیل کو دہن کر۔ تَفَارِقٌ: توجدا ہوگا۔ مَا لَهْوَتَا: جس سے تو کھیلتا ہے۔ تَطْعَمٌ: دنیا کھلاتی ہے تجھے۔ قَصْدُ الْاَمَلِ: کم امیدیں۔ عِلَّةٌ: بیماری، مشغول کر دینے والا واقعہ، حَعْلَاتٌ۔ الزَّأْدُ: زاد راہ۔ لَا يَفْرَطُ: کوتاہی نہ کرے۔ الشَّبَكَةُ: جال۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الْحَادِي وَالْآرْبَعُونَ.....﴾

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ) حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ رَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

قوله صلى الله عليه وسلم: (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ) يعنى أَنَّ الشَّخْصَ يَحِبُّ عَلَيْهِ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلُهُ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَيُخَالِفُ هَوَاهُ، وَيَتَّبِعَ مَا جَاءَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا نَظِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ [الاحزاب: ٣٦] - فَلَيْسَ لِأَحَدٍ مَعَ اللَّهِ عِزُّوَجَلٌّ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ وَلَا هَوَى.

وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُوفِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ الشَّافِعِيَّ بِكَمَةِ يَفْتِي النَّاسَ، وَرَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ رَاهُوَيْهٍ وَأَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ حَاضِرَيْنِ، فَقَالَ أَحْمَدُ لِإِسْحَاقَ: تَعَالَى حَتَّى أُرِيكَ رَجُلًا لَمْ تَرَ عَيْنَاكَ مِثْلَهُ، فَقَالَ لَهُ إِسْحَاقُ: لَمْ تَرَ عَيْنَايَ مِثْلَهُ! قَالَ: نَعَمْ، فَجَاءَ بِهِ فَوَقَفَهُ عَلَى الشَّافِعِيِّ فَذَكَرَ الْقِصَّةَ إِلَيْهِ أَنْ قَالَ: ثُمَّ تَقَدَّمَ إِسْحَاقُ إِلَى مَجْلِسِ الشَّافِعِيِّ فَسَأَلَهُ عَنْ كِرَاءِ بَيْتِ مَكَّةَ، فَقَالَ الشَّافِعِيُّ: هَذَا عِنْدَنَا جَائِزٌ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (فَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ دَارِ؟)، فَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرَى ذَلِكَ، وَعَطَاءٌ وَطَاوُسٌ لَمْ يَكُونَا يَرِيَانِ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ الشَّافِعِيُّ: أَنْتَ الَّذِي تَزْعُمُ أَهْلَ خُرَسَانَ أَنَّكَ فَقِيهُهُمْ؟ قَالَ إِسْحَاقُ: كَذَا يَزْعُمُونَ! قَالَ الشَّافِعِيُّ: مَا أَحْوَجُنِي أَنْ يَكُونَ غَيْرَكَ فِي مَوْضِعِكَ فَكُنْتَ أَمِيرًا بِفِرْكَ أَدْنِيهِ، أَنَا أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَنْتَ تَقُولُ: قَالَ عَطَاءٌ وَطَاوُسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ، هَؤُلَاءِ لَا يَرَوْنَ ذَلِكَ؟ وَهَلْ لِأَحَدٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةٌ؟ ثُمَّ قَالَ الشَّافِعِيُّ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ [الحشر: ٨] - النَّسِيبُ الْبَيْتَارُ إِلَى مَالِكَيْنِ أَوْ غَيْرِ مَالِكَيْنِ؟ قَالَ إِسْحَاقُ: إِلَى مَالِكَيْنِ. قَالَ الشَّافِعِيُّ: فَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى أَصْدَقُ الْأَقَاوِيلِ. وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ). وَقَدْ اشْتَرَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ دَارَ الْحَجَلَتَيْنِ. وَذَكَرَ الشَّافِعِيُّ جَمَاعَاتٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ إِسْحَاقُ: ﴿سَوَاءٌ أَلْعِكْفُ فِيهِ وَالْبَادِ﴾ [الحج: ٢٥] - فَقَالَ لَهُ الشَّافِعِيُّ: الْمِرَادُ بِهِ الْمَسْجِدُ خَاصَّةً، وَهُوَ الَّذِي

عَوَّلَ الْكُفْبَةَ، وَلَوْ كَانَ كَمَا تَزْعُمُ لَكَانَ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يُنْشِدَ فِي دُورِ مَكَّةَ ضَالَّةً، وَلَا تُحْبَسُ فِيهَا الْبُدْنُ، وَلَا تُلْقَى الْأَرْوَاحُ، وَلَكِنْ هَذَا فِي الْمَسْجِدِ خَاصَّةً، لَسَكَّتْ إِسْحَاقِي وَلَمْ يَتَكَلَّمْ لَسَكَّتِ الشَّافِعِيُّ عَنْهُ.

ترجمہ:

حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”تم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائے۔“ یہ حدیث حسن صحیح ہے روایت کیا ہم نے اسے کتاب الحجہ میں صحیح اسناد کے ساتھ۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ“۔

یعنی انسان پر اپنے عمل کو قرآن و سنت پر پیش کرنا (یعنی قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنا) نفس کی مخالفت کرنا اور جو شریعت مطہرہ امام الانبیاء علیہ السلام لائے اس کی پیروی کرنا واجب ہے۔ (۲)
رسول اللہ ﷺ کا فرمان، ”اللہ عزوجل کے فرمان مقدس کی نظیر ہے۔

اللہ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا، ”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

مِنْ أَمْرِهِمْ“ [الاحزاب ۳۶]۔ (۳)

کسی کیلئے اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں اپنے امر و خواہش کو حجت ٹھہرانا جائز نہیں۔ (۴)

امام ابراہیم بن محمد کوفی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ المکرمہ میں لوگوں کو فتویٰ دیتے دیکھا، میں نے حضرت امام اسحاق راہویہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہاں حاضر پایا۔ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا، آؤ میں تمہیں ایسا شخص دکھاتا ہوں کہ اس سے پہلے تمہاری آنکھ نے ایسا شخص نہ دیکھا ہوگا، یہ سن کر امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیا واقعی ایسا شخص ہے کہ میں نے اس کی مثل نہیں دیکھا؟ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ”جی ہاں“ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے آئے اور یہ سارا واقعہ عرض کیا پھر امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کے قریب ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ المکرمہ کے گھروں کو کرائے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ تو ہمارے نزدیک جائز ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا عقیل نے ہمارے لیے ایسا گھر چھوڑا ہے؟

یہ سن کر امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یزید بن ہارون نے ہمیں خبر دی وہ ہشام سے وہ الحسن علیہم الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں، بے شک وہ اسے جائز نہیں سمجھتے تھے اور اسی طرح حضرت عطاء، حضرت طاؤس علیہما الرحمۃ کے نزدیک ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ارشاد فرمایا کہ تمہیں تو اہل خراسان اپنا فقیہ سمجھتے ہیں، حضرت امام اسحاق علیہ الرحمۃ نے کہا جی ہاں خراسان والے مجھے اپنا فقیہ سمجھتے ہیں۔ تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر تیری جگہ کوئی اور ہوتا تو میں تیرے کان مروڑنے کا حکم دیتا۔

میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ عطاء، طاؤس، حسن اور ابراہیم علیہم الرحمۃ اسے جائز نہیں سمجھتے تھے۔

کیا رسول اللہ ﷺ کے قول کے مقابلے میں کسی کی بات حجت ہو سکتی ہے؟

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

[المحشر ۸]

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ۔

کیا گھروں کو مالکوں کی طرف منسوب کیا گیا یا غیر مالکوں کی طرف۔

حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، مالکوں کی طرف۔ تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل کی سب

سے زیادہ سچی بات ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے، کہ جو حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہو گیا وہ امن والا ہے۔

اور تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے دارحجین خریدی (پھر کرائے پر دیا) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو ذکر کیا جو مکہ المکرمہ کے گھروں کو کرایہ پر لیتے اور قیام کرتے تھے۔

پھر امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی آیت پڑھی: ”مَسَاكِنُ الْعَاكِفِ فِيهِ وَالْبَادِ“۔ [الحج ۲۵] (۵)

تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا اس سے خاص مسجد مراد ہے اور وہ کعبہ معظمہ کے ارد گرد جگہ ہے، اگر ایسا ہی ہوتا

جیسے تم سمجھتے ہو پھر تو مکہ المکرمہ کے گھروں میں گم شدہ چیز تلاش کرنا کسی کیلئے جائز نہیں۔ (۶)

اسی طرح ان گھروں میں بدن کو قید کرنا، لیدوں کا ڈالنا جائز نہیں حالانکہ یہ سب باتیں مسجد کے ساتھ خاص ہیں نہ کہ

سارے شہر مکہ المکرمہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً کے ساتھ خاص ہیں۔

یہ سن کر حضرت امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان سے خاموش ہو گئے۔

خلاصہ حدیث

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ مومن کی خواہش شریعت کے تابع ہونی چاہیے۔

(۱) حضرت ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات زندگی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عبد اللہ اور کنیت ابو محمد ہے۔ حضرت ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار فضلاء، علماء، زہاد اور عباد و صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹائی آخر میں ختم ہو گئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے ساتھ ان کی وفات تک رہے بعد از وفات والد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ المکرمہ سے شام کی طرف تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۶۵ ہجری میں وصال پایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرویات سات سو (۷۰۰) ہیں۔

(شرح اربعین نووی فی الاحادیث الصحیحۃ النبویۃ الحدیث الحدادی والاربعون، صفحہ ۱۳۵)

(۲) ایمان کے لغوی معنی: ایمان لغت میں تصدیق کرنے (یعنی سچا ماننے) کو کہتے ہیں۔

ایمان کے اصطلاحی معنی: سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین سے ہیں۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ ۳۹ مکتبۃ المدینہ)

(۳) ترجمہ کنز الایمان: نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرمادیں تو

انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار ہے۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اس آیت مقدسہ کا شان نزول یوں بیان فرماتے ہیں، یہ آیت حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کی پھوپھی کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور ﷺ نے زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور ﷺ کے لے پاک تھے ان کے نکاح کیلئے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام دیا جسے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان حضرات نے قبول نہ کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت زینت رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ رضی ہو گئے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کر دیا گیا۔ (نیز) اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے حکم اور نبی ﷺ کے مشورے میں فرق ہے۔ حکم پر سب کو سر جھکانا پڑے گا، مشورہ کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق

ہوگا۔ اس لیے یہاں لَقَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَرَمَا يَأْتِيهَا، دوسری جگہ ارشاد ہوا وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ [ال عمران ۱۵۹]

لہذا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا۔ اگر حضور

ﷺ کسی پر اس کی منکوحہ بیوی حرام کر دیں تو حرام ہو جائے گی جیسے حضرت کعب کیلئے ہوا غرضیکہ حضور ﷺ ہمارے دین کے مالک

ہیں۔

(۵) ترجمہ کنز الایمان: اس میں ایک ساحق ہے وہاں کے رہنے والے اور پردیسی کا۔

یعنی کہ دیسی پردیسی ہر ایک کو وہاں طواف و نماز کا ہر وقت حق ہے (شوافع) یا دیسی پردیسی ہر ایک کو مکہ میں رہنے کا یکساں حق ہے (حنفی)۔ (تفسیر نور العرفان)

(۶) مسجد میں گمشدہ چیز کا تلاش کرنا (بالاعلام) ممنوع ہے۔

”إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رُجُلًا يَنْشُدُ جَمَلًا لِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَا وَجَدْتُ“

بے شک نبی کریم ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں اونٹ کو تلاش کرتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کو نہ پائے۔
(مسند الامام الاعظم کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۷۴ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

هَوَاهُ: اس کی خواہش، مرکب اضافی۔ تَبَعَ: تابع، زیر اثر۔ نَظِيرٌ: مثال۔ يُفْتِي: وہ فتویٰ دیتا ہے۔ أَرَى: میں دیکھتا ہوں۔ عَيْنَاكَ: تیری دو آنکھیں، مرکب اضافی اصل میں عَيْنَانِ كَتَمَانُونَ ثَمْنِيَةَ اِضَافَتِ كِي وَجَدَ سَعَةَ كَرِيْمًا۔
الْقِصَّةُ: بات، واقعہ، جمع قِصَصٌ، اَلْقَاصِصُ۔ فُرُكٌ: ملنا۔ اَصْدَقُ الْاَقَاوِيلُ: سب سے سچی بات والا۔
اِشْتَرَى: خریدنا اس نے۔

يَنْشُدُ: گم شدہ چیز کی تلاش کرتا ہے۔ دُورٌ: مکانات، دائرہ کی جمع۔ اَلْبَدَنُ: بدنہ کی جمع ہے، گائے یا اونٹ جس کی قربانی کی جائے مکہ میں حج کے موقع پر۔ اَرْوَاطٌ: جمع قلت ہے اَلرَّوْثُ كِي۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....الْحَدِيثُ الثَّانِي وَالْأَرْبَعُونَ.....﴾

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أَبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوِ اتَّيَبْتَنِي بِقِرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتَكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرَةً) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَوْلُهُ تَعَالَى: (عَنَانَ السَّمَاءِ)، هُوَ بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمَهْمَلَةِ، قِيلَ: هُوَ السَّحَابُ، وَقِيلَ: مَا عَنِ لَكَ مِنْهَا، أَي: ظَهَرَ إِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ.

قَوْلُهُ تَعَالَى: (ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ)، هُوَ نَظِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهُ يَجِدِ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾. [النساء: ۱۱۰]، وَالْإِسْتِغْفَارُ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مَقْرُونًا بِالتَّوْبَةِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ﴾.

[۲۰۹:۳]

[النور: ۳۱]

وقال تعالى: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

وَاعْلَمُ أَنَّ الْإِسْتِغْفَارَ مَعْنَاهُ طَلَبُ الْمَغْفِرَةِ، وَهُوَ اسْتِغْفَارُ الْمُذْبِحِينَ، وَقَدْ يَكُونُ عَنْ تَقْصِيرٍ فِي آدَاءِ الشُّكْرِ، وَهُوَ اسْتِغْفَارُ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ، وَقَدْ يَكُونُ لَا عَنْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَلْ يَكُونُ شُكْرًا، وَهُوَ اسْتِغْفَارُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتِغْفَارُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ اللَّهُ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ أَبَوُءُ لَكَ بِبِعَمَلِكَ عَلَيَّ وَأَبَوُءُ بِذُنُوبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ). وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا. وَفِي رِوَايَةٍ كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ).

وَهَذَا آخِرُ مَا يَسْرَ اللَّهُ الْكَرِيمُ عَلَى سَبِيلِ الْإِخْتِصَارِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا چاہے تجھ سے کس قدر گناہ

صادر ہوں اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم اگر تو زمین جتنے گناہ لے کر میرے پاس آئے پھر مجھ سے اس حالت میں ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں زمین کو مغفرت سے بھر کر تیرے پاس لاؤں گا۔

روایت کیا اسے امام ترمذی نے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”عَنَانَ السَّمَاءِ“۔

عین مہملہ کے فتح کے ساتھ (ایک قول کے مطابق) سحاب (بادل) کو کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق جو تیرے لیے آسمان سے ظاہر ہو یعنی اس چیز کو عنان کہتے ہیں جو اس وقت ظاہر ہو جب تو اپنا سر اٹھائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان، ”ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفْرًا لَكَ“۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی نظیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا“۔

[النساء ۱۱۰]۔ (۲)

استغفار (مغفرت چاہنا) کا توبہ کے ساتھ ملا ہوا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”وَإِنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ

[هود ۳]۔ (۳)

تُوبُوا إِلَيْهِ“۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ”وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“۔

[النور ۳۱]۔ (۴)

اور تو جان لے کہ استغفار کا معنی مغفرت کا طلب کرنا ہے۔ یہ گنہگاروں کا استغفار ہے اور کبھی استغفار اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے، یہ اولیاء و صالحین رحمہم اللہ کا استغفار ہے۔ کبھی استغفار ان دونوں قسموں میں سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے کیلئے ہوتا ہے یہ حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا استغفار ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار یہ الفاظ ہیں: ”أَللَّهُ أَنتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ

وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي

فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ“۔ (۵)

اے اللہ جل مجدہ تو ہی میرا رب عزوجل ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، میں بقدر

استطاعت تیرے عہد، وعدہ پر ہوں۔ اے اللہ جل مجدہ جو میں نے کیا اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تو نے مجھ پر نعمتیں کیں

ان کا اور اپنے گناہوں کا میں اقرار کرتا ہوں پس تو میری بخشش فرما دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم کہو:

اے اللہ جل جہدہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور ایک روایت ہے کہ کبیراً لفظ ہے تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا بس تو اپنی (پاک بارگاہ) طرف سے میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور یہی کچھ تھا جو اللہ کریم نے مختصر طور پر مجھ پر آسان فرمایا، اللہ جل جہدہ کیلئے ہی حمد ہے جو عالمین کا رب جل جہدہ ہے۔

﴿.....أَيْضًا هَذَا مَا يَسْرَ اللَّهُ تَعَالَى لِيْ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَاللَّهُ التَّوْفِيقُ.....﴾

شرح: خلاصہ حدیث

اس حدیث مبارکہ میں توبہ و استغفار کی اہمیت بیان کی گئی۔

(۱) دیکھئے الحدیث الثالث عشر

(۲) ترجمہ کنز الایمان: اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اس آیت مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ ہر گناہ کی توبہ ہے مگر طریقہ توبہ مختلف ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے اور حقوق العباد کی توبہ اداء حقوق ہے، ترک نماز کی توبہ ان کی قضاء ہے پھر سب کے احکام جدا ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چوری قتل کر کے، جو اکیل کر صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ لینا کافی ہے۔

(۳) ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔

استغفار کی تعریف: گزشتہ گناہوں سے معافی مانگنا استغفار ہے۔

توبہ کی تعریف: آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا توبہ ہے۔

کبھی دونوں ہی ایک معنی میں آتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار سے دنیاوی بلائیں ہٹتی ہیں اور راحتی

ہلتی ہیں۔

رب فرماتا ہے، "لَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا"۔ [نوح ۱۰]

(۴) ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

(۵) سید الاستغفار کے بارے میں آقائے کون و مکان، قاسم جنت ﷺ نے فرمایا کہ جو یہ الفاظ دن میں یقین کے

ساتھ پڑھے اور اسی دن شام سے پہلے مر گیا تو وہ جنتی ہوگا اور اگر رات کو یقین کے ساتھ پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مر گیا تو وہ جنتی ہوگا۔

”عَنْ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبِّدُوا لِاسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَأَهْدَيْتَنِي وَأَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَوَهَّدْتَنِي مَا اسْتَطَعْتُ أَغْوَيْتَنِي مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ أَبَوَاءُ لَكَ بِبِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبَوَاءُ بِلَنْبِي فَأَغْوَيْتَنِي لِأَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنْ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا لَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْسِبُ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنًا بِهَا لَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ“۔ (مکتوٰۃ المصابیح باب الاستغفار لفصل الاول صفحہ ۲۰۴ صحیح البخاری)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، استغفار کا سردار یہ ہے کہ تم کہو الہی (عزوجل) تو میرا رب عزوجل ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور بقدر طاقت تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں میں اپنے کیے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقراری ہوں مجھے بخش دے تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو یقین دل کے ساتھ دن میں یہ کہے لے اور پھر اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہوگا اور جو یقین دل کے ساتھ رات میں یہ کہے لے پھر صبح سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہوگا۔

معلوم ہوا کہ سید الاستغفار، تو بہ بلکہ تمام دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی حمد، اپنی بے کسی بیان کرنا بہتر ہے۔ شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں فرمایا، کہ کیسے سے مراد گناہ بھی ہیں اور نیکیاں بھی، گناہ کی شرط یہ ہے کہ اس سے توبہ کی توفیق نہ ملے اور نیکی کی شرط یہ ہے کہ اس پر تکبر و غرور نہ ہو جائے۔ خیال رہے کہ وہ گناہ جس کے بعد گریہ و زاری، عجز و نیاز و توبہ نصیب ہو، اس نیکی سے بہتر ہے جس کے بعد غرور و تکبر ہو۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خطا گندم کھا لینا شیطان کے سجدوں سے افضل تھا۔ نیز اس سید الاستغفار میں سبحان اللہ (عزوجل) کیسی پیاری عرض و معروض ہے یعنی میں اقرار کرتا ہوں کہ کانٹے میرے پاس ہیں پھول تیرے پاس ہیں، خطائیں میری طرف سے عطائیں تیری طرف سے، بحکم قرآن پاک ظلوم و جہول میں ہوں غفور و رحیم تو ہے، جس لائق میں تھا وہ میں نے کر لیا جو تیری شان کے لائق ہے وہ تو کر، بدکاری میں نے کر لی ستاری تو کر، گنہگاری میں نے کر لی غفاری تو کر، تیرے ایک چھینٹے سے ہمارا بیڑا پار ہے۔

اور اس سید الاستغفار میں یقین کی قید اس لیے لگائی تاکہ معلوم ہو کہ بندہ دعا اور توبہ کے وقت اس کے فضل و کرم کا یقین رکھے یہ سمجھے کہ مجھے رب تعالیٰ نے اپنے دروازے پر بلایا ہے تو آیا ہوں اپنے آپ نہیں آیا اور کریم بھکاری کو بلا کر ہی دیا کرتے ہیں خالی نہیں پھرتے، جسے یہ یقین ہوگا ان شاء اللہ عزوجل بخشا ہی جائے گا۔

☆.....☆.....☆.....☆

﴿.....مشکل الفاظ کے معانی.....﴾

وَلَا أِهْلِي: اور مجھے پرواہ نہیں۔ لِرَبِّ الْأَرْضِ: زمین بھر۔ خَطَايَا: خَطِيئَةٌ کی جمع ہے خطائیں، گناہ۔ السَّحَابُ: بادل۔ مَقْرُونٌ: ملا ہوا۔ تَقْصِيرٌ: کوتاہی کرنے والا۔ أَبَوَاءُ: میں اقرار کرتا ہوں۔ إِذْ حَمَيْتِي: تو مجھ پر رحم فرما۔ يَسْرُ: آسان ہوا۔ سَبِيلُ الْإِخْبَارِ: مختصر طور پر۔

﴿.....أَيْضًا هَذَا مَا يَسْرَ اللَّهُ تَعَالَى لِي فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ.....﴾